Presented by ... Div. to ... Dated 11.3.96

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

ازآنکہ ذکر اولین موعظت برائے آخرین ست و تجلیات کلام فیض التیام
ایشان ہدایت ست بہر طالبین چنانکہ آیت شریف برین مقال دال بر بنائے آں
نبذے ذکر از محامد و اخلاق اسلاف و بزرگان دین و مناقب اولیائے کرام،
و مشائخ عارفین، و سطوت امرائے ذیشان، بخامہ مقطوع اللسان لباس تحریر
و حلیہ تسطیر پوشید و مسمّی گردید باسم تاریخی اعنی

# افاضات بندگی

۱۳ ھ ۶۹

کہ از سعی فراواں، و بجستجوئے تمام، فی اللیالی والایام

احقر العباد، خادم الاطبا، ابو الکمال محمد بہاء الدین صدیقی گوپاموی

غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ، و ستر عیوبہ

مؤلف

روضۃ المآثر (تاریخ گوپامئو) و مرأۃ وجیہی (سوانح عمری حضرت مُلّا
وجیہ الدین شہابی گوپاموی) سیر العلما (مختصر تاریخ علمائے ضلع سیتاپور)
و تاریخ طب عربی وغیرہ بخلعت تالیف و کسوت تصنیف امتیاز یافت

ہدیہ پانچ روپیہ

Www.MadaariMedia.Com

دم مدار بیڑا پار

# MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح

سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں

سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات

سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

**www.MadaariMedia.com**

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

ضلع ہردوئی (یو۔پی)

قال اللہ تعالیٰ عزوجل اِنَّ ھٰذہٖ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الیٰ ربہٖ سبیلاً

ازانکہ ذکر اولین موعظت برائے آخرین است و تجلیات کلام فیض التیام الیشان ہدایت است بہر طالبین، چنانکہ آیت شریف برین منوال دال، بر بنائے آن نبندے ذکر از محامد اخلاق اسلاف و بزرگان دین و مناقب اولیائے کرام، و مشائخ عارفین، و سطوت امرائے ذیشان، بخامہ مقطوع اللسان لباس تحریر و حلیہ تسطیر پوشید، و مسمی گردید باسم تاریخی اَتنی

# افاضات بندگی

۱۳ ھ ۶۹

کہ از سعی فراوان، و جستجوئے تمام، فی اللیالی والایام
احقر العباد، خادم الاطبار، ابو الکمال محمد بہار الدین صدیقی، گوپامؤی، غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہٖ، وستر عیوبہٖ، مؤلف روضۃ المآثر (تاریخ گوپامؤ) و مرآۃ وجیہی (سوانح عمری حضرت ملا وجیہ الدین شہابی گوپامؤی) سیر العلما، و مختصر تاریخ علمائے ضلع سیتاپور، و تاریخ طب عربی وغیرہ بخلعت تالیف و کسوت تصنیف امتیاز یافت

ناشر

مطبع زراقی ٹکاپور کانپور

Www.MadaariMedia.Com

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

297.42
S43R

# نذرِ عقیدت

میں اپنی عقیدت دلی، و مودت قلبی کو
حروف صدق و سطور اخلاص میں منتقل کر کے حضرت قطب السالکین
قدوۃ العارفین "بندگی شیخ نظام الدین یسین" ایٹھوی قدس اللہ سرہٗ
کی بارگاہ ولایت پناہ، ہدایت انتباہ میں بفحوائے اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ حَیٌّ لَا
یَمُوْتُوْنَ حصول برکات دنیوی و سعادت اخروی کی امید قوی پر پیش
کرنے کی عزت، سراپا منزلت حاصل کر رہا ہوں کیا عجب کہ حضرت
والا کی مقبولیت عند اللہ کے طفیل مجھ حقیر سراپا تقصیر کو بھی
سرخروئی دارین نصیب
ہو جائے

ما بداں مقصد عالی نتوانیم رسید
ہاں مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

بندۂ ناچیز محمد بہار الدین صدیقی گوپامئوی
نبیرہ حضرت قاضی عبد الرحمٰن لہرے رحمۃ اللہ علیہ
مرید و ہم زلف حضرت بندگی قدس سرہٗ

# فہرست مضامین افاضات بندگی


| | | | |
|---|---|---|---|
| نذر عقیدت صفحہ ۲ | گذارش پیشین صفحہ ۶ | پیش لفظ صفحہ ۹ | دیباچہ۔ صفحہ ۱۲ |

## باب اول۔ در مختصر تذکرہ و تعارف حضرت بندگی قدس اللہ سرہٗ العزیز

(۱) اسم سامی و نسب گرامی (۲) ولادت، تعلیم و تربیت (۳) سلاسل طریقت (۴) قیام امیٹھی، درس و افادہ اور نکاح اول (۵) سفر، گوپامؤ میں تشریف آوری اور توطن۔ (۶) اہالیان گوپامؤ سے رشتہ و قرابت (۷)، ترک سکونت گوپامؤ و مراجعت بہ امیٹھی (۸) اخلاق، عادات، زہد، اتقاد (۹) آبادی پورہ بندگی در امیٹھی بندگی میاں) (۱۰) بغرض زیارت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی امیٹھی میں آمد (۱۱) احباب و حقیقت چلہ کشی حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہٗ (۱۲) ہدایت و ارشاد اور تلامذہ (۱۳) تالیفات (۱۴)، علالت و وفات (۱۵) خلفائے مجازین بیعت و ارشاد (۱۶)، اولاد امجاد (۱۷) حقیقت زمینداری گوپامؤ۔

## باب دوم۔ انتخاب ملفوظ محبوب القلوب ملقب بہ سیر نظامی

## باب سوم۔ در توضیح و تشریح اسمار متذکرہ انتخاب محبوب القلوب

### فصل اول در ذکر اعیان و اشراف گوپامؤ

(۱) حضرت شیخ آدم
(۲) حضرت شیخ احمد
(۳) قاضی شیخ احمد

(۴) حضرت مخدوم سید اعز الدین لعل میر مع تحقیق اولاد امجاد (۵) شیخ الٰہی بخش (۶) شیخ اللہ بخش (۷)، حضرت ملا الہداد دانشمند عثمانی (۸)، شیخ بھکاری (۹) پیرا بنجارا

(۱۰) حضرت شیخ بھول (۱۱) شیخ پیارے قانونگو (۱۲) جان بنجارا (۱۳) حضرت شیخ حاتم صوفی
میواتی (۱۴) حاجی حانک (۱۵) شیخ حبیب اللہ (۱۶) شیخ حمید (۱۷) رستم بیگ (۱۸)
شیخ سلیم (۱۹) سلیم خان (۲۰) عبدالحق (۲۱) شیخ عبدالحمید مخدوم زادہ (۲۲) حضرت قاضی
لہرے (۲۳) شیخ عبدالرحیم متو لی گوپامئو (۲۴) شیخ عبدالقادر قنوجی مع ذکر نوابُ الاجاہ
(۲۵) شیخ عبداللہ (۲۶) میاں شیخ عبدالواحد خطیب (۲۷) میاں شیخ عبدالواحد (۲۸)
عبدالغنی (۲۹) میاں شیخ عیسیٰ (۳۰) فتح ملک (۳۱) میاں شیخ قادن صوفی (۳۲) قطب الدین
(۳۳) قمرالدین (۳۴) کمال (۳۵) شیخ ماکھو (۳۶) حضرت قاضی محمد مبارک (۳۷)
مظفر آغا (۳۸) میرزا علیخاں (۳۹) شیخ محمود (۴۰) شیخ محمود (۴۱) شیخ محمود نومسلم (۴۲) شیخ منظم (۴۳)
شیخ معین (۴۴) نعمت اللہ (۴۵) نظام صالح (۴۶) نظام رحمہم اللہ تعالےٰ۔

## فصل دوم در ذکر اولیای امت و صلحائے ملت

(۱) حضرت ابراہیم ادہم بادشاہ بلخ
(۲) حضرت بہارالحق مخدوم شیخ خاصہ امیٹھوی (۳) حضرت میر سید جلال بخاری (۴) شیخ
جلال صوفی خیرآبادی (۵) حضرت خواجہ منصور حلّاج (۶) حضرت بی بی خدیجہ بدن (۷)
حضرت شیخ زکریا امیٹھوی (۸) حضرت سری السقطی امیٹھوی (۹) حضرت مخدوم شیخ
سعدالدین خیرآبادی (۱۰) شیخ صوفی شریف جھنجھانوی (۱۱) بی بی عائشہ (۱۲) حضرت شیخ
عبیداللہ امیٹھوی (۱۳) حضرت شیخ عبدالجبار امیٹھوی (۱۴) حضرت شیخ عبدالباقی امیٹھوی
(۱۵) حضرت شیخ عبدالجلیل امیٹھوی (۱۶) حضرت شیخ عبدالکلیم امیٹھوی (۱۷) حضرت
مخدوم عبدالرزاق امیٹھوی (۱۸) حضرت شیخ عبدالغنی فتحپوری (۱۹) شیخ عبدالنبی صدر الصدور
گنگوہی (۲۰) حضرت شیخ عبدالوہاب امیٹھوی (۲۱) حضرت شیخ عبدالواسع امیٹھوی۔

(۲۲) حضرت شیخ علیم اللہ امیٹھوی (۲۳) سید شاہ فخرالدین موسوی مشہدی (۲۴) بی بی گشائیں (۲۵) حضرت شیخ محمد امیٹھوی (۲۶) شیخ محمد غوث (۲۷) حضرت شیخ محمد معروف جونپوری (۲۸) حضرت بی بی مخدومہ جہان (۲۹) حضرت شیخ مسعود الدین جعفر ثانی (۳۰) حضرت میر سید نورالحق مانک پوری (۳۱) شیخ الیٰسین امیٹھوی رحمہم اللہ

## فصل سوم در ذکر امرائی دولت و نجبائی سلطنت

(۱) آغا ماں الغ (۲) ابراہیم خاں ازبک (۳) بہادر خان ازبک (۴) نواب بیرم خان خانخانان (۵) امیر تردی محمد خان (۶) جلال خان افغان (۷) حاجی جان (۸) خانجہان حسین قلی خان (۹) دولت خان کاکر (۱۰) سکندر خان ازبک (۱۱) سید حسین خان (۱۲) میرزا صادق محمد خان (۱۳) خان زمان علی قلی خان (۱۴) نواب قلیچ محمد خان (۱۵) قمر (قنبر) دیوانہ (۱۶) میرزا حکیم (۱۷) ہیمون -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

# گذارش پیشین

اوائل ۱۳۶۹ھ میں اس رسالہ کی تکمیل ہوئی ہنوز نوبت صفائی مسودہ نہ ہو سکی تھی کہ میں سخت علیل ہو گیا، تا ایندم دو سال ہو چکے ہیں کمزوری وغیرہ اثرات بعد المرض سے نجات نہیں مل سکی، اسی حالت میں نظر ثانی کے بعد تبیض مسودہ کی طرف متوجہ ہو کر اس بار عظیم سے بحمد اللہ سبکدوشی حاصل کر لی۔

تالیف رسالہ ہٰذا کی ہمت میں نے ادعائے انشا پردازی یا تاریخ دانی کے نشہ و غرور میں نہیں کی، بلکہ یہ دیکھکر کہ گو یا مئو کے اہل علم بزرگوں اور دوستوں میں سے جو جملہ ذاتی و صفاتی صلاحیتوں کے درحقیقت حامل تھے کسی نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ میں نے یہ بار عظیم اپنے سر لے لیا، اور اپنی بے بضاعتی و ہیچمرزی کو دیکھتے ہوئے صرف اس کی کوشش کی کہ ما فی الضمیر ادا ہو جائے، مضمون نا قابل فہم نہ ہو، عبارت آرائی و دلنشینی جو ذی علم دوستوں کا حق ہے، ہو نہ ہو سہی، اسی کے ساتھ چونکہ حفظ مراتب میرا ذوق طبعی ہے، بدینوجہ کسی بڑے یا بزرگ کا نام جناب، صاحب، حضرت، رحمۃ اللہ علیہ، قدس سرہٗ وغیرہ الفاظ تعظیمی کے بغیر لکھنے کی نہ عادت نہ اس موقع پر ہمت و جرأت ہو سکی، اس لئے ملفوظی رنگ اور کہنہ طرازی پیدا ہو جانا ناگزیر ہو گیا۔ جو نوعیت رسالہ کے تو نامناسب نہیں مگر طرز و روش زمانہ کے ضرور خلاف ہے اور یہ میرا نقص قطعی و یقینی سمجھا جائے گا لیکن میں اس معاملہ میں مجبور ہوں تاہم یہ یقین دلاتا ہوں کہ میرے اس فعل سے نفس مضمون، اور اصل واقعات پر کچھ اثر نہیں پڑ سکتا وہ بعینہٖ اپنی حقیقت اصلی پر ہیں، لہٰذا طرز جدید کے شیدائیوں

کو اس سے غلوئے اعتقادی و مبالغہ آمیزی کا شبہ نہ کرنا چاہیے

نیز یہ کہ اس زمانہ میں قصبات کی تاریخ نویسی کے ذوقِ عام سے متاثر ہو کر بعض مدعیان تاریخ دانی نے اظہار تفوق گوپامؤ کے پس پردہ اپنی وجاہت اور نام نمود کیلئے غلط در غلط واقعات اور بے بنیاد روایات کی تصنیف و اشاعت سے وطن مرحوم کی تاصیہ حقیقت کو داغدار کر دیا ہے، رسالہ ہذا کے ذریعہ اس بدنمائی کو دور کرنے اور حالات اصلی پیش کرنے کی سعی بالمکن کیگئی ہے، مگر معاملہ اعتبار کا ہے، نہ میں کسی ذی وجاہت خاندان کا کوئی رکن ہوں اور نہ خود وجیہہ اس لئے اگر "انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال" پر عمل ہوا تو انشاء اللہ تعالٰی صحیح حالات و واقعات سے آگاہی اور غلط روایات پر اطلاع ہو جائے گی۔

آخر میں جناب مولوی حاجی نواب رئیس الاسلام صاحب رئیس اعظم گوپامؤ، شیخ محمد وارث الزماں صاحب تعلقدار گدنپور، عزیزم حاجی احمد حسین صاحب سلمہ رئیس گوپامؤ ولاہرپور ضلع سیتاپور، جناب حاجی مسعود حسن صاحب صدیقی گوپاموی بی۔ اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ و میونسپل کمشنر لکھنؤ خلف جناب خانبہادر منشی محمود حسن صاحب ڈسٹرکٹ و سشن جج مرحوم و مغفور و عزیزی حکیم سید جلیل احمد صاحب گوپاموی بی، آئی ایم۔ ایس طبیب انچارج شفاخانہ یونانی اتھی اعظم پور ضلع ہردوئی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان ہی اصحاب کی امداد و اعانت سے اس رسالہ کی طباعت صورت پذیر ہوئی ساتھ ہی اس کا بھی انتہائی افسوس ہو کہ اس رسالہ کی تدوین و طبع کی ایسے زمانہ میں نوبت آئی جبکہ اس سے مسرت اندوز ہونے والے بزرگ و احباب خلد مکان، و جنت نشان، اور باقیماندگان دلیس ماندہ عزیزوں میں سے اکثر و

بیشتر منتشر اور وطن سے بے لگاؤ بلکہ نا آشنا ہو چکے ایسی حالت میں میری یہ سعی اگر بے حاصل نہ سہی تو کم حاصل ضرور ہو گئی، تاہم بخیال ؎ ۔ ازاں روز ترسم کہ این ہم نباشد افسردگی کم ہو جاتی ہے۔

ناچیز محمد بہار الدین صدیقی گوپاموی۔ محلہ وہائٹ گنج
ہردوئی۔ ۱۱۔ محرم الحرام سنہ ۱۳۷۱ھ

# پیش لفظ

(از سید نجم الحسن صاحب ترمذی رئیس قصبہ باون و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع ہردوئی اودھ)

باسمہ وسبحانہ

ملفوظات حضرت بندگی قدس سرہٗ کا یہ انتخاب میری نظر سے گزرا، جسکو "افاضات بندگی" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، اور جس کو ملفوظ حضرت بندگی عثمانی امیٹھوی قدس سرہ العزیز سے منتخب کر کے باضافہ ایک دیباچہ و مختصر حالات حضرت بندگی اور تشریح بزرگان گوپامئو، واولیاء کرام کے ساتھ کتابی شکل میں مرتب کر دیا گیا ہے۔

اس ترتیب نے حضرت بندگی قدس سرہٗ کے تعلقات گوپامئو کو جسے وہاں کے لوگ عرصہ ہوا فراموش کر چکے تھے تازہ کر دیا، اور ان کو اُن کے وطن کی اس عظمت رفتہ وشوکت گزشتہ سے آگاہ کر دیا جو اب خواب وخیال میں بھی نہیں آسکتی۔

رسالہ ہذا میں مختلف مقامات پر غلط روایات کی مدلل طور سے تصحیح کی گئی ہے، جس نے متلاشیان حق وصداقت کو یک گونہ دردسری سے بچا لیا۔ اسکی سخت ضرورت بھی تھی، تاریخ داں حضرات کیلئے یہ مجموعہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا، اور عوام بھی باآسانی غلط روایات کی تردید کر سکیں گے میں سمجھتا ہوں کہ غلط بیانیوں اور بے سروپا روایتوں نے جو تاریخ گوپامئو کی پیشانی پر ایک بدنما داغ لگا رکھا تھا اس سے اسکا ازالہ ہو جائیگا۔

اس رسالہ میں چند عجیب وغریب واقعات نظر آئے جن میں سے ایک "حالات حضرت مخدوم اعزالدین سرخ لعل امیر قدس سرہٗ مع بحث نسب و مدفن و تحقیق اولاد و ذکر معاش عطیہ سلطان محمود غزنوی" کے سلسلہ میں ہے۔ ان حالات کو پڑھکر ایک تاریخی

سازش کا انکشاف ہوتا ہے - خاندان سادات مشہور بہ ڈھبہا بگرام، اولاد حضرت مخدوم میں ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اور ثبوت دعویٰ میں چند نقول فرامین پیش کرتا ہے، حیرت کی بات ہے کہ انھیں فرامین کی روشنی میں اُن کا دعویٰ باطل ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

(۱) سلطان محمود غزنوی ۴۲۱ھ میں وفات پا جاتے ہیں اور اپنی وفات کے بعد اپنے دربار کی زبان عربی سے فارسی میں تبدیل کر کے سادات مذکورہ کے جد اعلیٰ سید نصیر الدین نبیرہ مخدوم لعل میر کے نام ۳۳۲ھ میں دو فرمان دربارہ مدد معاش بہ تبدیل نام سنہ ہجری از سنہ الٰہی مخترع شہنشاہ اکبر عطا کرتے ہیں، جو کچھ کم چھ سو سال میں غزنی سے ہندوستان پہونچنے کے بجائے اتنے ہی قبل سید صاحب کو مل جاتے ہیں.... وغیرہ اس واقعہ کو بالتفصیل ان اوراق میں پڑھنے کے بعد یا تو آپ سلطان محمود کی "فیوضات بعد الموت" کے قائل ہو جایئے، یا پھر میری طرح اسکو ایک تاریخی سازش کہہ لینے پر مجبور ہو جایئے۔

(۲) مفتی انتظام اللہ صاحب کی بیان کردہ چند روایتیں بابت واقعات تاریخی قصبہ گوپامئو بھی اس کتاب کے مطالعہ کے سلسلہ میں نظر سے گزریں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اُن کی اس طرح کی خامہ فرسائی کہیں اُن کو ساقط الاعتبار راوی کے درجہ پر نہ پہونچا دے، اُنکی تاریخ دانی، وسعت علم، اور فہم سلیم کے چند نمونے پیش ناظرین ہیں۔

حضرت ممدوح ایک موقع پر حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بندگی نظام الدین امیٹھوی قدس سرہٗ کی ہمعصری کا دعویٰ فرماتے ہیں، حالانکہ حضرت چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۷۵۷ھ اور حضرت بندگی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت پورے ۱۴۳ سال بعد ۹۰۰ھ عہد سکندر لودی میں ہوئی۔

ایک دوسرے موقع پر ہمارے مفتی صاحب حضرت شیخ شمس الدین اور شیخ نصیر الدین

چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہما کا قاضی مبارک اولیا کے ساتھ گویا مئو تشریف لانا بیان فرماتے ہیں مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں پیش کرتے۔

تیسرے موقع پر اپنی خانقاہ مفتیان کی بنیاد حضرت چراغ دہلی کے ہاتھوں قائم ہونا بیان فرماتے ہیں۔ حالانکہ خاندان مفتیان کے مورثِ اعلیٰ کا گویا مئو آنا بقول خود مفتی صاحب ۸۰۰ھ ہے اور حضرت چراغ دہلوی کی وفات ۷۵۷ھ۔ دونوں میں ۴۳ سال کا تفاوت ہے۔

ان واقعات اور ان جیسے دیگر واقعات کو اس کتاب میں پڑھکر اور تاریخی و عقلی دلائل کی روشنی میں جانچ کر یا تو یوں کہیے کہ این ہمہ رشحات مفتی دراصل "از حافظہ باشد، دروغ نباشد" یا پھر اس کے برعکس سمجھنا پڑے گا۔

ان اہل قلم حضرات کی مضمون آرائی پر حیرت ہوتی ہے جو ذمہ داریوں سے یکسر کنارہ کش ہو کر اپنے اقوال کی تائید میں منگھڑت قصے ارقام فرما دیتے ہیں تاکہ اپنی اور اپنے وطن کی عزت غیر وطنی احباب کے سامنے بڑھائیں، شاید اس سے اُن کی ذاتی منفعت خاطر خواہ ہو جاتی ہو، مگر اہل وطن کو گمراہ کرنے یا بدست دگرے دست بدست دگرے کے مصداق بنا دینے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

آخر میں اس سرزمین کے مقدس و بابرکت کھنڈرات کے کبھی نہ مٹنے والے اثرات کی قدر و منزلت کرنے والوں کی خدمت میں ایک دردمند دل بصد عقیدت و اخلاص سلام پیش کرتا ہے۔

اور

اے خطۂ خزاں دیدہ تیری کہن سالی سے بے اعتنائی برتنے والوں سے دیدۂ عبرت نگر ہی نہیں بلکہ چشم حقیقت بیں کا بھی مستدعی ہے۔ فقط

بے چشم دل نہ کر ہوسِ سیر لالہ زار
یعنی یہ ہر ورق، ورق انتخاب ہے

سید نجم الحسن باوٗلی عفی عنہ۔ ۲۰ فروری ۱۹۵۳ء

# دیباچہ از مؤلف

گوہر پاک تو از مدحت ما مستغنی است
فکر مشاطہ چہ با حسن خدا داد کند

عرصہ کی طلب و جستجو کے بعد جولائی سنہ ۱۹۴۴ء مطابق ماہ رجب سنہ ۱۳۶۳ھ میں کتاب **محبوب القلوب** ملقب بہ سیر نظامی، یعنی ملفوظات و مکتوبات قطب السالکین، زبدۃ العارفین حضرت بندگی نظام الدین حسین عثمانی امیٹھوی قدس سرہٗ مؤلفہ شاہ محمد علی ابن عبدالجبار نبیرہ حضرت بندگی موصوف بسعی موفور جناب برادر صاحب قبلہ معظم و محترم مولوی حاجی سید شاہ محمد ولایت احمد صاحب مجیبوی مدظلہ رئیس و صاحب سجادہ تعلقات عالیہ مجابیہ قلندریہ لاہرپور، ابن قبلہ و کعبہ دارین، حاجی حرمین شریفین، جناب سید شاہ احمد حسین صاحب چشتی قادری سجادہ نشین درگاہ، برگزیدہ انفس و آفاق حضرت سید شاہ محمد مشتاق، معروف بہ چھبیہ امیاں صاحب کھیروی رحمہما اللہ تعالیٰ، حاصل ہو کر دامن تمنا گلہائے مقصود سے پر ہوا۔

چونکہ دوران مطالعہ کتاب مذکور میں ایسے حالات عجیبہ، و واقعات غریبہ متعلقہ گوپامؤ نظر سے گزرے، جو قبل ازیں نہ کسی کتاب میں دیکھے تھے، نہ بزرگوں سے سنے، اسلئے دل چاہا کہ اہل وطن بھی اُن سے بہرہ ور ہوں۔ بدیں غرض کتاب مسطورسے اولاً جملہ عبارات متعلقہ گوپامؤ بلاکم و کاست منتخب کر کے ایک مستقل رسالہ بنام "فیضانِ بندگی" مرتب کر لیا تھا، پھر اُس کی تشریح کر لی یہ چند سطریں جو اس وقت پیش کی جارہی ہیں وہ ہی مشروح انتخاب باضافہ دیگر فوائد ہیں۔ اور ایسے مقدس و مبارک ستائیس سالہ عہد کے متعلق ہیں جس میں گوپامؤ کا عروج مثل آفتاب نصف النہار کے تھا اُن سے وطن مرحوم کی عظمت رفتہ و شوکت گزشتہ

اور بزرگان و اسلاف کی جس عزت و منزلت کا پتہ ملتا ہے وہ اب ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتی لہٰذا اس کو گوپامؤ کے اس عہد زریں کا اصلی اور صحیح مرقع تصور کیا جاسکتا ہے ۔

متذکرہ صدر کتاب "محبوب القلوب" میں حالات، اقوال، خوارق عادات، اور مکتوبات کے عنوانوں سے چار باب ہیں اور پھر مکتوبات کی حقائق، احکام شرائع، اور امور دینیہ میں علٰحدہ علٰحدہ تقسیم و تفصیل ہے ۔ اور ان کی تعداد حسب ذیل ہے ۔

| احوال | اقوال | خوارق عادات | مکتوبات در حقائق | مکتوبات در شرائع احکام | مکتوبات در امور دینیہ |
|---|---|---|---|---|---|
| تقریبا ٦٠ | ٥٢ | ١٢٨ | ٢٦ | ٥ | ٢٤ (جملہ ٢٧٣) |
| ازانجملہ ٦ | ٢٣ | ٣٧ | ٢٠ | ٢ | ٣٧ (جملہ ١٢٥) مخصوص و متعلق گوپامؤ |

ہیں، ظاہر ہے کہ یہ تعداد کس درجہ اہم ہے ۔

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مکتوبات اکثر و بیشتر ترک سکونت گوپامؤ کے بعد کے ہیں، اس وقت آپ پر جذب و استغراق غالب آچکا تھا، یہی وجہ ہے کہ انمیں تکررات و محذوفات بہت ہیں، جن کی وجہ سے انھیں پڑھکر شبہ ہوتا ہے کہ شاید کچھ عبارتیں چھوٹ گئی ہیں، اور ممکن ہے کہ کسی کو یہ خطرہ لاحق ہو کہ حضرت کو خطوط لکھنا ہی نہیں آتا، مودی ملا تو تھے ہی، وہ انشا پردازی کیا جانیں، مگر اس کا وسوسہ بھی لانا غلط ہے، کیونکہ اس کی تردید اُن مکاتیب سے ہوتی ہے جو حضرت ممدوح نے حضرت مخدوم سید وجیہہ الدین صاحب کھیروی قدس اللہ سرہ کو ارقام فرمائے تھے، باب اول رسالہ ہذا حالات حضرت بندگی قدس سرہ ضمن تذکرہ مخدوم صاحب موصوف میں آپ اُن کو پڑھیں گے، ماسوا اس کے یہ بات اہل ذوق اور اصحاب معرفت و بصیرت کے بھی سمجھنے کی ہے کہ حضرت کی کس کیفیت نے قلم کو تفصیل و تشریح سے باز رکھا

بادی النظر میں اس کی شدید ضرورت معلوم ہوتی تھی کہ انتخاب ملفوظ کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی ہوتا، مگر یہ خیال کرکے کہ فارسی دانی کا ابھی فقدان کلی نہیں ہوگیا، نیز یہ کہ اس کے اکثر و بیشتر مضامین عوام کی فہم سے بالاتر اور اس کے مطالب بجز خواص اہل علم کے دوسروں کیلئے مفید نہیں، اس کے ماسوا موجب زیادتی حجم و باعث اضافہ مصارف جرا، اسلئے خیال ترجمہ کو عملی جامہ نہیں پہنایا جاسکا۔ ساتھ ہی یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ مؤلف صاحب نے ملفوظ کو ایسی غیر مانوس و دقیانوسی فارسی میں خود ساختہ محاورات کے ساتھ لکھا ہے کہ سلاست سے دور کا بھی واسطہ نہیں رہا، بلکہ سہل سے سہل لفظوں میں جو مطالب ادا ہو سکتے تھے اُنکو مغلق اور بعید از فہم کر دینے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا بدیں وجہ بنظر سہولت ناظرین ترتیب مضامین رسالۂ ہذا کو علاوہ دیباچہ وغیرہ کے تین بابوں میں منقسم کرنا مناسب معلوم ہوا (۱) تعارف و مختصر تذکرہ حضرت بندگی قدس سرہٗ مع ولادت و نسب و ذکر ازواج و اولاد و سلاسل طریقت و خلفاء و احباب و وفات وغیرہ (۲) انتخاب محبوب القلوب (۳) جزوی بیان گوپامؤ، مع تشریح و توضیح اسمار بزرگان گوپامؤ و اولیائے کرام و امرائے عظام مذکورین انتخاب "محبوب القلوب" جداگانہ فصلوں میں منقسم کرکے بہ لقب تاریخی **"افاضات بندگی"** مشعر ۱۳۶۹ھ موسوم کیا اور شرح و وضاحت کیلئے حتی الوسع محبوب القلوب ہی کو ماخذ رکھا، تاہم قیاس و قرینہ سے مفر نہیں ملا، گو کہ کمتر ہی سہی، البتہ بدرجہ مجبوری بعض جگہ کتب ہائے معتبرہ ذیل سے بھی مدد لی جن کے حوالے اپنے مواقع پر ملیں گے۔

۱۔ کشف المحجوب ملفوظ حضرت مخدوم شیخ علی ہجویری ملقب بہ داتا گنج بخش رح (فارسی)

۲۔ سیر الاولیا مؤلفہ سید محمد بن مبارک کرمانی ملقب بہ سید امیر خورد رح (فارسی)

۳- اکبرنامہ ابوالفضل علامی (فارسی) ۴- آئین اکبری ابوالفضل علامی (فارسی)
۵- ملفوظ حضرت مخدوم سید وجیہ الدین کیھرویؒ مرتبہ شیخ نصر اللہ قلمی (فارسی)
۶- اخبار الاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (فارسی) ۷- توزک جہانگیری نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ- (فارسی) ۸- منتخب اللباب خافی خان (فارسی)
۹- مآثر الامراء صمصام الدولہ شاہ نواز خاں (فارسی) ۱۰- مناقب الاولیاء مؤلفہ استاد الملک ملا شیخ احمد عرف ملا جیون امیٹھوی قلمی (فارسی) ۱۱- بسیط باسطی مؤلفہ شاہ عبدالباسط نبیرہ شیخ عبدالحلیم خلف حضرت بندگی قلمی (فارسی) ۱۲- سیر المتاخرین سید غلام حسین طباطبا (فارسی)
۱۳- بحر زخار شاہ وجیہ الدین اشرف قادری لکھنوی قلمی (فارسی) ۱۴- روضۃ الاصفیا تذکرہ علماء و مشائخ بدایون مولوی اکرام اللہ محشر صدیقی قلمی (فارسی) - ۱۵- ملفوظ حضرت مخدوم شاہ مینا میر محی الدین امیٹھوی (فارسی) - ۱۶- مراد المریدین ملفوظ قاضی محمد تقی خلف قاضی میاں جھونوی قلمی (فارسی) مؤلفہ شاہ مراد علی ۱۷- مآثر الکرام ملا غلام علی آزاد بلگرامی (فارسی)
۱۸- تذکرہ نتائج الافکار متولی قدرت اللہ خان قدرت فارسی) - ۱۹- آمد نامہ مولانا فضل امام صاحب خیرآبادی قلمی (فارسی) - ۲۰- خزینۃ الاصفیا مفتی غلام سرور لاہوری (فارسی)
۲۱- اردو ترجمہ منتخب التواریخ ملا عبدالقادر بدایونی از مولوی احتشام الدین مراد آبادی -
۲۲- مناقب حافظیہ ملفوظ حضرت حافظ سید محمد علی صاحب خیرآبادی از مولوی ہادی علیخاں -
۲۳- التنظیم بنظام التعلم و التعلیم مولانا شاہ محمد حسین صاحب فریدی الہ آبادی رح
۲۴- عین الولایت شاہ عزیز اللہ صاحب صفی پوری (۲۵) تعلیمات قلندریہ مرتبہ شاہ تقی حیدر قلندر کاکوروی - ۲۶- رسائل معارف اعظم گڈھ (مصنف علی گڑھ - ۲۷- فرامین ہمایونی، اکبری، شاہجہانی، عالمگیری وغیرہ - ۲۸- یادداشتہائے خاندانی شرفائے گوپامئو

۲۹۔ تذکرہ علمائے فرنگی محل مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی۔ ۳۰۔ غیاث اللغات فارسی۔

ڈسٹرکٹ گزیٹیر سایو۔پی جلد ام ہردوئی مسٹر ایچ۔آر نیول آئی۔سی۔ایس

اس چھوٹے سے رسالہ کیلئے اتنے کثیر حوالہ جات اور ماخذ کے باوجود حتی الوسع نہ کوئی دقیقہ تحقیق فروگذاشت کیا، اور نہ کسی سمعی بات کو جگہ دی، اور جملہ اسمار کی تشریح میں اصل ملفوظ کے ابواب، احوال، اقوال، خوارق اور مکتوبات میں سے محل ذکر مع نمبرات تحریر کردئیے ہیں تاکہ اصل بیان کے تلاش کرنے میں سہولت رہے۔

سی کے ساتھ یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ گویا مئو کی تاریخی و واقعاتی فضا کو اس زمانہ قرب قیامت کے مؤرخ بے بدل مفتی جی انتظام اللہ اکبرآبادی نے بادعائے تشہیر و نام آوری انتہائی غلط اور بے بنیاد باتیں شائع کرکے مکدر و غبار آلود کردیا ہے۔ جسکی تردید اپنے اپنے محل و مواقع پر کم و بیش ضروری خیال کیگئی، بحیثیت متوطن گوپامؤ ہونے کے میری غرض بھی اپنے وطن کو حقیقی خد و خال کے ساتھ ممتاز قصبات کی صف میں قائم رکھنا ہے۔ مگر اس اصول کے ساتھ کہ واقفیت مقدم رہے اور تشہیر اس کے تابع محض شہرت کے پس پردہ نہ اپنی نام آوری مقصود ہے نہ اپنے آبا و اجداد کو غیر واقعی مرتبہ افزائی کے ساتھ بلند نامی کی کرسی دلانا اور اس ضرورت کیلئے کوئی قصہ یا واقعہ تصنیف کرنا چنانچہ اسی اصول کے پیش نظر اپنے بزرگوں کے حالات میں صرف قدر ضرورت پر اکتفا کیا گیا۔

ما بجامے کہ ز جم ماند قناعت کردیم
انچہ ماندہ است ز دارا بسکندر دادیم

جہانتک انتخاب محبوب القلوب کی توضیحات کا تعلق ہے یہ کام زیادہ اہم نہ تھا بشرطیکہ

وسائل معلومات مہیا ہوتے، مگر سب سے زیادہ زحمت و دشواری تحقیق اسماء بزرگان گوپامئو میں پیش آئی کیونکہ یہاں کے مصنّفین و مؤلفین نے بجز اپنے اپنے خاندانی شجرے و نسب نامے لکھنے کے دوسرے اعیان و اشراف قصبہ کے تذکرات و تراجم نویسی کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور غیر خاندانوں کے اہلِ کمال سے اس درجہ بے اعتنائی فرمائی کہ اُن کا تذکرہ لکھنا تو درکنار اُن کے نام بھی صفحہ قرطاس پر لانا گناہِ عظیم خیال کیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہالیان قصبہ میں علماء، فضلاء، مشائخ اور امراء کی کثرت دیکھنا ہوتے ہوئے بیرونی تذکروں میں بجز چار پانچ مشہور بزرگوں کے گوپامئو کے کوئی اور بزرگ نظر ہی نہیں آتے اور ان معدودے چند دبرائے نام اکابر کے ذکر میں بھی اہل گوپامئو کے زور بازو اور جنبش قلم کا دخل نہیں ہے بلکہ ان حضرات کی ذاتی وجاہت، شہرت کمال، آوازۂ درس و تدریس، تفوق علمی اور تصنیفات کی برتری کے باعث، تذکرہ نویسوں نے بلا جستجو و کاوش حالات خود درج کر لئے، ورنہ آج اُن کے بھی نام کہیں نظر نہ آتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کا تذکرہ دو دو چار چار سطروں سے زیادہ کہیں نہیں ملتا اور اب ایسا کوئی سرمایہ بھی نہیں رہا جس سے اس پر مزید اضافہ ہو سکے۔ ایسی حالت میں گزشتہ چار سو سال قبل کے بزرگوں کے نام اور اُن کے اوصاف و کمالات معلوم کر لینا لوہے کے چنے ثابت ہوئے۔

اِس کے علاوہ ایک مشکل یہ بھی پیش آئی کہ یہاں کے متعدد خاندان مثلاً سادات چشتیان، جعفریان، قریشیان، عثمانیان اور بھیریوالان وغیرہ ایسے ختم ہوئے کہ ان کا کوئی نام لیوا بھی باقی نہیں رہا، اور موجودہ حضرات میں سے بعضوں نے اپنے خاندانی کاغذات دکھانے اور حالات بتانے سے بھی گریز کیا، بایں ہمہ مجھکو جتنے شجرے، نسب نامے، فرامین شاہی اور دیگر قدیم کاغذات دستیاب ہو سکے اور اُن سے جو کچھ معلوم ہو سکا ہے وہ درج کیا ہے

اور جن کا کچھ پتہ نہیں چل سکا اُن کو صاف ظاہر کر دیا اس پر بھی اگر کچھ خامی، یا غلطی باقی رہ گئی ہو تو وہ بمقتضائے بشریت ہوگی، امید ہے کہ بشرط مشیت الٰہی کسی دوسرے موقع پر بمصداق ع نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول - اسکی تلافی ہو جائے گی - لیکن اگر کسی صاحب کو میری تحقیق سے کلیتہً اختلاف ہی ہو تو میرے لئے یہ امر بھی باعث مسرت ہوگا کہ وہ اس کی مدلل تردید یا تصحیح جس نام سے بھی چاہیں شائع فرما دیں کہ یہ بھی خدمت وطن ہوگی اور مجھے بھی اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر آگاہی ہو جائے گی -

آخر میں اس قدر اور عرض ہے کہ یہ رسالہ تاریخ گوپامئو (روضتہ المآثر) کا پیش خیمہ ہے جس کے لئے میری عمر کا بیشتر حصہ دردسری اور خاک بسری میں گزر گیا، اب انشاء اللہ العزیز وہ وقت دور نہیں ہے جبکہ اس چمن پر بہار کی سیر جانفزا اور ہوائے فرحت افزا، سے دل و دماغ کو قوت، اور چشم مشتاق کو روشنی حاصل ہو، بشرطیکہ اس رسالہ کی طرف دست طلب بڑھا کر قدر افزائی کی گئی، کیونکہ اسی سرمایہ پر اوس کی اشاعت کا انحصار ہے - وما علینا الا البلاغ

---

مُسکرانے کیلئے بیچین ہے صبح وطن ۔۔۔ اور چندے ظلمت شام غریباں ہی تو کیا

# بابِ اوّل

## مختصر تذکرہ و تعارف حضرت بندگی قدس اللہ سرہٗ

کیمیائیست عجب بندگیِ پیرِ مغاں
خاک او گشتم و چندیں درجاتم دادند

# بابِ اوّل

## مختصر تذکرہ و تعارف حضرت بندگی قدس سرہ العزیز

از باد ہمہ پیام او می شنوم ؎ وز بلبل مست نام او می شنوم
ایں نقش عجب کہ دیدہ ام بر در دل ؎ آوازہ آں زبام او می شنوم

اہالیان وطن کی زبانوں پر لفظ بندگی میاں اُن کے محلہ کی بدولت تو کبھی کبھی آجاتا ہے لیکن ان کی عظمت و مرتبت، اوصاف و کمالات سے عام طور پر لاعلمی اور بے خبری ہے اور شرفاء کی مستورات میں بسلسلہ رسوم مروجہ آپ کی نسبت بہت سی غلط روایات مشہور ہیں، بعض گھروں میں تو جذبات نفرت تک پائے جاتے ہیں، حتیٰ کہ ایک نسّاب بے بدل اور مؤرخ خاندانی نے اپنے بزرگوں سے رشتۂ مصاہرت کے باوجود آپ کا نام نامی مع اہلیہ کے جو اپنے ہی خاندان کی صاحبزادی تھیں اپنے پولیٹیکل شجرے سے خارج کر دیا، اور دوسرے زمانہ قربِ قیامت کے مؤرخ نے آپ کے متعلق غلط واقعات منسوب کر کے اپنی ہمہ دانی اور تفاخر نسبی کا ثواب عظیم حاصل کرنے میں کچھ کسر نہیں اٹھا رکھی۔

**(۱) اسم و نسب گرامی** (حضرت بندگی)[1] نظام الدین یٰسین عثمانی امیٹھوی - بن شیخ یٰسین بن شیخ فخر الدین عرف مخدوم بن شیخ ابو الفضل بن شیخ تاج الدین بن شیخ اسمٰعیل المعروف بہ نجم الدین بن شیخ معروف قاضی قصبہ امیٹھی معاصر سلطان محمد تغلق بن شیخ شمس الدین متوطن قصبہ سترکھ (توابع ضلع بارہ بنکی)، بن شیخ

[1] در مراتب و منازل اسم مقامے بندگی است واں برتر و فوق از جمیع مقامات ۱۲ محبوب القلوب

صلاح الدین بن خواجہ اسمٰعیل بن سری السقطی الجاجیزی بن المقبلی وہو من اولاد جناب امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ذی النورین رضی اللہ عنہم [1]

## (۲) ولادت و تعلیم و تربیت

بتاریخ غرہ ماہ محرم الحرام آخیر و اتمام سنہ نہصد عہد سلطنت سلطان سکندر لودی [2] قصبہ امیٹھی قدیم میں پیدا ہوئے حضرت مخدوم بہار الحق شیخ خاصہ صائی امیٹھوی نبیرۂ حضرت عبداللہ علمبردار کی سرحلقہ خانوادہ قلندریہ قدس اللہ اسرارہما کی آغوش شفقت و سایہ تربیت میں پرورش پائی چار سال کی عمر میں حضرت مخدوم ہی نے نشرح پڑھائی اور تقریباً چودہ سال کی عمر تک اپنے زیر تعلیم رکھا ۹۱۴ھ میں تکمیل علوم و فنون کیلئے جونپور گئے اور ۹۱۷ھ میں حضرت شیخ المشائخ استاذ العلماء شیخ معروف جونپوری و شیخ نظام الدین ادھیر رحمہما اللہ تعالیٰ کے حلقہ درس سے فراغ حاصل کرکے کسب فضائل باطنی کیلئے اس درجہ ریاضتیں اور مجاہدے اختیار کئے کہ بہت قلیل عرصہ میں عارف کامل و شیخ واصل ہوکر مرتبۂ قطبیت پر فائز ہوگئے شروع ہی سے زہد اور اتقاء و ترک اسباب ظاہری کا یہ حال تھا کہ جامہ ہائے ملبوس پشمینہ کے علاوہ آپ کے پاس صرف ایک ہی کملی تھی اسی کو اوڑھتے بچھاتے اور اسی کو بوقت ضرورت بجائے تہمد استعمال فرماتے۔

دوران قیام جونپور میں آپ کو حضرت راجے سید نور الحق عرف راجے سید نور مانک پوری کی

---

[1] و [2] قسم اول در احوال محبوب القلوب [3] در جمیع علوم و فنون ماہر و از علمائے عصر خویش مستثنیٰ و در ہیچ جزویات عاری و قاصر نبود بلکہ از ہمہ قادر دست و سوای مردم مستعد و اسامی طلبہ جید و با فطرت کہ متعین بودند بکس دیگر سبق نداده ۔ قسم اول در احوال محبوب القلوب [3] حضرت راجے سید نور از سادات نور علی نور و اولیائے عظام است ۔ فرزند دلبند راجے حامد شاہ است مثل پدر خود بزرگ و صاحب کرامت بود در لباس اغنیا پاس خود را مستور داشتے ۔ خزینۃ الاصفیا جلد اول مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری ص ۴۰۹ مطبعہ نولکشور پریس ۱۲

زیارت کا شوق دامنگیر ہوا دو تنگے انتہائی کوشش سے فراہم کرکے روانہ مانک پور ہوئے اور وہاں پہونچکر بوقت باریابی دونوں تنگے اپنے گوشۂ دامن یا دستار سے کھول کر نذر گذرانی۔ حضرت راجے صاحب نے قبول فرمانے کے بعد پھر اپنی جانب سے عطا کرتے ہوئے بیعت سے سرفراز فرمایا۔ اور فرمایا۔

"این نعمت و دولت جاوید مع اولاد شما الی یوم القیامۃ" ساتھ ہی اپنی کلاہ قطبیہ سر سے اُتار کر حضرت بندگی کو پہناتے ہوئے ارشاد کیا "این کلاہ است در شریعت و طریقت" اور رخصت فرمایا۔

اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ کے بعد حضرت شیخ معروف جونپوری قدس اللہ سرہٗ نے اپنے تمام سلاسل طریقت میں آپ کو خلافت عطا کرکے ارشاد و ہدایت کا مجاز بنا دیا اور اپنی ملبوس چادر سر و شانوں پر اوڑھا کر فرمایا۔

"جمیع امور بدست شما است، ہر چہ بجا حر رسد در خانقاہ نشستن وجا ہارتن مساویست" نیز مفتی آدم صاحب دانشمند گوپاموی کو آپ کی معیت اختیار کرنیکا مشورہ دیا۔ (محبوب القلوب و بیان احوال)

## ۲۔ سلاسل طریقت

جن سلاسل طریقت میں آپ مجاز بیعت ہدایت و ارشاد ہوئے وہ قادریہ، طیفوریہ اور چشتیہ معنیہ ہیں مگر عام طور پر سلسلہ چشتیہ میں اور گاہے قادریہ میں بیعت لیا کرتے تھے آپ کا سلسلہ چشتیہ ۲۰ واسطوں سے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی سید نظام الدین اولیا تک اور طیفوریہ ۱۵ اور قادریہ ۲۵ واسطوں سے سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ تک منتہی ہوتا ہے۔ حضرت شیخ معروف طیفوریہ و قادریہ میں حضرت شیخ عبد العزیز جونپوری ؒ سے مجاز تھے۔ اس جگہ بنظر اختصار صرف سلسلہ چشتیہ کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(محبوب بیان / محبوب بخش / رسالہ)

یہ حضرت بندگی نظام الدین یٰسین امیٹھوی۔ حضرت شیخ معروف جونپوری۔ مولانا الہداد شارح کافیہ و اصول بزدوی۔ راجے حامد شاہ مانکپوری۔ شیخ حسام الدین مانکپوری۔ شیخ نور الحق والدین بن علاء الحق۔ شیخ علاء الحق والدین بن شیخ سعد لاہوری۔ شیخ سراج الدین عثمانی الشہیر باخی سراج حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہم "۔

ملا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں:۔

"شیخ نظام الدین انبیٹھی توابع لکھنؤ والے سلسلۂ شیخ نور قطب عالم میں شیخ معروف چشتی کے مرید و شاگرد تھے سلوک و جذبہ دونوں اُن میں جمع تھا۔ ابتدا میں علوم ظاہر کا کچھ شغل رکھتے تھے مگر صفائی باطن کی طرف توجہ زیادہ تھی۔ منصب تعلیم و تربیت مریدان حاصل ہونے کے بعد قصبہ انبیٹھی میں قناعت گزیں ہو گئے تھے بجز مسجد کے کہیں نہ جاتے۔ البتہ کبھی کبھی خیر آباد مزار مخدوم شیخ سعد اور شیخ الہدیہ خیر آبادی خلیفہ شیخ صوفی (صفی) کی ملاقات کو گوپامئو میں قاضی مبارک گوپاموی کی ملاقات کو جو شیخ مذکور کے خاص مرید اور بڑے متقی صاحب کمال تھے تشریف لے جایا کرتے۔ اور کبھی کبھی شیخ عبد الغنی فتحپوری سے ملنے چلے جاتے جب شیخ الہدیہ کی خانقاہ میں تشریف لے جاتے تو ایک روپیہ یا ایک تنکہ یا اور کوئی تحفہ پیش کیا کرتے۔ عبادت اور معاملات میں آپ کا دار و مدار کتاب احیاء العلوم و عوارف المعارف، رسالہ مکیہ اور آداب المریدین وغیرہ پر تھا ہمیشہ جمعہ کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھا کرتے پھر جمعہ پڑھتے۔ خطبہ میں بادشاہوں کی تعریف ہرگز نہ ہوتی "[لہ]

لہ ترجمہ اردو منتخب التواریخ ملا عبدالقادر بدایونی جلد سوم صفحہ ۲۰ مطبوعہ نولکشور ۱۲

**۴۔ قیام امیٹھی و نکاح اوّل** کسب کمالات علمی و تزکیۂ باطنی کے بعد آپ امیٹھی تشریف لائے، حضرت مخدوم بہاء الحق شیخ خاصہ صاحب نے اپنی صاحبزادی عارفہ کاملہ بی بی مخدومہ جہان کے ساتھ بتاریخ ۱۰ ماہ ذی الحجہ ۹۱۷ھ نکاح پڑھا۔ اسکے بعد حضرت بندگی کئی سال تک امیٹھی میں مشغول درس و تدریس و ارشاد و ہدایت رہے[1]۔ پھر آپ نے سفر اختیار فرمایا۔ اس نکاح کے علاوہ باوقات مختلف آپ نے مزید تین نکاح کئے۔ چنانچہ دوسری بیوی کو طلاق دیدی تھی ان کا کچھ پتہ و نشان نہ معلوم ہو سکا کہ یہ کون تھیں، تیسرا نکاح گوپامئو میں دختر حضرت مفتی شیخ آدم دانشمند سے ہوا۔ اور چوتھا بی بی خدیجہ بدن دختر حضرت مخدوم عبد الرزاق امیٹھوی رحمہم اللہ تعالیٰ سے۔ ان سب کے تفصیلی حالات صفحات آئندہ میں مرقوم ہوں گے۔

**۵۔ سفر، تشریف آوری گوپامئو، توطن و عقد ثالث** آپ کے سفر کیلئے اگرچہ تعین زمانہ بلحاظ سنین دشوار ہے تاہم جہاں تک قرائن رہبری کرتے ہیں کہا جا سکتا ہے کہ آپ سنہ ۹۲۲ھ وفات حضرت مخدوم شیخ سعد خیر آبادی قدس اللہ سرہٗ کے بعد بزمانہ سجادگی سراج الاسلام شیخ محمود برادر زادہ خلیفہ حضرت مخدوم صاحب موصوف خیر آباد تشریف لے گئے اور خانقاہ میں قیام کر کے تقریباً دس گیارہ سال مصروف درس و تدریس رہے خیر آباد ہی سے آپ قبل سنہ ۹۳۳ھ حضرت مخدوم شیخ صفی صاحب کی ملاقات کیلئے صفی پور جا کر لطف اندوز صحبت ہوئے کیونکہ اسی کے بعد ۱۸ محرم سنہ ۹۳۳ھ میں حضرت شیخ موصوف کی وفات ہو گئی۔ صفی پور سے آپ پھر خیر آباد تشریف لائے اور یہاں سے سنہ ۹۳۶ھ میں بغرض ملاقات حضرت مخدوم سید وجیہ الدین صاحب

---

[1] محبوب القلوب بیان الاحوال ۱۲

خلیفہ حضرت مخدوم شیخ محمد ملقب بہ مصباح العاشقین صاحب ملانوی قدس اللہ سرہما، قصبہ کھیری (ضلع لکھیم پور اودھ) تشریف لیگئے، اور وہاں سے خیرآباد واپس تشریف لائے بعدہٗ اواخر ۹۳۷ھ عہد نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ میں گوپامئو کو شرف قدوم بخشا اور مستقل سکونت اختیار[1] فرمائی جسکے بعد محلہ جات گوپامئو میں ایک محلہ بندگی میاں کا اور اضافہ ہو گیا مگر اول بندوبست انگریزی میں نسل معتقدین حضرت بندگی نے اس محلے کے نام کو واجب العرض میں جگہ نہیں دی، اس اور ایسے کسی واقعہ پر حیرت و استعجاب نہ کیجیے اسی طرز عمل نے گوپامئو کو روز بد دکھایا۔

۹۴۷ھ ۱۵۴۰ء میں شیر شاہ سور نے تمام اقلیم ہند کو زیر وزبر کر کے اپنا تسلط کر لیا۔ گور بنگال سے دریائے سندھ تک اسکے زیرنگین ہو گیا۔ اور ہمایوں بادشاہ کو بھاگ کر ایران میں پناہ لینا پڑی اس وقت غالباً بطلب شاہی آپ شیر شاہ کے یہاں تشریف لیگئے، اس نے چار سو بیگہ زمین موضع کونڈا سکی" ، واقع پرگنہ گوپامئو سرکار قنوج بطور تنخواہ حضرت کے نذر کی اس وقت سے آپ کے اہل وعیال بھی ساتھ رہنے لگے[2]۔ عرصہ کے بعد آپ نے تیسرا عقد، دختر صاحبہ حضرت مفتی شیخ آدم صاحب دانشمند گوپاموی سے کیا جس کا تفصیلی تذکرہ آئندہ سطور میں مرقوم ہوگا۔ مگر شجرہ ونسب نامہ مفتیان میں نہ اس عقد کا ذکر ہے اور نہ دانشمند صاحب کی کسی صاحبزادی کا۔

لیکن مفتی جی انتظام اللہ اکبرآبادی صاحب نے آپ کی تشریف آوری باضافہ چلہ کشی ۱۵۶۲ء میں تحریر کی ہے[3] جو سرتاسر غلط ہے حضرت بندگی میاں صاحبؒ اس سے تقریباً

---

[1] ہذا ما حررہ سیدی ووالدی مولانا الحاج سید محمد ولایت احمد مجتبیٰ فی مکتوبہ الشریف ۱۲ [2] محبوب القلوب فی بیان الاحوال وغیرہ ۱۲ [3] مضمون علمای گوپامئو۔ رسالہ معنف علیگڈھ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء نمبر ۱۹-۱۲

پانچ سال قبل ۹۵۵ھ میں، ۲ سال سکونت گوپامئو رکھنے کے بعد مراجعت فرمائے قصبۂ امیٹھی ہو چکے تھے، جیسا کہ سطور آئندہ میں مرقوم ہوگا۔ مفتی جی کو صحیح واقعات کا تو علم نہیں ہے جو کچھ چاہا بے سر دیا لکھ ڈالا۔ حلیہ کشتی کا واقعہ بھی بے اصل اور غیر ذمہ دارانہ ہے۔

## (۶) اہالیان گوپامئو سے رشتہ قرابت (احوال)

دوران قیام گوپامئو میں اولاً آپ خود دختر صاحبہ مفتی شیخ آدم صاحب دانشمند کو اپنے حبالہ نکاح میں لائے جسکی بنا پر دانشمند صاحب آپ کے خسر اور حضرت مفتی شیخ عیسیٰ بن دانشمند صاحب آپ کے سالے اور جدی قاضی عبدالرحمٰن صاحب ٹھہرے آپ کے ہم زلف ہو گئے کیونکہ دانشمند صاحب کی ایک صاحبزادی قاضی صاحب کو منسوب تھیں انھیں کی نسل میں راقم سطور ہے بعد اس قرابت کے آپ نے اپنے دوسرے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب صاحب کا عقد دختر حضرت ملا شیخ الہداد دانشمند بن شیخ سعداللہ صاحب عثمانی از احفاد قاضی حمیدالدین ہدایہ دان سے کیا اُن کے بطن سے شیخ عبدالجبار و شیخ عبدالباقی حیات حضرت بندگی میں پیدا ہوئے ان سب کا تذکرہ باب سوم کی فصل ۲ میں مرقوم ہوگا۔

## ۷- ترک سکونت گوپامئو مراجعت بقصبہ امیٹھی (احوال و نکتۃ الخوارق ۱۰۳)

حضرت بندگی قدس سرہٗ کی مراجعت وطن قدیم کے متعلق دو روایتیں ہیں ایک بسبب حادثہ وفات حضرت بیوی صاحبہ دختر حضرت دانشمند صاحبؒ دوسری قمر دیوانہ کی تاخت تاراجی گوپامئو جس میں بجز حضرت بندگی میاں و قاضی محمد مبارک صاحب رحمہما اللہ تعالےٰ کے دولت خانوں کے کوئی بھی گھر تخریب و تصرف سے نہ بچ سکا تھا۔ اس آفت ناگہانی اور بلائے آسمانی سے جملہ اہالیان گوپامئو کی تباہی و بربادی کا حضرت بندگی کو سخت ملال ہوا آپ نے اس کو بد دعا بھی دی جس کے بعد ہی

وہ اگرچہ مقتول ہوا مگر اہل گوپامؤ کو نقصان نوشتۂ تقدیر پہونچ ہی چکا تھا، ان ہر دو اسباب
میں سے جو بھی قرار دے لیا جائے مگر بخیال راقم چونکہ ہنگامہ قمر دیوانہ عہد ہمایونی کا ہے، اور
اس کے بعد عرصہ تک حضرت والا گوپامؤ میں فروکش رہے اور وہ تکوینی بھی ہے جس سے
بزرگان دین کبھی متاثر نہیں ہوا کرتے، سبب اصلی ترک سکونت نہیں ہو سکتا، البتہ سبب
مرجح وقوی سانحہ ارتحال بیوی صاحبہ ہے کیونکہ اسی کے بعد و متصل آپ نے مراجعت
فرمائی۔ اس نکاح سے پہلی بیوی صاحبہ حضرت بی بی مخدومہ جہاںؒ کو صدمۂ عظیم تھا اور
اس کے بعد گوپامؤ سے کوئی ظاہری وابستگی باقی نہیں رہ گئی تھی بدیں وجہ ترک سکونت
ہی جناب موصوفہ کی دلجوئی کیلئے مناسب و موزوں ہو سکتی تھی، لوگوں کو اس طرف التفات
نہیں ہوا اور سبب بعید خلاف شان مشائخ کو لیکر اپنی طبیعتوں پر قیاس کر لیا۔ بہرحال
۹۳۷ھ لغایۃ ۹۶۲ھ کے دوران موطنت میں اہالیان گوپامؤ جن فیوض و برکات سے
مالامال ہوتے رہتے تھے اُن سے یکسر محرومی ہو گئی، وجہ ظاہری کچھ ہی ہو سانحہ وفات
دختر حضرت دانشمند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق استاد الملک حضرت شیخ احمد عرف
ملاجیون صاحب امیٹھوی رحمہ اللہ تعالےٰ ارقام فرماتے ہیں۔

"نقل است کہ چون بعد وفات حضرت مخدوم خاصہ خدا قدس سرہ حضرت
بندگی میاں در گوپامؤ نکاحے دیگر کردند این خبر بحضرت بی بی مخدومہ جہان
رسیدہ، حضرت بی بی از شنیدن این سخن بکمال تنگ برخاستند در قبر پدر
بزرگوار خود بر دو دست خود زدہ، ہمہ ران از قبر آواز کشادہ کہ چہ میگوئی اے
فرزندم دور گنبد چہ آمدی، ایشان گفتند کہ شخصے را کہ ما را تو با و شخص حوالہ کردی
او از من بیوفائی کرد یعنی نکاح دیگر کرد، از قبر جواب برآمد۔ با خاطر جمعدار کہ

اورا از تو نسبت است، آخر الامر آں منکوحہ حضرت بندگی میاں را در زمان اندک ہمدران قصبہ پسرے متولد شد، ایں خبر بحضرت بی بی رسید ازاں مرتبہ دل تنگ تر شدہ و باز بر قبر پدر بزرگوار خود آمدہ ہر دو دست زوند باز از قبرے آواز برآمد کہ اے فرزند بار بار چہ آزار میدہی خاطر جمعدار کہ اولاد از تو است، ہنوز چند روز آں ماجرا گذشتہ بود کہ آں زن را مع بچہ آزارے صعب لا دوا شد، چنانکہ وقت جانکندنی نزدیک آمد حضرت بندگی و حضرت شیخ عبدالرزاق ہم درآنجا حاضر بودند، حضرت بندگی خود گاہے بخانہ رفتند، گاہے بیرون رفتند، و میاں عبدالرزاق رامی گفتند کہ شما ہم بجانب حضرت مخدوم خاصہ خدا توجہ کنید کہ اگر ایں زن مع فرزند خود خواہد زید اورا خدمتگار حضرت بی بی گرداند، آخر آں زن و فرزند ہمدران روز وفات یافت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

(قطعہ) رضامندیِ مرد روشن ضمیر ؎ خدا بخش گردد بہ نفعِ کثیر
بامرے کہ ناراض شد از کسے ؎ بپایے ضرر برار شد بسے[1] ؎"

کہا جاتا ہے کہ وفات کے بعد اہلیہ صاحبہ کو دولت خانے سے ملحق حجرہ (عبادت خانہ) گنبد مشہور بہ چلہ میں دفن کیا گیا، اور صاحبزادہ کو بیرون گنبد صحن زیر دیوار میں۔ مگر یہ زبانی روایت ہے کسی کتاب سے اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

## (۸) اخلاق، عادات، زہد و اتقا، (احوال)

آپ بدرجہ غایت متبع سنت نبوی تھے۔ شریعت مقدسہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کا احترام اور بزرگان دین کا اکرام سویدائے قلب میں جاگزیں تھا نظر مجتہدانہ، آرار و معلومات محققانہ تھے، ہمیشہ اپنی تحقیق پر عمل فرماتے۔ پنجوقتہ نمازیں اول وقت ادا کرتے اور باوجود

---

[1] مناقب الاولیاء مولفہ ملا جیون صاحب امیٹھوی قلمی ۱۲

حنفی ہونے کے فاتحہ خلف الامام اور احتیاط الظہر کے سختی کے ساتھ پابند تھے خطبات جمعہ و عیدین میں بادشاہوں کی تعریف ہرگز نہ کرتے عوارف المعارف، آداب المریدین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور احیاء العلوم حضرت امام محمد غزالی قدس اللہ سرہما پر عمل درآمد تھا، متواضع خلیق غربا پرور، سخی اور فیاض تھے، اپنی جائداد کی بیشتر آمدنی لوگوں میں تقسیم فرمادیا کرتے شریعت مقدسہ کے ساتھ استہزاء اور بیجا سوالات کی برداشت نہ تھی، کشف باطنی قطعی اور لسان قضا جریان ایک کرشمۂ موہبت تھی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں :- [۱]

"شیخ نظام الدین انبہٹی مرید شیخ معروف جونپوری است کہ مرید مولانا الہداد شارح کافیہ وہدایہ ست، وے سالک مجذوب است حالی عجیب داشت، وسکر وتلوین برحال او غالب بود در آوان سلوک ریاضت شاقہ کشیدہ بود، اشراق باطن و کشف خواطر درغایت ظہور داشت، ہرکہ در ملازمت شریفش رسیدہ است البتہ چیزے ازیں باب مشاہدہ نمودہ وے از سماع پرہیز کردے، و مریدان را نیز ازاں واز تعلق بمظاہر صوری منع فرمودے وگفتے "باز را اگر چشم نہ بندند در ریاضت نفرمانید کنجشکان جنگلی گیرد، و اگر ریاضت فرمانید کلنگ سد اشکار کند" و در باب سماع فرمودے "چرا در اختلاف باید افتاد، اگر تقلید کنند باید کہ تقلید اوائل دکلاں تران کنند"، و باوجود آں گاہے کہ حالش در گرفتے "آتش درنہاد او افتادے، و گاہے کہ اجتناب کردے، خون نشستے و زحمت کشیدے" و اکثر سخنان او از ادب طریقت و فضائل اعمال بودے، مگر با صاحب سرخود

---

[۱] اخبار الاخیار حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ۱۲

از توحید حقائق نیز گفتے نقل است کہ وے متصل صبح صادق برآمدے و نماز کردے، روزے بطریق معہود درون مسجد مصلا گسترده بودند از درون خلوت برآمد ہم بیرون ایستاد و گفت کہ ہیں جانماز بکنم شاید کہ در آنجا از موذیات چیزے باشد، آخر چون نگاہ کردند ہمچنان بود مارے در گوشہ مصلا پیچیده در آمده بود الخ"

## (۹) آبادی پورہ بندگی (امیٹھی بندگی میاں) (احوال و حقیقۃ الانتقال ۹۴)

مراجعت وطن زمانے

کے بعد حضرت بندگی قدس سرہٗ نے سکونت مکان آبائی واقع امیٹھی ڈیہ ترک کرکے اپنا پورہ جداگانہ بسایا[1]

نقل[2] ہے کہ آپ سے بیشتر کسی وقت حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس اللہ سرہٗ متوفی ۸۰۸ھ کا امیٹھی میں گزر ہوا تھا حضرت موصوف نے وہاں کی جامع مسجد میں مسافرانہ قیام فرمایا خلقت بیشمار آپ کی جانب رجوع ہوئی، امیٹھی کے بعض نا اہل باشندوں کو یہ دیکھکر حسد پیدا ہوا اور آپ پر معترض ہونے کے ساتھ بے تمیزیوں پر اتر آئے یہاں تک کہ بعض ناعاقبت اندیشوں نے مخدوم صاحب کے ایک خادم کو سر بازار اس طرح زد و کوب کیا کہ اس کا سر پھٹ گیا، خادم مذکور اسی طرح خون آلود حضرت کی خدمت میں آکر فریادی ہوا، حضرت نے فرمایا "از ویرانہ رد ان شوید و آتش دہید" بمجرد فرمانے اس کلمہ کے تمام قصبہ میں آگ لگ گئی۔ ع۔ باد رد کشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد۔ اب باشندے بعجز و زاری تمام حاضر خدمت مخدوم صاحب ہو کر اپنی کرتوتوں پر نادم، گستاخیوں سے تائب

---

[1] محبوب القلوب ۱۲۔ [2] محبوب القلوب احوال ۱۱

معذرت خواہ اور طالب عفو تقصیر ہوئے۔ حضرت نے خطا بخشی کے ساتھ فرمایا "بر دیدگاہ ویران گاہ آباد" اس وقت سے اس جگہ کی یہی حالت ہو کر رہ گئی ہے کہ کبھی آباد نظر آتا ہے اور کبھی ویران۔ اسی بناء پر حضرت بندگی قدس سرہٗ نے اپنا قریہ علیحدہ آباد کرلیا کہ عذاب بد دعا سے تحفظ رہے۔ اور فرمایا کہ یہ قریہ مثل قریہ حضرت شعیب علیہ السلام کے ہے "من دخلہ کان امنا" چنانچہ لوگ جوق در جوق آکر بسنے لگے اور بہت تھوڑی قلیل عرصہ میں یہ قریہ ترقی کر کے قصبہ امیٹھی بندگی میاں مشہور و معروف ہو گیا اور قدیم بستی امیٹھی ڈوگر ویرانہ بن گئی۔

## ۱۰- بادشاہ جلال الدین محمد اکبر کی حاضری خدمت اور دعائے فتح و نصرت و اولاد نرینہ کی استدعا

۹۷۲ھ میں خان زمان علی قلی خاں، بہادر خان سکندر خان، ابراہیم خان ازبک وغیرہ جو بادشاہ اکبر کے چچازاد بھائی میرزا حکیم کے طرفدار اور اسکو ہندوستان کا بادشاہ بنانے کے خواہشمند تھے حصول شرف ملازمت حضرت بندگیؒ کیلئے امیٹھی آئے اور حکیم مرزا کے بادشاہِ ہند ہو جانے کیلئے دعا کی استدعا کی مگر قبول نہیں ہوئی اور یہ سب بے نیل و مرام واپس گئے چند روز کے بعد خود اکبر بادشاہ زیارت شیخ کیلئے امیٹھی بندگی میاں آیا حضرت شیخ نے پیشوائی کی اور بہت اخلاق سے پیش آئے شربت و طعام سے تواضع کی اور تبرک عطا کیا بادشاہ نے آرزوئے تولد فرزند نرینہ کی چنانچہ تین بیڑے پان کے عطا کئے اور ہدایت کی کہ حرم محل کے پاس جائیں ایک بیڑا پان کھلا دیں انشاء اللہ فرزند نرینہ پیدا ہوگا[1] اور شمشیر بادشاہ کی کمر سے اپنے ہاتھ سے باندھکر دعائے نیک کے ساتھ رخصت کیا

---

[1] مکتوب محبوب القلوب نکتۃ الخوارق ۱۲ دوست منشی محمد امیر حسن صاحب صدیقی کاکوری ڈپٹی کلکٹر مرحوم

یہ واقعہ یا تو ۹۷۲ھ کا ہے جبکہ بادشاہ اسی سلسلہ میں لکھنؤ آیا تھا یا ۹۷۴ھ کا ہے جب بادشاہ بسلسلہ مذکور رائے بریلی گیا تھا۔ اور اسی کے بعد علی قلی خاں پر فتح پائی، مگر کتب تاریخ میں ورود امیٹھی کی صراحت نہیں ہے۔

## ۱۱- احباب

سراج الاسلام حضرت شیخ محمود[۱] برادرزادہ و صاحب سجادہ حضرت مخدوم شیخ سعد صاحب خیرآبادی، حضرت مخدوم شیخ صفی[۲] سائی پور خلیفہ حضرت مخدوم شیخ سعد صاحب موصوف حضرت مخدوم سید نظام الدین[۳] الہدیہ خیرآبادی

---

۱ سراج الاسلام شیخ محمود برادرزادہ خلیفہ و صاحب سجادہ حضرت مخدوم شیخ سعد صاحب قدس اللہ سرہما حضرت مخدوم نے بوقت وفات آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا اس سے زیادہ کچھ حالات معلوم نہیں ہوسکے۔

۲۔ اسلم شریف شیخ عبدالصمد بن علیم اللہ عرف مخدوم شیخ صفی عثمانی المتوفی سائی پور (صفی پور) توابع ضلع اوناؤ کے متوطن تھے تلامذہ و خلفای حضرت مخدوم شیخ سعد صاحبؒ میں بڑے پایہ کے بزرگ ہوئے، تمام عمر اپنے شیخ کی اتباع و انقیاد میں گزاری حتیٰ کہ شادی بھی نہیں کی۔ حضرت بندگی قدس اللہ سرہ کو اپنے زمانہ قیام خیرآباد سے آپ کے ساتھ عقیدت و نیازمندی تھی، اسی تعلق کی بنا پر آپ سے ملاقات کیلئے قبل ۹۳۲ھ صفی پور تشریف لیگئے اور لطف اندوز صحبت و مسرت یاب خلوت ہوئے، بروایت فوائد سعدیہ ۹۴۵ھ میں واصل الی اللہ ہوکر اپنی زمانہ حیات کے تعمیر کردہ مقبرے میں مدفون کئے گئے۔ مزار مبارک صفی پور میں زیارت گاہ خلائق ہے (عین الولایت ملخص)

۳۔ حضرت سید نظام الدین الہدیہ عرف چھوٹے مخدوم خیرآبادی بن سید میرن صاحب سندیلوی قدس اللہ سرہ۔ ولادت باسعادت عہد سکندر لودی میں بمقام خیرآباد ہوئی کمسنی میں آپ کے والد ماجد نے حضرت مخدوم شیخ سعد صاحب قدس اللہ سرہ کے دست مبارک پر بیعت کرایا جس کے بعد بحکم مخدوم صاحب موصوف شوق حصول علم میں پنجاب تشریف لے گئے جب فارغ التحصیل ہوکر واپس آئے اس وقت حضرت مخدوم شیخ سعد صاحب وفات فرما چکے تھے، مگر چونکہ حضرت نے مخدوم شیخ صفی صاحبؒ کو یہ وصیت فرمادی تھی کہ جب الہدیہ آویں تو تعلیم و تلقین کے بعد ان کو خلافت دیدینا اسلئے ایسا ہی ہوا۔ اندریں صورت جن بزرگوں نے آپ کو بڑے مخدوم صاحبؒ کا خلیفہ لکھا ہے غلط نہیں ہے، توجہ باطنی آنحضرت ہی نے درحقیقت آپ کو اس کرامت کا مستحق اور سزاوار ارشاد و ہدایت بنایا، اس راہ میں توجہات باطنی اصل چیز ہیں اور انھیں توجہات نے حضرت مخدوم شیخ صفی صاحب کو آپ کی طرف مائل کیا۔ (باقی صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ ہو)

حضرت مخدوم[۱] عبدالغنی فتحپوری خلیفہ حضرت شیخ معروف جونپوری ذبیرہ حضرت مخدوم حسام الدین صدیقی فتحپوری حضرت مفتی شیخ آدم[۲] صاحب دانشمند گوپاموی خلیفہ حضرت شیخ معروف جونپوری، حضرت قاضی محمد[۳] مبارک ثانی گوپاموی۔ حضرت مخدوم سید وجیہ[۴] الدین صاحب کھیروی خلیفہ حضرت مخدوم مصباح العاشقین صاحب ملانوی قدس اللہ اسرارہم وغیرہم سے بہت زیادہ روابط و تعلقات تھے آپ کبھی کبھی ان حضرات

---

لہ آپ کا تذکرہ باب سوم فصل دوم نمبر ۹ا میں مرقوم ہوگا ۱۲

۲و۳ ان دونوں بزرگوں کے حالات نمبر ادہم ۳ فصل اول باب سوم میں مرقوم ہوں گے

۴ حضرت مخدوم سید وجیہ الدین صاحب کھیروی قدس اللہ سرہ۔ حضرت بندگی قدس سرہٗ کے رفیق دلی و شفیق قلبی تھے، مبصرین کی تحقیق ہے کہ اپنے زمانہ میں فیما بین علاقہ از گنگ تا سنگ کے قطب التکوین حضرت مخدوم صاحب موصوف اور قطب الارشاد حضرت بندگی تھے، جیسا کہ خطوط نوشتہ حضرت بندگی و عبارت ملفوظ حضرت مخدوم صاحب زیر خط کے الفاظ قطب غوث خدمت شرفای ایں جوار از رب الستار رد کار جلا دان بر ذمہ من نہی دای مخدوم بگو کہ ایں خدمت از رب العباد بکہ تفویض است اسیر شاہد ہیں، نیز حضرت بندگی کی قطبیت کتاب بحر ذخار سے ثابت ہے آپ کی وفات خیر الممات ۲۵ ر رمضان المبارک ۹۸۰ھ کو ایام شب قدر میں ہوئی، مزار متبرک قصبہ کھیری میں مشہور ہے آپ نے اپنے شیخ حضرت مخدوم مصباح العاشقین صاحب قدس سرہٗ کا ملفوظ بنام کشف الظلوم انتہائی سلیس فارسی میں مرتب فرمایا تھا۔ یہ ملفوظ ۱۳۳۰ھ میں مطبع آسی پریس لکھنؤ سے شائع ہوا تھا مگر اب کمیاب ہے ۱۲

(باقی حاشیہ صفحہ ۳۲) اگر از جانب معشوق نباشد کششے ؛ کوشش عاشق بیچارہ بجائے رسد مگر تربیت و تعلیم کے اعتبار سے وہی صحیح ہے جیسا کہ واقع ہوا، اور یہی طریق و نظم کے مطابق ہے۔

آپ حضرت بندگی قدس سرہٗ کے تقریباً ہم عمر اور احباب خاص میں تھے۔ بقول ملا عبد القادر بدایونی آپ کی ملاقات کیلئے کبھی کبھی حضرت بندگی خیرآباد تشریف لے جاتے۔ اور بوقت ملاقات ایک تنکہ یا اور کوئی چیز نذر کیا کرتے۔

اکبر[۳۳] بادشاہ نے اپنی لادینی سے علماء بیزاری کی دھن میں دو بڑے اہل حق (باقی صفحہ ۳۴)

کی ملاقات کیلئے تشریف لیجایا کرتے اور ان حضرات میں سے بعض بزرگ آپ سے بھی ملنے تشریف لاتے۔ چنانچہ حضرت مخدوم وجیہہ الدین صاحب کھیروی بھی آپ سے ملاقات کیلئے گوپامو تشریف لائے جس کا واقعہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"بتاریخ بست وہفتم ماہ جمادی الاولیٰ سلطان المحققین عازم قصبہ گوپامو شدند دران زمان قطب السالکین امام المسلمین حضرت بندگی نظام الدین عثمانی امیٹھوی درخانقاہ خود بودند وحاکمے ظالم ایذ شرفائی گوپامو قرق ساختہ بود۔ وجملہ شرفائی قصبہ بخدمت حضرت قطب السالکین ہرروز حاضر می شوند واستغاثہ می کردند وحضرت قطب السالکین اوشانرا بوعدہ بیگاہ مید اشتند۔ چون سلطان المحققین قریب قصبہ رسیدند حضرت قطب السالکین بیرون از قصبہ آمدہ ملاقات فرمودند وتا دیر ہردو اقطاب ہم بغل ماندہ وبخانقاہ رسیدند وطعام انواع طیار کرانده

(باقی حاشیہ صفحہ ۳۳) کیطرح آپ کو بھی اپنے یہاں بلایا تھا، چنانچہ بتعمیل حکم رعایت حکم کیسا۔ جب آپ دہلی پہونچے تو فیضی نے بادشاہ کو آپ کی آمد کی اطلاع کیسا تو تعظیم وتکریم سے منع کر دیا تھا مگر جیسے ہی آپ سامنے پہونچے اکبر بے اختیار ہو کر کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ نے حمایت اسلام وترویج احکام دین کے متعلق نصیحتیں کیں اور چلے آئے، آپ کے آنے کے بعد فیضی نے وجہ تعظیم دریافت کرنے پر بادشاہ نے کہا کہ دو شیر انکے دائیں بائیں ساتھ تھے، اگر میں نہ اٹھتا تو مجھے ہلاک کر دیتے۔

شہان بے کمر وخسروان بے کلہ اند      بسین حقیر گدایان ملک آئین قوم

اسکے دوسرے دن فیضی نے حاضر ہو کر شب کے وقت قبول دعوت کی استدعا کی اور آپ نے منظور فرمالی۔ اس دعوت میں فیضی نے کتے، بلی، چوہوں کا پلاؤ پکوا کر دسترخوان پر چنا آپ ہاتھ دھو کر بیٹھے اور کھانے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا (باقی صفحہ ۳۵ پر)

پیش آوردند۔ وبرہمہ تناول فرمودند وبعد الفراغ طعام حضرت قطب السالکین
شرفای عظام قصبہ را طلب فرمودہ پیش سلطان المحققین ایستادہ کردند و
فرمودند کہ اے وجیہ الدین از مدت دراز بانتظار آمدن شما بودم و شرفائے
اینجا نیز انتظار شما میکشیدند و ملتجی اند کہ از دست حاکم ظالم کہ املاک این ہا یا
بلا وجہ ضبط کردہ است رہائی یابند الحمد للہ امروز مرام خواہند رسید
سلطان المحققین فرمودند کہ کار جلاء ان بر ذمہ من نہی و خود سبکساری
شوی حضرت قطب السالکین تبسم فرمودہ بر زبان راندند کہ اے مخدوم بگو
کہ اینخدمت از رب العباد بکہ تفویض است سلطان المحققین بر فرمودہ اند آنحضرت

---

(باقی مضمون صفحہ ۳۴) "شارع علیہ السلام خوردن شما برما حرام ساختہ است از ہر جا کہ آمدہ اید،
برخاستہ بر دید"
بمجرد اس ارشاد کے جانور زندہ ہوکر ایک طرف جا بیٹھے، فیضی قدموں پر گر پڑا اور اپنی
بے ادبی پر معذرت خواہ ہوا، آپ نے فرمایا:-
"ما حکم آب داریم ہر چہ برما می آید بزرد مارا ازاں تکدر نیست، شما چرا معذرت میکنید"
اس کے بعد بغیر تناول طعام وہاں سے چلے آئے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد رخصت ہوکر مع الخیر خیر آباد
پہونچ گئے۔ صبر، توکل، رضا، جود وسخا آپ اور آپ کی اولاد میں بدرجہ اتم اور عدیم المثال تھی۔ آپ
نے عمر دراز کافی پائی۔ ۔ ربیع الاول ۹۹۳ھ کو یہ آفتاب ہدایت وارشاد ہمیشہ کیلئے غروب
ہوگیا چھ ماہ کے بعد اسی فیضی عیسیٰ نے آپ کا مقبرہ تعمیر کیا۔ (ماخوذ از عین الولایت)

بادردکشاں ہر کہ در افتاد برافتاد

ترجمہ اردو منتخب التواریخ ملا بدایونی سے آپ کا حسب الطلب اکبر بادشاہ فتحپور سیکری جانا کر دہلی
جانا بلا کسی تفصیل کے ثابت ہوتا ہے اسمیں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے بادشاہ سے اثنائے گفتگو
میں اپنی ثقل سماعت کا اظہار فرمایا جس کے بعد اس نے نقد نذرانہ اور فرمان معافی دیکر رخصت کردیا
حضرت مخدوم صاحب موصوف والدہ ماجدہ حضرت جدہ معظمہ مرحومہ راقم سطور کے اجداد
مادری سے تھے اور اگر حضرت مفتی شیخ آدم صاحب دانشمند گوپاموی کی مصاہرت حضرت مخدوم
سے پایہ ثبوت کو پہونچ سکے کہ حضرت والد ماجد صاحب مرحوم ومغفور کے بھی اجداد کے جد مادری ہوں

از شرفا، فرمودند که برائے شما از حاکم خواہم گفت وہمہ ہا را رخصت فرمودند دران
روز ہر دو بزرگ ہم صحبت ماندند چون شب آمد ہمراہیان بمسجد استقامت
درزیدند وآن ہر دو بزرگ یکجائی بسر بردند۔ صباح آن قوالان قصبہ حاضر
شدہ از تصنیفات المح المتاخرین امیر خسرو دہلی رحمۃ اللہ علیہ بعینہ چوپائی
چند شعر نوشتہ شدہ انیست۔ پائل سجن چلت ہے ٹوٹ ہے کن ڈور بڑی موہ
پتوہ کوہی کے سیود ہو بھور بگو۔ دے گئے بالم دے گئے بالم ندیا کرار کرار ہو
آپ تو بالم پار اُتر گئے ہم چھانڈ منجدھار۔ تا آخیر سرائیدند وقریب یکپاس
مجلس سماع بود۔ بعد فراغ نعلین وعصا بقوالان مرحمت شد، وحاکم ظالم نیز دران
جلسہ آمدہ بود سلطان المحققین متوجہ بحاکم شدہ فرمودند کہ ائمہ شرفائی قصبہ چرا
قرق کردی ہماں ذریعہ معیشت ایشایان است بگذارید! جواب داد " کہ در
امور سلطنت واحکام شاہی چیزے نفرمائید، مارا حکم شاہی است کہ ائمہ قرق سازم"
سلطان المحققین فرمودند کہ دریں بارہ اصرار نکنید، پروانہ رہائی بعد از
شش روز بشما خواہد رسید" او قبول نکردہ رخصت شد! سلطان المحققین
تا دہ روز در خانقاہ اقامت درزیدند، روز ششم پروانہ واگذاری ائمہ از
سرکار شاہی بنام حاکم مذکور رسید، حاکم متحیر شدہ از آرندہ پروانہ پرسید کہ کسی
برائے استغاثہ رفتہ بود؟ گفت کہ شیخ وجیہ الدین از بادشاہ بخواب فرمودند
کہ عامل شما گفتہ ما قبول نہ کردہ، ائمہ شرفائی گوپامؤ واگذار نمی سازد اگر ائمہ
گذار شود بہتر ورنہ ترا تحت الثری خواہم انداخت! علی الصباح آن پروانہ ہائے
ائمہ معافی نویسانیدہ بمن دادہ رخصت کردند وتاکید نمودند کہ زود وشتاب

برساں کہ ائمہ داران انجارا ضرر نہ رساند، حاکم بفور رسیدن پروانہ بخدمت سلطان المحققین رسیدہ برقدم افتادہ وتمامی ائمہ را واگذار گردانید۔"

"بروز چہارشنبہ سلطان المحققین از حضرت قطب السالکین بندگی نظام الدین فرمودند کہ ایام عرس حضرت قطب العارفین ذکرہ بالخیر قریب رسیدہ مرا رخصت فرمانید فرمود کہ امروز قیام فرمانید فردا تشریف برند سلطان المحققین قبول نہ نمودند، حضرت قطب السالکین روئے بسوئے آسمان نمودند فی الفور باران باریدن در رعد غریدن گرفت وبجدے باران بارید کہ کسے دست فراز کردن نتوانست، حضرت قطب السالکین فرمودند کہ اکنون چرا توقف میکنید روانہ شوید سلطان المحققین تبسم نمودہ وبِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ برزبان آوردہ برخاستند باران ہمون ساعت از بارش باز ماند، حضرت بندگی نظام الدین متبسم شدہ فرمودند کہ دعائے وجیہہ الدین از دعائے نظام الدین ترجیح دارد وہر دو بزرگ تا لحظہ ہمکنار شدہ وآب در چشم آوردہ مرخص شدند۔"

ایک بار حضرت بندگی قدس سرہٗ تین ماہ تک حضرت مخدوم کے یہاں کھیری میں تشریف فرما رہے اس کے بعد جب گوپامئو واپس تشریف لائے تو حضرت مخدوم کو آپ کی مفارقت کا صدمہ عظیم ہوا حتی کہ تین ایام تک خلوت میں رہے۔ اور خانقاہ میں تشریف نہیں لائے فرماتے تھے کہ:

"حضرت بندگی نظام الدین دوست خدا بود، صحبت آں صحبت خدا بود، نمیدانم باز کے ملاقات خواہد شد" ؎

دونوں بزرگوں میں مراسلت ومکاتبت بھی ہوتی رہتی جس میں جانبین سے التزام عظم مراتب

---

ملفوظات حضرت مخدوم وجیہہ الدین صاحب کھیروی مرتبہ شیخ نصراللہ بندھیاوی قلمی ۱۲

اور مضامین کی بندش کے ساتھ جذبات عقیدت و مودت حرف حرف و لفظ لفظ سے مترشح و عیاں ہیں۔

چنانچہ ہم اس جگہ حضرت بندگی قدس سرہٗ کے دو خطوط اسمی مخدوم صاحب موصوف انھیں کے ملفوظ مرتبہ صوفی شاہ نصر اللہ صاحب منڈ ہیادی سے درج کرتے ہیں۔

(۱) "عرفان پناہ، کمالات انتباہ، محب بے ریا، مخلص باحیاء، شاہباز راہ شریعت و طریقت، جان دودمان معرفت و حقیقت، قطب نیک زمان، غوث مکین و مکان، سالک راہ ملت والدین، اعنی شاہ وجیہ الدین، سلمہ اللہ تعالی عمرہٗ از کمترین فقیر نظام الدین بعد از سلام لا کلام و لا بیان مشہود ذات گرامی عظامی میگرداند کہ کیفیت اشتیاق ملاقات جسمانی، و تلطفات مکالمات ظاہریہ راچہ نویسد و چہ شرح دہد، کہ لیلاً و نہاراً، سراً و جہاراً آرام و قرار نیست، مسبب الاسباب از ہر باب دریچہ نقاب کشودہ، رشتہ مواصلت میسر آرد، و از یاران شریف شاہ عشق اللہ فانی فی اللہ رسیدہ تمام حالات پُر کمالات، ذات بابرکات مشروحاً عرض نمود خوشوقت شدیم، حق سبحانہٗ و تعالی اجل شانہٗ در شادکامی و فرخندہ فرجامی واداد، بمنہ و جودہ"

محبا من افضیلت دستگاہ شیخ امان اللہ غریب و نامراد، از اوطان جدا شدہ بخدمت عظامی میرسد، توجہ مبذول فرمودہ در سرکار سرائے فوجدار خیر آباد سفارش بنویسد کہ نان و نمک حصول نمودہ بقبائل خود برساند و شاکر آن یار بے ریا باشد زیادہ اطالت کلام والسلام"

(۲) "حقائق و معارف آگاہ، واقف دقائق سر قل ہو اللہ، سر حلقہ عاشقان جگر سوز

مرحلہ محبوبان جان توز، واقف اسرار سبحانی، دانندہ راز رحمانی سالار زمرۂ مسلمین، اعنی شاہ وجیہہ الدین سلمہ اللہ تعالیٰ بقاوہٗ از فقیر کمترین نظام الدینؔ بعد سلام، سنت الاسلام، بمعہ شوق تمام واضح رائے مہر انجلائے میگرداند، مدت است کہ اشتیاق بے پایان ملاقات عالی صفات درویشان رفیع الدرجات را بپایانے نیست کہ بقلم مقطوع اللسان شرح آن تواند نمود، ہر چند در عالم لاہوت جدا نیستیم، لیکن در عالم ناسوت سوای ملاقات جسمانی دیگر نیست، حق تعالیٰ اجل شانہٗ سببیکہ متضمن این امنیت باشد، از پردہ غیب جلوہ ظہور بخشد کہ بملاقات خطے گیرد شب و روز بل لحظہ و لمحہ یاد دیگر ندارد، و مدت میگذرد کہ از رقیمہ یاد نفرمودہ، موانع آن جز عیش و عشرت سبحانی دیگر مباد، بہمن منان از دل تو دو منزل کہ کبر الٰہی است فراموش نگرداناد، بمنہ و کمال کرمہ“

نور الدین خان

عرفان پناہ، حقایق انتباہ من سلامت! شہامت دستگاہ نواب نور الدین خان دیوان لکھنؤ، برائمہ عظام، چہ از سادات و شیخ الاسلام شیوۂ ظلم نہادہ دات مدد معاش بازیافت مینماید، بزرگان لکھنؤ رجوع بایں جانب آوردہ، چون معلوم بود کہ خدمت شرفای این جوار از رب الستار، تعلق بآنجناب دارد، بنابر آن نوشتہ می آید کہ، مراسلۂ خلاصی الیہ شرفای اسلام، بآن ظالم بد لگام بنویسد کہ ازین بدکرداری دست بردارد، زیادہ بجز شوق چہ نگارد و حضار مجلس سامی را بدعائی یاد نماید، والسلام“

حضرت مخدوم نے ان خطوط کے جوابات باصواب میں لخت ہائے دل و پارہ ہائے جگر سے

صفحات قرطاس مرصع ومزین کر کے ان کے حاملان کے سپرد کئے، دل چاہتا تھا وہ بھی ان کے ساتھ ہی درج ہوتے، مگر بوجہ عدم گنجائش یہ خیال پورا نہ ہو سکا۔

عنوان بالا میں اب تک جن بزرگوں کا تذکرہ مرقوم ہوا یہ حضرت بندگی قدس اللہ سرہ کے وہ احباب تھے جو مجھکو تحقیق سے ثابت ہو سکے ذیل میں مفتی جی انتظام اللہ صاحب اکبر آبادی کے خود ساختہ و پرداختہ محیر العقول عجوبہ روزگار تاریخی شاہکار بھی اہل وطن کی معلومات افزائی کیلئے پیش کئے جاتے ہیں جنہیں اپنی تاریخ دانی جتانے اور خاندانی عظمت بڑھانے کیلئے اس سلسلہ میں تحریفی درفشانیاں اور تخریبی جواہر ریزیاں فرما کر ناواقف لوگوں کو گمراہ بنایا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:-

یاران حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خصوصاً حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس اللہ اسرارہم کی تشریف آوری گوپامئو اور چلہ کشی کے ذکر میں رقمطراز ہیں۔

(۱) کامل سوانح عمری خواجہ غریب نواز مطبوعہ مرتضائی پریس آگرہ صفحہ ۴، بعنوان سوانحات حضرت بندگی نظام الدین امیٹھوی سے بہت تعلق تھا اور ان کے ہمراہ اکثر گوپامئو گئے وہاں آپ کا چلہ ابتک موجود ہے۔

(۲)۔ ایضاً صفحہ ۷۶ - ۸۲ برس کی عمر تجرید میں مثل اپنے پیر کے گذاری۔ ۱۸ ار مضان المبارک ۷۵۷ھ کو وصال ہوا۔"

(۳) تذکرہ مصابر صفحہ ۵۹ (حالات قاضی مبارک اولیا گوپاموی) آپ کے ہمراہ شمس الدین و نصیر الدین چراغ دہلی گوپامئو آئے اور عرصہ تک چلہ کش ہوئے۔

(۴) مضمون علمائے گوپامئو رسالہ مصنف علیگڈھ ۱۹ ماہ اگست ۱۹۴۷ء صفحہ ۵۵ شہنشاہ علاء الدین خلجی کے عہد میں نصیر الدین چراغ دہلی بھی یہاں آئے اور ان کے ہاتھوں خانقاہ

مفتیان کی بنیاد رکھی گئی۔

متذکرہ بیانات میں تین دعوے کئے گئے ہیں اُن میں سے بظاہر صرف ایک دعویٰ حضرت بندگی سے متعلق ہے مابقی دو غیر متعلق لیکن بنظر تعمق دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے حضرت بندگی کے حالات پر روشنی پڑتی ہے لہٰذا ہم سب کو اس جگہ درج کرتے ہیں۔

۱۔ پہلا دعویٰ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی اور حضرت بندگی نظام الدین امیٹھوی کی ہمعصری کا ہے۔

۲۔ دوسرا دعویٰ قاضی محمد مبارک صاحب کے ساتھ حضرت شیخ شمس الدین اودہی اور حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے گوپامؤ تشریف لانے کا اور پھر عرصہ تک چلہ کش رہنے کا۔

۳۔ تیسرا دعویٰ سلطان علاء الدین خلجی اور حضرت مخدوم چراغ دہلی کی معاصرت اور انہیں کے عہد سلطنت میں گوپامئو تشریف لانے اور اسوقت خاندان مفتیان کے گوپامئو میں موجود ہونے اور پھر انھیں کے دست مبارک سے خانقاہ مفتیان کی بنیاد رکھے جانے کا۔

مگر کتب تاریخ و سیر اور خود مفتی جی کی تالیفات کی ورق گردانی اور ادنیٰ غور و فکر سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر سہ دعوے بوجوہات ذیل بے بنیاد و غلط محض ہیں۔

۱۔ پہلے دعوے کے متعلق عرض ہے کہ مفتی جی خود ہی ارقام فرما چکے ہیں کہ حضرت چراغ دہلی کی وفات ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ بعمر ۸۲ سال ہوئی اس حساب سے اُن کا زمانہ حیات ۶۷۵ھ عہد بلبن لغایت ۷۵۷ھ عہد فیروز شاہ تغلق ہوتا ہے اور حضرت بندگی امیٹھوی قدس سرہٗ کی ولادت غرہ محرم الحرام ۹۰۰ھ ہجری عہد سلطان سکندر[۱] لودی میں ۱۴۳ سال بعد

---

[۱] رسالہ مصنف علی گدھ صہ ۵۸

وفات حضرت مخدوم چراغ دہلی قدس سرہٗ ہوئی ہے ایسی صورت میں کون ذی عقل باور کر سکتا ہے کہ حضرت چراغ دہلی و حضرت بندگی دونوں ہم زمانہ تھے کہ بر بنائے تعلقات ایک دو دفعہ نہیں بلکہ اکثر ساتھ (ہمراہ) گوپامئو گئے۔

۲۔ حضرت قاضی محمد مبارک کے ساتھ شیخ شمس الدین و شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کا گوپامئو میں تشریف لانا محتاج ثبوت ہے کیونکہ یہ واقعہ نہ تو کسی ملفوظ یا سیر کی کتاب میں ہے اور نہ حضرت قاضی صاحبؒ سے ان کے تعلق کی کوئی وجہ سمجھ میں آئی اس کے علاوہ یہ بات بھی تشنہ توضیح ہے کہ چلہ کشی ایک بزرگ نے کی یا دونوں نے۔ اگر ایک ہی بزرگ نے کی جیسا کہ مشہور ہے تو دوسرے بزرگ کا اس عرصہ میں کیا شغل رہا؟ اور اگر دونوں نے کی تو دوسرے بزرگ کا مقام چلہ کشی کہاں ہے؟؟ شاید خانقاہ مفتیان ہو!

۳۔ تیسرے دعویٰ کی بابت عرض ہے کہ خود مفتی جی نے اپنے مضمون علمائے گوپامئو کے پہلے ہی صفحہ میں حضرت شیخ آدم صاحب مورث اعلیٰ خاندان مفتیان کی آمد گوپامئو بڑھا چڑھا کر روایت سابقہ[۱] ۸۵۰ھ کے بجائے ۸۰۰ھ[۲] تحریر فرمائی جو زمانہ محمد شاہ بن فیروز شاہ علاء الدین شاہ کا ہے اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہٗ کی تاریخ وفات بھی خود ہی ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ تحریر فرمائی جو فیروز شاہ تغلق کا زمانہ ہے (جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا) اور زمانہ آمد حضرت مفتی شیخ آدم صاحب سے ۴۳ سال پیشتر کا اسلئے حضرات مفتیان نے اُن کو پایا کہاں جو اپنی خانقاہ کا فاؤنڈیشن اسٹون (سنگ بنیاد) اُن کے ہاتھوں رکھوایا۔ مفتی جی بھول گئے ورنہ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری سلطان الہند کے ہاتھوں سنگ بنیاد رکھوا لیتے اپنے مضمون علمائے گوپامئو مطبوعہ رسالہ معنف

---

۱؎ رسالہ مصنف علی گڑھ صفحہ ۵ و ۲؎ رسالہ مصنف علی گڑھ صفحہ ۵۵

علی گڈھ کے ذریعہ حضرت موصوف کو گویامئو تو لے ہی آئے تھے یہ کام ان سے لے لینے میں کیا دشواری تھی اور تالہ کشائی (اوپننگ سرمینی) یا رسم افتتاح حضرت چراغ دہلی خواہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی صاحب کو لاکر کرا لیتے۔ قلم ان کا۔ کاغذ رسالہ مصنف کا سرپرستی جناب ایڈیٹر صاحب مصنف کی بیت المصنف میں بیٹھکر یہ سب کچھ ہو سکتا تھا۔ مفتی ہو کر یہ موقع مفت اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ بہر صورت چونکہ وفات حضرت چراغ دہلی سے عرصہ دراز کے بعد گویامئو میں خاندان مفتیان کی بنیاد پڑی نیز جس زمانہ میں ان کی آمد مرقوم ہے اس سے ۴۰ سال قبل ۷۱۶ھ میں علاء الدین خلجی بھی فوت ہو چکے تھے اسلئے حضرت چراغ دہلی کے ہاتھ سے خانقاہ کی بنیاد پڑنا اور وہ زمانہ سلطان علاء الدین خلجی کا ہونا سب ہی غلط محض ٹھہرا۔ اور یہ ہمارے مفتی جی نے کوئی نئی بات نہیں کی بلکہ وہ اپنے خاندانی مؤرخوں کے نقش قدم پر چلے ثبوت کیلئے صرف ایک کتاب "تاریخ خاندان مفتیان گویامئو" کافی ہے جسکے مطالعہ کے بعد مؤلف کی ہرزہ بیانیوں پر انگشت بدنداں ہو جانا پڑتا ہے۔ رہا واقعہ چلہ کشی حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ وہ یقیناً صحیح ہے مگر اس کا تعلق قاضی محمد مبارک صاحب سے کچھ نہیں ہے بلکہ اگر ہو سکتا ہے تو شیخ مبارک چشتی گویاموی خلیفہ حضرت محبوب الٰہی صاحب قدس سرہا سے اور اسکی نوعیت یہ ہے

## (حقیقت چلہ کشی حضرت مخدوم چراغ دہلی صاحب قدس سرہٗ)

لکھا ہے[۲] کہ

دیاران اودھ چنانکہ مولانا شمس الدین یحییٰ و شیخ نصیر الدین محمود و مولانا علاء الدین نیلی

---

[۱] رسالہ مصنف علی گڈھ صفحہ ۵۵ [۲] سیر الاولیا صفحہ ۲۱۰ مطبوعہ مطبع محب ہند دہلی ۱۲

«عزیزان دیگر چون از خدمت سلطان المشائخ باز می گشتند فرمان میشد که
چون در گوپامئو برسید خواجہ مبارک را بہ بینید۔

واضح رہے کہ سیر الاولیا، حضرت سلطان محبوب الٰہی صاحب قدس اللہ سرہٗ کے مشائخ سلسلہ و خلفاء کے حالات میں مستند ترین کتاب سمجھی جاتی ہے اسکے مؤلف سید محمد بن سید مبارک کرمانی مشہور بہ امیر خوردؔ حضرت سلطان صاحب کے مرید اور مخدوم چراغ دہلی صاحبؒ کے خلیفہ متوفی ۷۷۰ھ تھے اُنھوں نے اپنی اسی کتاب میں ایک جگہ صفحہ ۱۴۸ پر اور دو جگہ صفحہ ۳۱۰ میں شیخ اور خواجہ کے لقب کے ساتھ ان بزرگ کا ذکر کیا ہے اور اس تذکرہ میں اشارۃً و کنایۃً کسی جگہ بھی بجز گوپاموی یا گوپی مئو کے قاضی کا لفظ نہیں لائے اسی میں سے عبارت بالا بھی ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ اس وقت اودھ سے دہلی جانے آنے کا راستہ غالباً گوپامئو ہو کر تھا ایسی صورت میں ان حضرات موصوفین رحمہم اللہ تعالےٰ نے معلوم کتنی بار گوپامئو تشریف لاکر حضرت سلطان المشائخ کے حکم کی تعمیل میں "خواجہ شیخ مبارک" صاحب قدس سرہٗ کی زیارت فرمائی ہوگی۔ اس لئے حضرت چراغ دہلی کی چلہ کشی کوئی تعجب خیز نہیں ہو سکتی مگر اس کے لئے تعین زمانہ بقید ماہ و سنہ ناممکن ہے۔ چلہ کی جگہ تو ابتک بنام چلہ باقی ہے جو محلہ چشتیان میں ہے مگر اس پر جو آخری عمارت تعمیر کردہ حافظ سید محمد علی صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ تھی اور اسکے متصل مسجد ہے وہ عرصہ ہوا منہدم ہو چکی ہے اب صرف برائے نام دو چبوترے رہ گئے ہیں۔ ایک زمانہ میں اہل گوپامئو اس جگہ کی حقیقت اصلی سے بالکل نابلد و ناآشنا ہو گئے تھے، والان بی بی کے نام سے اُسکی شہرت، اور اس کی قدر و منزلت صرف مستورات کے قلوب تک محدود رہ گئی تھی تقریبات میں گلگلے چڑھانے کے لئے وہ یہاں مجتمع ہوتیں اور نذر عقیدت پیش کر کے گویا کہ حضرت

مخدوم کی ریاضت و مجاہدے کا صلہ ادا کرنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس آئیں حضرت حافظ صاحب موصوف ایکبار گوپامئو تشریف لائے تو اُنھوں نے اپنے مرید خاص جدی منشی امیر احمد صاحب گوپاموی ساکن محلہ خطیبان کو حقیقت چلہ کشی سے آگاہ کیا اور پیر و مرید دونوں نے اپنے سروں پر اینٹ و مٹی ڈھو کر اس پر کوٹھری نما عمارت تعمیر کی اس وقت سے لوگوں کو اس چلہ کا علم ہوا[1] مگر افسوس اب ایسا وقت آگیا ہے کہ اس برائے نام چبوترہ کے باقی رہنے کی بھی کوئی توقع نہیں رہی۔

(۱۲) **ہدایت وارشاد اور تلامذہ** | تبلیغ دین و ہدایت و اصلاح مسلمین کے کام کو آپ کی ذات سے بڑی رونق ملی اور خلقت کثیر نے فیضیابی حاصل کی از انجملہ اہالیان گوپامئو میں سے حضرت قاضی محمد مبارک ثانی، قاضی شیخ احمد برادر قاضی صاحب موصوف، جدنا قاضی عبد الرحمٰن لہرے ہمزلف حضرت بندگی میاں و داماد حضرت مفتی شیخ آدم دانشمند گوپاموی شیخ عبد الوہاب صاحب خطیب گوپامئو، شیخ عبد القادر عرف صوفی قادن صاحب گوپاموی شیخ عبد الواحد صاحب نبیرہ حضرت صوفی قادن صاحب، شیخ الہداد صاحب دانشمند عثمانی نبیرہ قاضی حمید الدین صاحب ہدایہ دان، خواجہ شیخ بھول صاحب متولی، متولی، شیخ عبد الرحیم صاحب بن خواجہ بھول صاحب یکے از راویان مکتوب محبوب القلوب، پسر شیخ معظم صاحب گوپاموی، شیخ اللہ بخش صاحب، شیخ پیارے صاحب قانونگو گوپامئو خواجہ شیخ حبیب اللہ صاحب چشتی عامل گوپامئو، شیخ ماکھو صاحب پسر شیخ بھول صاحب حضرت صوفی شیخ حاتم صاحب میواتی گوپاموی، شیخ عبد القادر صاحب قنوجی از انجملہ صوفی حاتم صاحب تو مرتبہ خلافت پر بھی فائز تھے مگر حیات شیخ ہی میں فوت ہوگئے، مابقی

---

[1] ماخوذ از مناقب حافظیہ ملفوظ حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی مرتبہ مولوی ہادی علی خاں سیتاپوری صفحہ ۱۰۶

33769

جملہ حضرات میں بجز پسر شیخ معظم و شیخ پیارے اور خواجہ حبیب اللہ کے سب لوگ شاگرد بھی تھے ؎[1]

(۱۳) **تالیفات** علمی یادگاروں میں آپ کے مؤلفہ صرف دو مختصر رسالے پائے گئے ایک عقاید میں اور دوسرا علم صرف میں یہ دونوں مکتوب محبوب القلوب کے آخر میں ملحق ہیں۔ اُن کے علاوہ کسی تالیف و تصنیف کا پتہ نہ چل سکا۔

(۱۴) **علالت و وفات** سلخ شوال المکرم ۹۷۰ھ میں آپ مبتلائے تپ محرقہ و آشوب چشم ہوئے اسی حالت میں آپ نے شوربا نوش فرمایا۔ خدام و متوسلین نے مرض لاحقہ میں حضرت غذا کی بابت عرض کیا، آپ نے فرمایا غذا الجب امر ایزدی ہے اسکے منع و ترک کا کس میں مقدور ہے۔ ماہ ذیقعدہ شروع ہوتے ہی مرض میں زیادتی ہو گئی میل خاطر کسی قسم کی غذا کی طرف نہیں رہا۔ آپ نے فرمایا " رزق تمام و اختتام رسیدہ و نفسے متعددہ و دمے چند باقی ماندہ "۔ خدام و فرزندان نے غلبۂ محبت و غایت قلق میں شب کیوقت ایک غیر مسلم معالج کو لا کر نبض دکھائی، نبض سے معالج مذکور کی انگلیاں مس ہوتے ہی آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور " لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ " پڑھکر فرمایا " بوئے کفر می آید "، یہ سنتے ہی وہ معالج تو چلے گئے۔ مگر شیخ احمد صاحب خلف آنحضرت نے نبض پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ تپ الست۔ حضرت نے فوراً جواب میں فرمایا " بابا رحمت است، ہر چہ از دوست آید راحت باید شمرد "، زمانہ مرض میں ایک شب آپ کے قریب دفعتہً غیر معمولی روشنی پیدا ہو گئی اور چہرہ شریف بہت منور و بارونق ہو گیا دیر تک یہ کیفیت باقی رہ کر غائب ہوئی اُسوقت آپکے

---

[1] محبوب القلوب فصل ثالث در رابع وغیرہ ۱۲

سورۂ اسریٰ پ۱۵ کی پہلی آیت شریف تلاوت کر کے فرمایا کہ:-

"امشب از تصرفات حضرت سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) سرّے
واسرارے پیدا آمدہ، واقف ہیچ احدے ومحرم ازاں فردے بجز ذات
(پاک حضرت) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و فقیر نظام الدین، و اویس
قرنی رضی اللہ عنہ گنجائش دراں مقام و منزل دیگرے ندارد"

وفات سے تین روز پیشتر آپ نے غسل وطہارت کیلئے پانی طلب فرمایا، خدام نے بخوف ضرر لطائف الحیل سے ٹال دیا مگر بعض ذی فہم صوفیا اور خدام نے ایسے حیلے اور احتیاطوں کی مخالفت کرتے ہوئے تجویز کیا کہ اب حضرت کی کسی خواہش اور حکم کی سرمو مخالفت نہ ہونا چاہیے کیونکہ مقدرات سے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ چنانچہ پانی لایا گیا اور آپ نے انتہائی بشاشت کیساتھ غسل کر کے حسب ارشاد فیض بنیاد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم الحمیٰ من فیح جہنم فابردوھا بالماء (رواہ عائشہ رض و رافع بن خدیج متفق علیہ مشکوٰۃ) ایک سنت کا ثواب اور شرف کمالی قالب محمدی حاصل کیا، نیز تمام عمر جملہ سنن کی پابندی کے باوجود مابقی سنن کی ادائیگی میں اُن کے محل وموقع پر عمل سے یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ کے مصداق بنے اس کے بعد ملبوس بلباس فاخرہ اور عطریات سے معطر ہو کر حاضری دربار الٰہی کیلئے جس کی تعریف میں فیھا سرر مرفوعۃ وارد ہے مستعد اور حکم ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ کی تعمیل میں لبیک کہتے ہوئے اس منزل ویران سے جوار رحمت حق کی طرف خوشی وخرمی کے ساتھ سدھارے انا للہ وانا الیہ راجعون
یہ سانحہ شب پنجشنبہ ۲۹ ماہ ذیقعدہ ۹۷۹ھ ہجری کو تقریباً ڈھائی ماہ کی

علالت شدید کے بعد امیٹھی میں پیش آیا۔ چنانچہ اسی شب میں اندرون باغ شیخ محمد صاحب خلف وخلیفہ مدفون ہوئے کچھ عرصہ کے بعد امیر تردی بیگ اکبری امیر مصاحب شاہی نے اس پر سفید سنگ مرمر کا مقبرہ تعمیر کرایا جو تا ایندم موجود ہے[۱]۔ علاوہ دیگر تاریخ وفات کے حضرت مخدوم شاہ عبد الرزاق صاحب صالحی امیٹھوی خلیفہ ارشد وخسر چہارم آنحضرت نے قطعہ ذیل تاریخ وفات میں ارقام کیا ؎

| | |
|---|---|
| شبے درخوابم آمد قطب عالم | نظام بحر وبر از مہربانی |
| طلب کردہ زمن تاریخ فوتش | کہ باشد بر سر لوحش نشانی |
| بہ بحر فکر در رفتم زمانے | خرد گفتہ بگو شیخ جہانی ۹۷۹ |

جدی وامجدی حکیم بشارت حسن صاحب مرحوم ومغفور آبائی معمول ودستور کے موافق ہمیشہ عرس حضرت موصوف قدس اللہ سرہٗ کرتے رہے اُن کی وفات ۱۳۰۶ھ سے یہ سلسلہ مسدود ہو گیا۔

(۱۵) **خلفائے مجازین بیعت وارشاد** آپ نے صرف چار حضرات کو خلافت عطا کرکے مجاز ہدایت وارشاد بنایا۔ اوّل مخدوم عبد الرزاق صاحب صالحی امیٹھوی خلف مخدوم بہاء الحق شیخ خاصہ صاحب۔ دوم شیخ عبد الجلیل صاحب فرزند اکبر مگر اُن کی وفات حضرت کی حیات ہی میں ہو گئی اور سلسلہ رشد وہدایت جاری نہ ہو سکا سوم شیخ محمد صاحب فرزند چہارم بعد وفات ہر سہ برادران بزرگ چہارم شیخ حاتم صاحب میوانی گوپاؤی۔ یہ بھی حین حیات شیخ فوت ہو گئے اور نوبت اجرائے سلسلہ نہ آسکی اُن کے علاوہ کسی اور کو مجاز بیعت وخلافت نہیں فرمایا حضرت بندگی کے بعد

---

[۱] محبوب التذکرہ قسم اول در ذکر احوال ۱۲ ماخوذ

سلسلہ صرف حضرت مخدوم عبدالرزاق صاحب و شیخ محمد صاحب سے جاری ہوا جو تا ایندم باقی ہے۔

**(۱۶) اولاد امجاد** اہلیہ اولیٰ حضرت بی بی مخدومہ جہان بنت حضرت مخدوم خاصہ خدا صاحب سے حضرت بندگی قدس سرہٗ کے چھ صاحبزادے۔ شیخ عبدالجلیل، شیخ عبدالوہاب، شیخ عبدالواسع، شیخ محمد، شیخ احمد، شیخ عبدالعلیم تھے اور چار صاحبزادیاں از انجملہ اول الذکر تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بی بی فاطمہ کا حیات والدین میں انتقال ہو گیا۔ باقی تین صاحبزادے اور صاحبزادیاں اعقاب میں رہے۔

اہلیہ ثانیہ دختر حضرت مفتی شیخ آدم صاحب دانشمند گوپامئوی سے جو بھی اولادیں ہوئیں وہ صغر سنی میں فوت ہو گئیں۔

اہلیہ ثالثہ بی بی خدیجہ بدن دختر حضرت مخدوم عبدالرزاق صاحب سے ایک صاحبزادے شیخ مسعود الدین جعفر ثانیؒ اور دو صاحبزادیوں کی حضرت کی کبر سنی میں ولادت ہوئی از انجملہ ایک صاحبزادی کا ایام طفولیت میں انتقال ہو گیا۔ حضرت شیخ جعفر اور صاحبزادی بی بی فاطمہ عمر طبعی کو پہونچے سب کے حالات بالاختصار سطور آئندہ میں مرقوم ہوں گے۔

**(۱۷) حقیقت زمینداری گوپامئو** یہ بات تحقیق نہیں ہو سکی کہ حضرت بندگی کو سکونت گوپامئو اختیار فرمانے کے بعد ہمایوں بادشاہ کی طرف سے کوئی معافی عطا ہوئی تھی یا نہیں لیکن یہ متحقق ہے کہ شیر شاہ سور نے بادشاہ ہندوستان ہو کر موازی چار سو بیگہ آراضی موضع کونڈرا پرگنہ گوپامئو میں بطور تنخواہ عطا کی تھی اور خود حضرت بندگی قدس سرہٗ نے مکتوب ۹۴ میں اپنی زمینداری کو دیہہ بلگرام و دیہہ گوپامئو کے نام سے ذکر فرمایا ہے چنانچہ مکتوبات ۵۰-۵۵-۶۰ میں دیہہ بلگرام کا لفظ متعدد بار آیا ہے مگر نام دیہہ کہیں مذکور نہیں ہوا البتہ مکتوب ۵۴ میں موضع برکھیرا اور مکتوب ۶۰ میں موضع کٹرا وینی اور ۶۵ میں صرف

موضع ٹینی کے نام ملتے ہیں یہ سب پرگنہ گوپامئو میں واقع ہیں جونکہ آراضیات ودیہر خطیبان بھی حضرت بندگی نے اپنے شمول میں کرلئے تھے جیساکہ مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے اسلئے قرینہ یہ ہے کہ برکھیرا خطیبوں کا تھا ملاحظہ ہو مکتوب ۳۴۔ باقی مواضع حضرت موصوف کے تھے جو بعد وفات حضرت بندگی قدس سرہٗ شیخ احمد صاحب خلف پنجم کے قبضہ میں رہے۔

حضرت موصوف کے بعد ۱۱۸۳ فصلی کی سرکاری فہرست ائمہ داران میں موضع لعل پور سواد قصبہ گوپامئو بنام فرزندان بندگی میاں صاحب درج ہے مگر یہ معلوم ہوسکا کہ متذکرہ زمینداری قبضہ اولاد و احفاد حضرت بندگی قدس سرہٗ میں کبتک رہی؟

اس کے علاوہ جو آراضیات ملکیت و ماتحتداری وخانہ ہائے رعایا وخانقاہ ومکان مسکونہ وغیرہ تا بندوبست اول باقی رہگئیں تھیں اُن کا تفصیلی ذکر روضۃ المآثر (تاریخ گوپامئو) سے معلوم ہوگا۔ بہرحال میری کدوکاوش نے جہانتک رسائی پائی عرض کیا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

نہ آن پیالہ نہ آن مے نہ آن چمن باقیست
مگر زبیخودیم قصۂ کہن باقیست

JAMIA HAMDARD
LIBRARY

# باب دوم

## انتخاب ملفوظ محبوب القلوب

متضمن بر

احوال وانساب، اقوال، خوارق عادات اور سہ طبقات مکتوبات

حضرت بندگی نظام الدین یسٰین عثمانی امیٹھوی

قدس اللہ سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## فصل اوّل در احوال شیخ عبدالرحیم متولی قصبہ گوپامئو

از رُوات چنان روایت است که التفات حضرت استاد العلماء از حد افزون بوده و انمیعنی بغیر ذی علم نداده و آگاه نساخته و به تعظیم و تواضع بسا متوجه و از سر رحم و شفقت قرار طعام در صحبت متبرکہ خویش گرفته که بحضور نظر اکل نماید و اتفاقاً روزے قصه چنانچه، شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہ در مجلس طعام آن قدوه حاضر نه شده و خود حضرت تناول نفرموده یکے از طلبه همدرس که واقف ماجرا بود خبرش رسانیده که محقق الآفاق بانتظار شما گرسنه نشسته و طعام سرد شده از سمع اینحرف ازان زمان از مشاهدات نظر عالی قدر خود را فرجه یکساعت نداده تا آنکه زبدة الانام از طعام فارغ میگشت۔

و این سخن شائع که حضرت شیخ معروف و حضرت شیخ الهداد رحمة اللہ علیهم در سے حتی که درس کافیه تا دم آخر متروک نه نموده، و چون حصول علم ظاهر و باطن شیخ الاسلام حضرت بندگی در خدمت انسان کامل مستور الحال حضرت شیخ معروف کمالات صوری و معنوی رسیده، و آن عارف پاک دریافته حضرت بندگی را طلبیده یک کھلولی یا تنگه فلوس هندی مسی بالتفات عطا کرده و هیچ اظهار نه ساخته حضرت ایشان در کرانه عمامه یا گلیم پشمینه که متعارف هند کملی است در و بسته و مدت مدید بر آمده بعد مرور ایام یکایک علامهٔ عصر حضرت شیخ معروف ید مبارک خود دراز فراز نموده، شیخ الاسلام حضرت بندگی از علم باطنش دریافته کھلولی از گره کشاده حضور آورده، در آن حین آن محقق از لسان گهر افشان فرمود که شیخ نظام الدین حالا فتاوی صوفیه شما تمام شد و بانصرام رسیده، اگر شد اید

و مشکل پیش آید رجوع بفتاوی صوفیه خود خواهند نمود، هرچه وی فتوی دهد بر آن عامل با عمل می باید بود۔

و شیخ عبدالرحیم متولی قصبه گوپامئو از طرفے چنین سند آورده که بعلولی گرفته بر چشم مساس کرده و مالیده و دست نیاز بدرگاه ایزد متعال بدعا بر داشته و تمنا باین الفاظ نمود که یارب الارباب اگر معروف سگ آنحضرت بیچون ست و همتم ببارگاهت مقبول، آنچه با ولیائے کمل سابق بنعیم تکمیل و کمالات بعطائے خویش ارزانی فرمودے آنچنان بشیخ نظام الدین بلطف مرحمت فرما، سه کرت از زبان گهر افشان فیض آثار جاری گشته۔

از ازدیادی چنین مروی است که چون بشرف ملازمت اقطاب العالم حضرت شیخ معروف رحمه الله اعزه ها که بهره ور گشته هر واحد از ینها بامرے منسوب، چنانکه حضرت شیخ احمد زین بردنه را جزدے مبلغ عطا کرده بتجارت حکم فرمود که اوقات گذر بوجه حلال از آن کسب بهم رسانده التجا بکس نیارید حضرت شیخ عبدالغنی فتحپوری را مامور نموده که از خانقاه پا بیرون نکشند، و از لحوق عوارض کونی بشیخ نظام الدین رجوع خواهند آورد از ایشان تسلی خاطر است و حضرت قاضی محمد شهی را چنین حکم شده که درخانقاه نشسته بمانند و هرچه شدائد پیش آید بشیخ نظام الدین التجا آرید که از ایشان دفع خواهد شد۔

و حضرت شیخ آدم ساکن گوپامئو را چنین گفته که همراهی شیخ نظام الدین قبول نمائید اگر صحبت راست می آید فبها والا خود را در اینجا خواهند رسانید حضرت شیخ نظام الدین را چنین حکم عالی بالتفات شده که اختیار جمیع امور بدست شماست هرچه بخاطر رسد در خانقاه نشستن و جا بجا رفتن مساوی است۔

شیخ عبدالرحیم متولی گوپامئو از راوی چنیں نقل می آرد کہ ان عالی قدر تمام کتب
خود بشیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ بخشیدہ بموجب حکم قبول کردہ و بعدہٗ عرض
نمودند کہ ہرچہ مرحمت بر فقیر بود آنرا اندر مخدوم زادہ کردہ شد بلسان گوہر آرائے بر آمدہ
کہ دریں امور اختیار دارید و بعد از ذکر وداع خواستہ بخانہ رسیدہ و از وطن اصلی چند
گاہ در بلدہ خیرآباد در خانقاہ حضرت شیخ سعد الدین رح اقامت کردہ و از شہر مذکورہ
در قصبہ گوپامئو تشریف ارزانی داشتہ در عہد جمجاہ ظل اللہ ہمایوں بادشاہ مسکن
و ماوائی خود نمودہ و اشراف قصبہ و اطراف آن از خدمت بابرکات عالیات حضرت
ایشان مستفید گشتہ در سن ستہ و اربعین و تسعمائۃ شیر شاہ سور ملک ہند را از سرکار
گورنا آب سندھ در قبض و تصرف خود آوردہ و اراضی بقدر استحقاق برائے اعیان
و اکابر مقسوم و متعین نمودہ و زمین سابقہ کہ از سلاطین ماضیہ یافتہ بودند آنرا تختہ
خالصہ ساختہ و اتفاقاً حضرت ایشان دران زمان نزد تخت گاہ شیر شاہ رسیدہ
و طلعت نور جبین مبین کہ پیدا و ہویدا بود و از ادراک خویش دریافتہ و اثر باطن کہ درو
سرایت شدہ تعظیم و تکریم بتقدیم رسانندہ موازی چار صد بیگہ زمین از موضع
کونڈا میکی از پرگنہ گوپامئو سرکار قنوج تنخواہ یافتہ دران ایام با عیال و اطفال
تشریف داشتہ و از تقریب تصرفات قمر سلطان دیوانہ در سنہ اربع و ستین و تسعمائۃ
کہ حوادث خلل واقع شدہ و قصبہ را تاراج ساختہ از ہمون تاریخ از ینجا رجوع بوطن
مالوفہ خود کہ قصبہ امیٹھی است نمودہ و دران حدود اقامت گرفتہ۔

و از راوی مروی است کہ در ایامے کہ حضرت ایشان در قصبہ گوپامئو تشریف
داشتہ دختر شیخ آدم دانشمند و نکاح در آوردہ بمرور زمانہ آں زن حاملہ گشت

ایں اخبار بگوش ہوش مریم مکانی رسیده از سورش بر مقبره پدر بزرگوار حضرت بہاء الحق مخدوم شیخ خاصه رحمۃ اللہ علیہ رفتہ نالہ و فریاد بر آورده که پدر شیخ عبد الجلیل زنے را در عقد خود گرفتہ خوانده و او حاملہ است از قدرت سبحانی آواز از روضہ متبرکہ بسمع ولیہ وارد شده که خاطر جمع دارید از یں حمل جان میدہد از حکم قادر قیوم عنقریب از دردزه الملے پیدا گشت و از علم باطن حضرت ایشاں دریافتہ بحضرت شیخ عبد الرزاق فرموده که اندوه آزار این مستوره از طرف بزرگان شما دیده میشود توجہ میکنید و خود اندرون تشریف برده و یاد شغل شده و چون بیروں آمده باز بهموں الم مبتلا گشت و مرتبہ ثانی قدم رنجہ درخانہ فرموده بر آمد فکر تجہیز و تکفین و تردد بہم کرده ماند که او فوت شد ہموں ساعت مدفون نموده و سیم کرده توجہ سوئے وطن اہلی فرموده حضرت بی بی از بس آزردگی شیخ عبد الجلیل و شیخ عبد الوہاب و شیخ عبد الواسع را نگذاشته که ہر واحد مشرف بملازمت شوند و از حضرت شیخ عبد الرزاق گلہ مندی بسیار اظہار ساختہ و ایشان تقصیرات خود عفو کرانده و بعد از تلاش ہر سہ فرزندان را بخدمت عالی آورده و از خاک بوس اقدام مشرف گردانده و ہر فردے ازیں اعزه اقطاب زمانی دیده که از غائت فقر صفا حاصل شده ۔

## فصل دوم در اقوال

(۱) دقیقۃ المقال نمبر ۵ حرره العالم المتقی القاری الامین شیخ عبد الوہاب خطیب قصبہ گوپامؤ که از جملہ صوفیہ با فطرت است ناقلاً من المنتہی الواصل مسرور بمرتبہ فی شرف الوصال شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ کما قال ہذا القول ایمان نیست که دوام در نفی شرک باشد غیر را در دل نیاورد صبر حبس کردن دل از غیر سوم حبس کردن خود را از مغطرات ثلث ۔

(۲) دقیقۃ المقال نمبر ۶ ۔ و کتبہ الشیخ عبد الوہاب خطیب من کلام الافضل المکمل

شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ کما قال" ایمان بطریق ہذا القوم من الولایۃ" معنے وے انیست کہ اعراض از کونین کند و روئے بسوئے مکون آرد"۔ ہیچ شئے ملتفت نشود و دوام در نفی شرک باشد۔ در دل غیر را آمدن ندہد مستحکم بر شریعت باشد ظاہراً و باطناً در تزکیہ باشد۔

(۳) دقیقۃ المقال نمبر، تحریر شیخ عبد الوہاب خطیب توجیہ بیت کلام از رئیس الاتقیار وآں سر حلقہ نجبار، وآں چشمہ ضیار الانوار وآں یم حقائق اسرار حافظ علیہ الرحمۃ از ضمیر منیر سلالۂ اولیار الکرام شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ کہ بیانش چنیں است شعر

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است؛ با دوستان تلطف با دشمناں مدارا۔ مراد ایں از ذات خود ست و دیگر کس نیست۔ تلطف انیست کہ دوام در نفی شرک باشد۔ فرمودہ خدائے و رسول در گوش آرد۔ و اطاعت کند از دشمن مراد ابلیس ست۔ مدارات دشمن انیست کہ دنیا بہ ابلیس سپارد۔

(۴) دقیقۃ المقال نمبر۵ شیخ عبد الوہاب خطیب مرقوم ساخت۔ ما قالہ الامام الہدیٰ العظام ملاذنا شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ وآں انیست سراً و علانیۃً چوں برابر شود ہذا ہو الشریعۃ۔ چوں دل از ما سوی اللہ پاکیزہ شود نہ خطرہ ملکی ماند نہ خطرہ شیطانی ہذا ہو الطریقۃ چوں ایں صفت حاصل شود لطیفہائے عالیہ کہ در او دار حقہ مقال در تلفظ آمدہ باید دانست کہ مسموعات از شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس اللہ سرہٗ را شیخ عبد الوہاب خطیب قصبہ گوپامؤ مسطور نمودہ علی ہذا الطریق من غیر ہم اندراج اخبار و آثار و حکایات کہ ناقل در وات آں روایات کہ متضمن بہ فوائد گونیہ بود بگوش ہوش جرو فاضل المقابل صاحب الورع والاتقار شیخ حاتم صوفی

میواتی غفر اللہ لہٗ رسیدہ در الواح بکلک زبان بریدہ تصویر ملیح نقوش ہر حرف کماینبغی
منور گردانید بعض اشکال کہ در خطور وہمیہ رحے آوردہ نسبت حل و انکشاف آنہا
بخدمت عالی قدر نادر العصر شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ التماس نمود جواب
باصواب از بحر مکاشفات شہود صادر می گشت و دلہای متخیلہ را از تفکرات خطرات
موہومہ آرام و تسکین میداد چنانکہ نقل ست۔

(۵) **دقیقۃ المقال نمبر ۹**۔ بعد عرض و نیاز آرزومندی بدرگاہ آنکہ تکرار تجلی چرا نشود
قال شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ کہ چون ہمان یک تجلی تکرار میشود وجود عالم نشود
محرر توجیہ کلام موجز را بیان میکند بمعنی آنکہ در ارادہ و علم الٰہی وجود اشیاء کونی مبنی و منحصر
بر فیض تجلی جلال و جمال کہ باہم پیوستہ بلا انفکاک و لا انفصال در ہر آن لانہایۃ طاری
است و این اشیاء از توجہش ایجاد یافتہ وہی یابد و محض از ورود تجلی جلال بعینہٖ
بتکرار کہ قیام نماید و با مجرد از وقوع تجلی جمال بعینہٖ مکرر استقامت پذیرد وجود
اشیاء صورت نیابد کہ خلاف ارادہ ازلی است و این را تخیل کن در باب کہ تکرار
مقتضی عجز و قصور ست و آن جملہ محالات و ممتنعات و اسماء و صفات الٰہی ازین
امور مبرا و لیکن تجدد و امثال در ہر لحظہ لانہایت طاری و ساری ست و تعطیل و تعلل
اسماء و صفات در ہیچ مذہب جائز نیست چنانچہ آیہ کریمہ برین نیز کہ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ۔

(۶) **دقیقۃ المقال نمبر ۱۰**۔ **شیخ حاتم** میواتی راوی است کہ از زبدۃ الافاضل محقق الکامل
شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ کہ از احیاء علوم شمہ کلام علماء الربانی بیان نمودہ
ایشان آنرا مرقوم ساختہ و آن این حکایت ست انہ سئل الشبلی عن
الصبر انہ اشد فقال الصبر فی اللّٰہِ فقال لا فقال الصبر لِلّٰہ

نقال لا فقال الصبر مع اللہ فقال لا فقال الصبر باللہ فقال لا فقال
فا ہی شئ فقال الصبر عن اللہ فصیح الشبلی صیحتہ کادت روحہ
السلف۔

(۷) دقیقۃ المقال نمبر ۱۱۔ شیخ حاتم صوفی میواتی ناقل ست عن العارف الاشرف ملاذنا شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ کما قال یکے کفر مجازی است چنانکہ عوام کافران یکے اسلام مجازی است چنانکہ عوام مسلمانان، یکے کفر حقیقی است وھو التوحید

(۸) دقیقۃ المقال نمبر ۱۲۔ شیخ حاتم صوفی میواتی درتحت اقلام از اقوال اکرم الاعاظم شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ می آرد واز راہ راست کہ رشتہ اعتقاد است از پس حسب و اشتیاق بجہت تصریح نمودن ہر امر التماس ہنماید کہ دلی را مشاہدہ با شعور وہوش وحس وعقل میباشد؟ ونیز پرسیدہ کہ کرامت ومعونت راچہ باید گفت بے شعور میباشد یا باشعور؟ قال شیخ الاسلام حضرت بندگیؒ باشعور و باعقل می شود۔

(۹) دقیقۃ المقال نمبر ۱۳۔ شیخ حاتم صوفی میواتی ناقل ست کہ بعض مقدمات را بملازمت اہل البصارۃ والریاضۃ ملاذنا شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ استفسار خواستہ کہ از توضیح دفع شبہات من کل الوجوہ است بہ ابراز شرح یافت وآں اینست کہ شکلے درمیان بیداری ونوم بصورت مثال یا بطور دیگر کہ بیدا می شود آنرا چہ امر ست قال شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہ کہ آنرا واقعہ گویند حقیقت امر پیدا میشود۔

(۱۰) دقیقۃ المقال نمبر ۱۴۔ شیخ حاتم صوفی میواتی کہ مصاحب معتمد ست بتصدیق خویش اقرار آوردہ کہ بخدمت صاحب الولایۃ والعظمۃ ملاذنا شیخ الاسلام

حضرت بندگی قدس سرہ التماس نمودہ شد کسے کہ ذات خدارا می بیند افعال حق چرا
دیدہ نمیشود باید کہ افعال ایزدی چون ہم دیدہ شوند و بینندہ بیند قال شیخ الاسلام
حضرت بندگی قدس سرہٗ کہ افعال از ذات خدا است در ذات محواند چون افعال
حدوث می شوند بکمال قدرت تا ذرہ دیدہ نمی شوند چنانکہ در تخم درخت پیدا میشود
بس دیدہ نمی شود۔

(۱۱) دقیقۃ المقال نمبر ۱۵ شیخ حاتم صوفی میواتی۔ بنگاشت کہ بار رقم ماجرای سر
گزاشتہ کہ ہادی طریقت و مرشد حقیقت شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ سائلے
در ہمینی بسوال پیش آمدہ معلوم نمود کہ از نور آفتاب دل ولی روشن تر است بس
چنانچہ بمجرد طلوع خورشید از مشرق تا بہ مغرب ضیا میکرد و ظلمت میشود باید کہ از نور
دل ولی عالم ظاہر روشن گردد۔ قال شیخ الاسلام حضرت بندگی فی جوابہ کہ پیش نور دل
ولی آفتاب لاشی میشود ہم از یجہت پیش دلی ولی نور آفتاب ہیچ چیز در نظر نمی آید
الحادث اذا قوبل بالقدیم ......... لہ

(۱۲) دقیقۃ المقال نمبر ۱۶ شیخ حاتم صوفی میواتی۔ راقم این لطیفہ کہ از جان قابل
است چنان می آرد کہ در جناب رفعت آیات در ضمیر آفتاب عالم تاب
م قبول رفتہ کہ در نظر کیمیا اثر پسندیدہ اند کہ از ان حصول شفار خاطر است
چنانکہ معروض گشتہ کہ چون خدائے را یاد می کنم بس بوجود می آید وجود خود گناہ
است اگر خاموش می مینم تعطل است قال شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ
حال آں صورت بقا شد بے سمع و بے بصر۔

---

لہ در اصل ملفوظات ایں عبارت ہمیں قدر ست۔ بہار الدین عفی عنہ ۱۲

(۱۳) دقیقة المقال نمبر ۱۷ شیخ حاتم صوفی میواتی جبین بر آستانہ نهاده وتقبیل بخاک پا داده از مختار الاتقیا ملاذنا شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ عرضہ نموده کہ چون ہمہ کسب میشود تا مادام کہ دیگر ہمہ بیاید در کسب ہمہ اول مشغول می باشد آنکہ وجود میگویند، ووجود خود ذنب ست اگر خاموش ماند ہیچ ذکر خدا نکنند لعبدہٗ تعطیل ست باغفلت این ممتنع در آنوقت چہ کنند قال شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ حال آں صورت بقا پیدا آمد بے سمع و بے بصر و بے نطق این حاصل شد پس باز چون ہمہ دیگر خواہد آمد در جلال وجمال الٰہیہ بالمواہبۃ والعطا۔ وعطاء ایزدی بدو قسم ست عطائی محضہ وعطاء موقوف بر کسب، چون ہمہ کسب خواہد شد پس ابقار ست چنانکہ گفتہ شد۔

(۱۴) دقیقة المقال نمبر ۱۸ شیخ حاتم صوفی میواتی بلب ارادت از سر اتقیا و کہ مطلب ایں طائفہ است از زین العابدین شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ التماس نمود از جہت تحقیقات ہر حرف کہ در دل وارد شده میخواست کہ منقح شود و توضیح یابد اما چون مردے نہ در غفلت ست نہ خدا را یاد میکند چنانکہ حقوق یاد کردن می باشند باوجود ہوشیار می رود می آید می خورد این را چہ حالی گویند قال شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہ کہ اوا از غفلت درگزشت و دیگر از خودی ہم رفت۔

(۱۵) دقیقة المقال نمبر ۱۹ شیخ حاتم صوفی میواتی التجا بارگاہ عماد الدین ملاذنا شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہ چنان دارد کہ کلامیکہ اصلا مفہوم نمیشود آن جزئیات را بیان نمایند دریں صورت روئے خود کہ خود می بیند چیست قال شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ لطیف کثیف را می بیند یعنی روح قالب خود می بیند۔

(۱۶) وقیقۃ المقال نمبر ۲۰ - شیخ حاتم کہ از زمرۂ صوفیہ با دانش ست و اصطلاحات و قواعد فن صوفیہ واقف و ماہر نزد ائمۃ الصدیقین شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ استفادے چنان داشت کہ از اکثر اوقات مشکلات بواسطہ تنقیح می پرسید کہ طالب مرید کہ عین پیر میشود چیست قال شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ کہ مرید ظاہر و باطن عین پیر مرشد حقیقت پیر در مرید آمد۔

(۱۷) وقیقۃ المقال نمبر ۲۱ - شیخ حاتم صوفی میواتی از مفتاح الزاہدین شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ عرضہ نمود در پے تفتیش شدہ کہ مجملاً از زبان عالیہ تفصیل یابد کہ استدلال قوی و حجت غالب گردد دریں نوع زندگی ما از خدائے تعالیٰ ایں خود ظاہر ست فاما زندگی خدائے تعالیٰ از ما باشد ایں چہ معنی است ایزد بیچون منزہ و پاک است از ہمہ احتیاجگی و عجز و لوث۔ جواب بالتشکل و تمثیل شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ فرمود کہ "ظاہر عین باطن ست و باطن عین ظاہر ست ہو الظاہر والباطن و دیگر جواب الہام ایں صادر شدہ یعنی ظہور بغیر مظہر محال و مظہر بغیر ظہور دشوار ست یعنی جائز بغیر واجب محال ست و ظہور واجب بغیر جائز دشوار۔

(۱۸) وقیقۃ المقال نمبر ۲۱ - دیوان امانت مآب دیانت انتساب شیخ عبدالرحیم متولی قصبہ گوپامئو را از افواہ خلائق ایں کلمات تسامع شدہ و بجہت اعتماد تام و اعتبار کاملہ کہ حجت راجح یافتہ زیر قلم آوردہ کہ بخدمت شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ شخصے عرضہ نمودہ کہ شنیدہ ام کہ آن زبدۂ اولاد نبوی و آن خلاصۂ صفاء مصطفوی و آن جامع فنون فضائل و آن اہل معانی انسان کامل و آن مجاز ولایت و کمال حضرت میر سید جلال بخاری و ہو المعروف بہ مخدوم جہانیان علیہ الرحمۃ چوں تشریف

شریف نزد بزرگے ارزانی میفرمود نعمت او سلب کرده میگرفت و آنرا مهمل و معرا
میگذاشت ـ قال شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سره که نعمت بعینه
نیست که کشیده میگیرند نهایتاً سخن ست هرجا که مخدوم رحمة الله علیه تصدیع
نموده میر سید آنجا حق مرکوزی نشست و اظهار میگشت اگر فی نفس الامر در ذات
شخصے نعمت ولایت ست چه تجاوز و قصور دارد و اگر لاف میزد و باطنش خالی از
نعمت ست به دیدن مخدوم علیه الرحمة حال مخفی و مستور بر خلق مکاشفه و معاینه می
شد که آن خالی است و این سخن عوام الناس ست که میگویند مخدوم علیه الرحمة
هرجا که میرفت نعمت آن بزرگ کشیده میگرفت ـ

(۱۹) دقیقة المقال نمبر ۲۴ ـ شیخ عبدالرحیم متولی قصبه گوپامئو تحریر آورده که بخدمت
شیخ الاسلام حضرت بندگی سه کس دگر دیگے سازنده بدستش رباب گرفته سرود کرده
و ساز نواخته در گوشه نشسته حضرت ایشان نه امر کرده نه منع نموده در همون ساعت
مسافر ملتانی بملازمت شریف رسیده علی طریق الاستفسار خواسته در بیان حل این
نکات و تحقیقات این مقدمات و مقصد آن از روئے مباحثه و اعتراض نبود سوال
کرده که در باب سماع چه حکم ست حضرت ایشان جواب فرمود که درین صورت
شنونده و گوینده را اهلیت شرط ست اگر فریقین اهل باشند مباح ست و
سوائے این طائفه بر دیگرے جائز نیست ـ

(۲۰) دقیقة المقال نمبر ۳۴ شیخ عبدالرحیم متولی قصبه گوپامئو راوی این سخن ست
که روزے مریم مکانی عارفه ربانی حضرت بی بی مخدومه جهان علیها الرحمة از حضرت
ایشان در ذکر ماجرائے آن تاج محقق عشاق و آن عاشق لقاء الله المشتاق دان

راغب شهود حضور حضرت خواجه منصور حلاج رحمة الله علیه را اکابران دین و علمای متین
و ارباب الصدق و الیقین در کشتن و قتل ساختن فتوای نوشته تا بحدیکه بر دار کشیده
و درین ماده استفسار خواسته دریسیده می آید که دران عهد و زمان اگر وجود شریف
شما می بود بچه قسم و بکدام روش گذرانیده و چه با میکردید و بر استفتا مهر ثبت نموده
حضرت ایشان فرمودند چرا چنین سخن مذکور میکنید - اگر این فقیر دران عصر می بود هرگز
بقتل آن احرار فتوی نمی نوشت بسمع اینحرف حضرت بی بی معروض داشته که سلفان
و متقدمان در دراست و فراست علوم ظاهری و باطنی از شما کم نبودند که فتوی قتلی
ساخته اند حضرت ایشان جواب فرمود که بزرگان ماضیه بسیار بزرگ بوده ولیکن
حاصل الکلام چنین است که فقیر فتوی نمی نوشت و مهر ثبت نمی نمود -

(۲۱) وقیقة المقال نمبر ۱۴۱ - از شیخ عبد الرحیم نقل است که حضرت ایشان از لسان
گوهر آرائی صادر فرمود که سیصد شهداء، حافظ کلام ربانی در گرد مقبره متبرکه حضرت
میر سید عز الدین[1] وهو المشهور بلال میر که در قصبه گوپامئو آسوده اگر کسی در شب
جمعه بیدار ماند اصوات کلام سبحانی در گوش آید و سمع نماید -

(۲۲) وقیقة المقال نمبر ۱۴۷ - چون اخبار به محرر رسیده تحریر یافته که قاضی فرید
جونپوری بجهت تحصیل علوم در خدمت حضرت ایشان حاضر نیماند که بهره معلومات و
فوائد باطنی ازینجا حاصل ساخته او نقل میکند که در فصل خریف شالی نواز دیهات

---

[1] صحیح نام اعز الدین ہے مشہور لال میر - راقم نے زیارت مقبرہ اُن بزرگ کی گوپامئو میں کی ہے - گنبد مزار متصل آبادی ایک قبرستان میں واقع ہے ایک کرامت یہ مشہور ہے کہ گنبد کے اندر ہمیشہ خوشبو رہتی ہے بلا اس کے کہ لوبان وغیرہ سلگایا جاتا رہے چنانچہ ایسا ہی مشاہدہ کیا گیا -
محمد امیر حسن پنشنر ڈپٹی کلکٹر کاکوری

آمده بهر فردے از افراد و اشخاص قسمت نموده واده جزوے ازان برآورده حوالہ شیخ قادن صوفی کرده که چبوتره راس کرانده بیارید و دراں روز بحضرت ایشان و برائے فقیر نیت سوم بود و در وقت افطار که حاضر ساخته مقسوم نموده و قدرے متبرک فرموده چوں در دهن انداخته و خادیده معلوم شد که تمام خالی است در انوقت ناطق ایں کلمات گشته که اکثر خلائق مشکی می باشند و می گویند که نظام الدین از خبر ما حرفے و سخنے نگفته چوں حیثیت و قابلیت ایں امور دیده نمی شود با که اگوید و چه گفته آید۔

(۲۳) **وقیقة المقال نمبر ۵** ۔ استادی عموی شیخ لیٰسین قصبہ مشهوره را که سند است در ذیل کاغذ مرصع زیور تحریر درآورده و آن انیست که شیخ حاتم صوفی یواتی را، رطریق سلوک ببصارتے و در اطوار مذاهب صوفیه ببصارتے و چناں واقف که همتا دریں عنوان و فنون نداشته آرزومند بحرارت و اشتیاق که از جامه متبرکه که اگر تبرک بمن رسد ازیں مسالک صحیح خلائق که هم طلب ارادت ایں راه طالب شده رجوع نمایند طرز روش شغل و اذکار که معمول اسلاف طائفه صوفیه است فهمانیده در مایئه و دانسته باستفاده رسند و مستفید گردانده شوند تا هر همه ازیں امور بهره ور گردند و وقتے که بشیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سره یکسر صعب لاحق شده التماس نمودند که مرا چه حکم می شود به استقامتم کجا اشاره است هر چه فرمایند بعمل آرد حضرت ایشاں جواب را صادر فرمود که هم چو بمانند که کس نداند و غیر از عدم و ناچیزگی در توهم نیارند و تصور خود پرستی را جا نمانند: برقم هستی قلم نیستی رانده کرده گو نفس خطرات از ما و من خود را دور دارید و ناچیز و مردود خلائق دانسته بر بستر گمنامی راحت آرید و بفراغت آسوده باشید۔

## فصل سوم در خوارق عادات | اوراد، سلاسل و خلفاء، تدریس علوم و اسمائی مریدین وغیرہم

خوارق عادات (۱) نکتة الخوارق نمبر ۱ - کمار رواه شیخ عبدالرحیم متولی گوپامئو کہ
شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ در ایام تحصیل علوم در بلدہ جونپور تشریف
داشتہ روزے اتفاق چنانکہ در کوئے تنگ میرفتند و از آن سو فیل مست گسیدہ فیلبان
بمجرد از بدن ذات فائضہ برکات فریاد برآوردہ کہ برگردید حضرت ایشان ہیچ در خاطر
نگذرانندہ بے دغدغہ مقابل روئے او بخرامش بحال سابق ماندند و از مشاہدات
چنیں ماجرا خلائق در تاسف و افسوس کہ ہمیں ساعت این مرد ضائع شود چون
قریب رسیدہ اند از کرم سبحانی و لطف ربانی فیل خرطوم پیچیدہ و خود را در گوشہ
کشیدہ و از جائے نہ جنبیدہ از تجربات اینچنیں واقعات شہرت در شہر شائع گشتہ
(۲) نکتة الخوارق نمبر ۳ - محرر را نقل است کہ اکثر اکابر این نواحی جمع شدہ بارادہ
آنکہ پیش شیر شاہ سور رسیدہ زمین الغامیہ اخذ نمایند و اتفاقاً دراں زمرہ حضرت
ایشان تشریف داشتہ و چون دراں عہد ضابطہ چناں قرار یافتہ بود کہ جماعة
مخادیکاں کہ پیش سور میرفتند تذکرہ اسمار ہر واحد در کاغذ نوشتہ بجد متشش
میگذرانند رفقاء بطریق معہود طومار درست ساختہ و در سرورق اسامی خودہا
مندرج کردہ و در یک خانہ اسم حضرت ایشان داخل نمودہ و پیچیدہ باخود داشتہ
و چون این جماعت در نظر سور در آمدہ و کاغذ گذرانندہ و او دست فراز نمودہ خواستہ
کہ بگیرد بمجرد از گرفتن آن تمام طومار بگسست و افتاد و دست و نظر شیر خان در
ہمونجا کہ اسم حضرت ایشان بود رسیدہ خواندہ پائے نام شیخ الاسلام حضرت

بندگی قدس سرہٗ چہار صد بیگہ زمین در پرگنہ گوپامئو سرکار قنوج نوشتہ بعد ازاں
خلائق کہ بموروق تحریر یافتہ بودہ بآن ہر واحد مرحمت فرمود۔

(۳) نکتۃ الخوارق نمبر ۵ - شیخ عبد الرحیم متولی گوپامئو نقل میکنند کہ روزے
خادم حضرت ایشان کہ بجہت اہتمام دیہہ تعینات بودہ از رعیت موضع کونڑا
بدرشتی و شدت پیش آمدہ او آزردہ و شکی گشتہ بخدمت عالیہ ماجرای حال یک بیک معروض
نمودہ و ہیچ جواب صادر نفرمودہ و دراں ہماں جمع کثیر از اعزائے گوپامئو در مجلس حاضر بودہ
چنانچہ قاضی مبارک و امثال و اقران ایشان و این جماعۃ بعد ادای نماز مغرب
مراجعت بخانہ ہائے خود کردہ و درہموں ساعت کہ قاضی بمنزل رسید سخن خادم
کہ یاد ماندہ بود چہار کس از نوکران طلبیدہ قرار دادہ کہ فردا مقدمان موضع
کونڑا گرفتار بیارید و حضرت ایشان از راہ باطن آگاہ ازیں معنی شدہ وقت
صبح صادق بعد از فراغ نماز فجر شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ تنہا تشریف
بخانہ قاضی بردہ و دراں وقت بجہت ادائے نماز قاضی بر آمدہ بود چون دیدہ اند
کہ حضرت ایشان متصل دیوار ایستادہ اند توجہ بطرف حضرت بندگی قدس سرہٗ
نمودہ و شیخ الاسلام حکم فرمودہ کہ نماز ادا بکنید قاضی از نماز فارغ گشتہ بملازمت
رسیدہ حضرت ایشان درپے بیان این واقعات کہ یک قریہ در وجہ انعام مخدومی
استادی علامی مرشد الانام حضرت شیخ معروف علیہ الرحمۃ مقرر بود چون مخدوم زادہ
ہائے برائی قسمت غلہ میرفتند رعایای آن دیہہ تودہ و انبار غلہ جمع ساختہ و ازاں
جزوے برآوردہ قدر بار دو سہ کس بمخدوم زادہا دادہ می گفتند کہ ملنا این حصہ شما
است و ہمہ خود متصرف می گشتند و مقدمان موضع فقیر بار بر گاؤ میشہا می فرستند

باستماع چنین سخن قاضی ہمان را منع فرمود۔

(۴) نکتۃ الخوارق نمبر۶۔ شیخ عبدالرحیم متولی قصبہ گوپامئو چنان می نویسد کہ در قریہ کونڑا رعیت از نگاہبان در وقت تقسوم ساختن بفریب و حرکت در تعداد پیمانہ غلط انداختہ زیادتی برائے خود و آنچہ کم بود حوالہ محافظ نمود از قضای ایزدی در حین بار کردن گاومیشان از سہو و نسیان زیادتی را بخدمت حضرت ایشان ارسال کردہ و کم را خود متصرف گشتہ چون بحضور نظر آوردہ از علم باطن کہ منقح و معلوم شدہ زیادتی باز گردانیدہ سپردہ و نصیحت فرمود کہ چنین نباید کرد۔

(۵) نکتۃ الخوارق نمبر۷۔ شیخ عبدالرحیم متولی گوپامئو ناقل ست کہ روزے کارفرمائے خادم درگاہ در موضع کونڑا غلہ شالی مناصفہ میساخت و نقدمان بار دزدیدہ در جائے پنہان مخفی نمودہ و حصہ حضرت برداشتہ در منزل بردہ و لحظہ لطیف نگذشت کہ از کرم رب الرحیم باران چنان باریدہ کہ از غلبہ سیلاب ہمہ ضائع رفت و چون مقدم بملازمت رسید حضرت ایشان فرمودہ کہ چرا شالی خراب کردی نہ بکار ما آمدہ و نے از تو شدہ از شنیدن این سخن ترسیدہ و بر پا افتادہ و عذر تقصیرات عفو کراندہ و از زبان صادر گشتہ کہ مرتبہ ثانی چنین نخواہند کرد۔

(۶) نکتۃ الخوارق نمبر۹ حضرت شیخ عبید اللہ را از حضرت شیخ عبدالرزاق روایت است و استادی عموی شیخ یسین از راوی نقل میکند چنانچہ بنوک خامہ بشرح تحریر آوردہ و در بیاض محل الفاظہائے اعزہ مشتمل واقع است کہ حضرت شیخ الہداد دانشمند ساکن گوپامئو از نسل قاضی حمید الدین ہدایہ دان بودند از جلیل الشان مشہور و معروف است و باعث ضبط این حکایات چنین است کہ شیخ الاسلام حضرت

بندگی قدس سرہٗ سلسلہ نسبت فرزند سعادت مند حضرت شیخ عبدالوہاب درانجا
مذکور نمودہ مردم قبائل از عورات وغیرہ نظر بر اسباب و متاع ظاہری کردہ تامل و
توقف ورزیدہ وجواب صریح ازاں جانب نرسیدہ ور تاخیر این امور حضرت بی بی
مخدومہ جہان والدہ حضرت شیخ عبدالوہاب بخدمت حضرت ایشان التماس
آوردہ کہ اطوار انکار اظہار می نماید بہتر است کہ رشتہ سخن کار خیر و رجائی دیگر
جنبانیدہ شود از سمع این حرف بعبارت ہندی فرمود دولھری عبدالوہاب
کی اونھہ کی بیٹی بھین ھون کھیلتی دیکھتا ھون و از راوی چنین
نقل است کہ عبدالباقی و عبدالجبار را بازی کنان می بینم از قدرت قادر مطلق فرزندان
شیخ عبدالوہاب کہ اسمہا در صدر مسطور است از دختر شیخ الہداد شدہ و نتیجہ الفاظ
متبرکہ کہ از لسان صادر بود بوجود آمدہ ظاہر گشت۔

(۷) نکتۃ الخوارق نمبر ۱۔ شیخ عبدالرحیم گوپاموی تحریر می آرد کہ یکے از امرایان عمدہ
قوم افغان جلال خان کہ منصب پنجہزاری داشتہ و بموجب امر اسلام خان بن
شیر خان سور اقامت در قصبہ پالی نمودہ و سرکار قنوج و خیرآباد بتفویض شدہ
کہ اہتمام نماید تا فتنہ فساد اہل بغاوت طرف گردد و خراج ولا داز متمردان بستاند و آن
اکثر اوقات بخدمات عالیات در قصبہ گوپاموی آمدہ مشرف میگشت و تبرک از قسم
شیرینی و پان می یافت روزے خان مذکور بملازمت حضرت ایشان رسید و اتفاقاً
گل و خوشبو از خانہ آوردہ برائے سپاہ و خان قسمت نمودہ داد و لبطرزے کہ روز
سیوم بروح میت عطریات و گل مقسوم میشود احضار مجلس عالی در تحیر و تعجب
شدہ کہ تا چہ نتیجہ روئی میدہد و چہ ثمرہ ظاہر آید۔ از قدرت قادر و قیوم بعد از سہ روز

از دار الخلافہ گوالیار در اطراف واکناف اخبار منتشر گشتہ کہ اسلام خان بجوار رحمت
حق شدہ و در روزیکہ حضرت ایشان گل قسمت فرمودہ آن یوم سیوم از وصال خان
مذکور بود متعاقب این واقعات فرامین بممالک محروسہ بفور صادر شد کہ سلطنت
بر محمد عادل مقرر است وحکم بامرا و سرکارے کہ بخان است بحال خود بودہ بدستور
سابق عامل باعمل باشد و سکہ وخطبہ بنام سلطان محمد عادل زدہ وخواندہ رواج
یافتہ مگر در قصبہ گوپامئو حضرت ایشان متروک فرمودہ و از اطلاع این امور
جلال خان بخدمت عالیہ رسیدہ التماس نمود کہ سلطان محمد عادل شاہ بادشاہ شد
خطبہ او در عالم شایع گشتہ مگر درین قصبہ نیست ازین معاملہ اگر واقف شود و
آگاہ گردد از بندہ آزردہ شود سیاست نماید دریں امر چہ رضائے حضرت است این
سخن شنیدہ در استغراق فرو رفتہ و بعد از تامل بہ نطق درربار فرمودہ کہ بر بالائی او
خشت استادن و خطبہ بنام او خواندن چہ میشود اگر بر آسمان رویدہ و باسم عادل خطبہ
بخوانید کہ بادشاہی او نیست و ہمون آن از حالت جلال طرف مغرب اشارہ کردہ
کہ بچہ را فرشتگان تطہیر میکنند آنرا حکم بادشاہت است و از راوی چنین نقل است
کہ بایں عبارت تلفظ فرمود کہ در عہد چہارم آسمان بادشاہ جلیل الشان را حق سبحانہ
تعالیٰ ملک خود دادہ و در تصرف آوردہ و انتظار کشیدہ میشود حتی یظہر اللّٰہ ما
ہو الغیب عنا لہا کہ تولد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ شدہ بود و بمرور ایام بعد از
دو سال بفرمان اللّٰہ تعالیٰ طلوع سلطان العادل محمد ہمایون بادشاہ در دیار ہند
تشریف فرمودن ودریں نواحی شدہ در بلدۂ متبرکہ دہلے نزول کردہ و یکسال کامل
ولاد ہند متصرف گشتہ و بعد فوت ہمایون شاہ قوم مغول متفرق وفراری سوئے کابل

کردہ شدہ وجماعۃ افغان بمتابعت ہیمون بقال کافر در شہر دہلی آمدہ بحکومت نشستہ
بعد از سہ سال چون مغول دیدہ کہ ولاد ہندی بے سر است نواب بیرم خاں وتردی
محمد خاں وحاجی خاں و امثال و اقران ایشان از امرایان متفق شدہ در سنہ
ثلث وستین وتسعمائۃ سلطنت بر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مقرر گشت و ثمرہ
انفاس عالی بود کہ بدید آمد۔
(۸) نکتۃ الخوارق نمبر ۱۲۔ شیخ عبید اللہ از حضرت شیخ عبد الرزاق چنیں روایت می
آرد کہ شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ در قصبہ گوپامئو تشریف داشتہ
و در انجا گماشتہ از ہیمون کافر بودہ در ایام بہار کہ ہندوان در زبان خود پھاگ
می نامند و عیش و عشرت میکنند دف نواختہ در کوچہ ہا میگذاشت شور و غوغامی
آنجماعت بگوش رسیدہ پرسیدہ کہ این چہ غلغلہ است حاضرین عرضہ نمودہ کہ
امروز پھاگ است حاکم بدعت کردہ مسلمانان را اہانت می نماید و در کوچہ و بازار
از نسان فجار مناہی علانیہ می خورند فرمود کہ در دار اسلام بر طائفہ اہل ہدایت واجب
کہ در حال معائنہ امور شنیع بزجر و سیاست مانع آیند و امتناع نمایند و تادیب و
تنبیہ بواقعی رسانند بر حسب ہدایت جمعے رفتہ تہدید کردہ ہندوان گریختہ در
قلعہ شدہ روز دیگر ہندوان از خجالت و شرمندگی مردم مسلح بسیار جمع ساختہ قصد
آزار خدامائی آستانہ عالیہ خواستہ نزدیک قصبہ در باغ خان فرود آمدہ استعداد
جنگ می نمود مریدان و معتقدان وجماعۃ افغان ہمرہ صحبت او ترک دادہ بلازمت
حضرت ایشان رسیدہ فرمود کہ اسپان را در سایہ دارید و سلاح بکشائید و قبل
ازیں واقعہ یک گاؤ بیار و برائے ضیافت اللہ نگہداشتہ دران روز کہ معاندان

مستعد جنگ شده خود امر طعام کرده دناطق بآیه کریمه وَلِلّٰہِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا واز حکم قادر قیوم یکایک آواز رعد و برق موت مہلکہ وظلمات وغبار پیدا گشت واز صدائے ہول غریدن ودرخشیدن برق ووزیدن باد شدید ہر چہار طرف باغ احاطہ کردہ از تجربات این واقعات ہنود سراسیمہ باضطراب وسر برہنہ ساختہ وکاہ درگلو بستہ ہراسان وترسان بربیم از خوف ہلاکی جان امان جویان بآستانہ عالی رسیدہ سرہا برزمین نہادہ حضرت ایشان پارہ برنج خام ہر کدام دادہ رخصت نمود۔

(۹) نکتۃ الخوارق نمبر ۲۰ - استادی شیخ علیم اللہ دموی شیخ یسٰین چنین نقل میکند کہ حضرت شیخ الاسلام بندگی قدس سرہٗ درآوان جلوس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ درقصبہ گوپامئو تشریف ارزانی داشتہ امرای جاگیر دار پرگنہ مذبور درون قصبہ کہ یکے از متعلقات پیشوای مقرب ومصاحب او کہ "آغا الغ" نام آن مقول بود کہ جمیع مہمات سرکار ان امرا بادو وابستہ دلبعزم ملاقات بملازمت رسیدہ واتفاقاً حضرت ایشان قیام نماز آوردہ کہ او آمدہ لاحق گشت وبعد ادای نماز مذکور نمود کہ اقل تسبیحات سہ کرت است وچنان بسرعت گذشت معلوم نیست کہ یکمرتبہ ہم واقع شدہ باشد چون این کلمات گوش وہوش صاحب دانش رسیدہ تجلی جلال روئے دادہ واز حرارت اندرون رفتہ وبیرون آمدہ فرمود گفتن تو یکمرتبہ بہتر از دیگران ہزار مراتب حکم میشود کہ زبان بکشند۔ از قضای سبحانی درہمون وقت آغا الغ بخانہ شدہ وزنے جغرات فروختہ می گشت بتعصب ازو گرفتہ وبہائش ندادہ آن زن پیش صاحبش استغاثہ نمود وکس مطلب او نہ آمدہ

از غرور قرب و اعتماد قاعده خود را اذعان امر آمر نکرده بسمع چنین افعال سردارش
بدماغ شده از اضطراب جماعهٔ متعین فرمود که گرفته بیارید چون آن خلائق اورا
بحضور نظر برده در وقت پرسش آن زن را بدرشتی و تشنیع پیش گرفته و سخن
ملامت و ملاحظه آغا خود نکرده بخاطر نیاورده آنرا از بس بیهودگی و بیباکی غضب
مستولی گشته حکم کرده که زبانش ببرید فی الحال بعجلت زبان بریده آمد که اینجا
گفته اند لسان الاولیاء لسان القضاء پس احتراز کردن ازین طائفه
از جمله ضروریات است ۔

(۱۰) نکتة الخوارق نمبر ۲۲ ۔ از رواة که بسمع محرر رسیده و آن تحریر یافته که شیخ الاسلام
حضرت بندگی قدس سرهٔ در قصبه گوپامئو تشریف ارزانی داشته و حضرت شیخ محمد
علیه الرحمة در صغر سن در وطن مالوفه بوده که جماعت طلبه بخدمت مخدومی التماس
نموده که امروز دل مائل بخوردن دل مل است بموجب طلب و خواهش این طائفه
جمعے کثیر همراه گرفته طرف سواد قصبه که در انجا زمین انعامیه حضرت ایشان بود بآن
سو خرامیده و بر سر قطعات زراعت رسیده و اتفاقاً از سهو و نسیان دست در نخود
غیرے انداخته و خواسته که مشتے برآورده بگیرد در همون حین حضرت ایشان حاضر
شده و طپانچه بر روے مبارک زده از دیدن چنین واقعات هراسان و ترسان
گریخته بخانه شده و من بعد چنین افعال هرگز بوقوع نه آمده سبحان الله طرفه تصرف
نافذ داشته که از بُعد مسافت از حضور نظر یکسان و مساوی بوده خود را ظاهر ساخته
امتناع فرموده ۔

(۱۱) نکتة الخوارق نمبر ۲۳ ۔ استاذی شیخ لیسین را نقل است که شیخ معظم متوطن قصبه

گویا سوگ او واقعات تجربه خویش را بتفصیل واضح کرده بود آن را تحریر میکند که اوان
نوکری افغانان برابر بلده دہلی درمیان مغول و افغان جنگ واقع شده و عسکر افغان
رو به شکست نهاده و فقیر مجروح گشته درمیدان افتاده و چنان واقعه پیش آمده که
از یک سو فیل و از جانب دیگر سواران گذر کرده رسید هر کدام زخمی که عرصه یافته بودند سرش
را بریده و کمرش وا کرده می گرفتند توقع حیات در دل افگار نمانده و ناامیدی
مطلق دست داده در عین تفکر خطرات چه دیده شد که حضرت ایشان در دید مبارک
خود چوبے گرفته درمیان میدان ایستاده به تقید تمام متوجه محافظتم بودند همون آن فیل
و لشکر مغول از نظر غائب شده و بعد مرور ایام این خبر هزیمت و فرار جماعت افغان
بوالده من رسید بجهت تحقیقات حقائق واقعی پیش حضرت ایشان حال خود بسمع
اخبار موحش که از افواه گوش زد شده بود التماس نمود که حضرت سلامت یک پسر
داشته ایم از عالم فانی رفته و مرا بے خانمان ساخته اگر حکم شود فاتحه بروح او خوانده
آید و طعام بقدر آن قسمت نماید۔ جواب صریح صادر نشده و سخن باشارت دلالت
فرموده و آرام خاطر نموده و چون بعد از مدت که صحیح و سالم بخانه رسیدیم و بسعادت
مشرف شدیم و نظر کیمیا اثر بر ما افتاده باین عبارت فرمود که آیین جو از دو چوب کار
ساخته اند یکی ہمی دستگیر و از دوم فیل ازین کلام خلق اللہ متحیر گشته که این چه میفرمایند
و این قصه بحضرت ایشان منقح بود و فقیر نیز معاینه نمود۔

(۱۲) ناکته الخوارق نمبر ۳۳۔ استادی عموی شیخ یٰسین قلمی مینماید آنچه که بسمع رسیده از
لسان شیخ معظم که او قضیه حال خود بمقال پدید آورده که مرا آرزوی فرزندان از
مدت بدرگاه ایزد بیچون بوده از غائت شوق و نهایت ذوق که زنده مانند زحق سبحانه

تعالی که قبل ازین عطا کرده بود به هیچ کدام حیات وفا نه نمود بسبب آن خسته دل مجروح
از عزیمت حضرت غوث الصمدانی که بعظمت قطب ربانی محبوب سبحانی این فرزند دلبند
که بمرتبه اخیر رب الرحیم عنایت فرموده است اگر بزید از غم فرزندان سابق رها سازد
واین را در سلک مریدان و در حلقه معتمدان بنده های بارگاه حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی
قدس سره العزیز آورده شود عاجز شکسته را منزه پاک بنواخت که از لطف رب
المتعال فرزند عزیز الوجود زنده ماند واز توهم بر رستی بخدمت شیخ الاسلام حضرت
بندگی قدس سره برده که فقیر مرید صادق العقیدت به بیعت ید کرامت حضرت
ایشان سرفراز گشته فرزند سعادتمند را در سلسله قادریه متعلق کرده بحضور نظر آن
عالی قدر کرا مجال دم زدن و نفس بر آوردن که اقرار و انکار هر دو امر محال بامین سبب هرگز
بملازمت آن عالیشان نبرده چون بسن شعور گرفته و گرم و سرد تاثیرات زمانه فهمیده
و چشیده کیفیت ما اتفق همراه من شده بخاک اقدام مشرف گشت مجرد که نظر عالیه بران
افتاد فرمود که هنوز مرید نیست این قدر مدت بی ارادت گذشت باشفاق طلبیده نزد
خود نشانده دیگر کس را تعین نمود که فلان جا ته بته کلاه ها و شجره ها دست بیارید محض از
سمع این کلمه لرزه در تن این بیچاره افتاد و روح در قالب نماند که نیت ارادت پسر
در خانواده قادریه اذعان و از امتناع که تواند هر دو خیلی دشوار است بچه نوع سرانجام
وانجام پیش میگذرد و درعین توهم و تردد بوده ام که شجره ها ته بته و کلاه ها باهم بود در
خدمت حضور آورده گذرانند بر زانو داشته و پسر را تعین کرده بلا توقف یک ته شجره
وکلاه ازان کشیده مرحمت فرمود بر حقیقت اسرار کار من هیچ یکی آگاه نبود و روز دویم
که شجره کشوده نگاه کردیم سلسله قادریه در نظر ظاهر گشته که عین مطلب من بود از

دیدن چنین تعجبات تحمید و سپاس رب الارباب گفته شکر این نعمت بجا آورده شاد شده و طعام پخته با قربار خود قسمت نمودیم۔

(۱۳۳) نکتة الخوارق نمبر ۵۴۔ استادی عموی شیخ یٰسین از راوی روایت میکند و شیخ عبید اللہ از حضرت شیخ عبد الرزاق صحبت میگرد که حضرت ایشان در قصبه گوپامئو تشریف داشته که فصل ماس بدر در رسید د شیخ عبد الوہاب خطیب بواسطه زراعت دیه خود رجوع بحاکم نمود که اگر اجازت دہد بحسب اشارت درویده دحاصل گرفته آید ہر چند بمبالغه کوشیده تفہیم نشده و محصل بحفاظت تعین کرده این احوال واقعات دیده بخدمت قدوة الابرار اخبار رسانیده چون این حقیقت بوضوح پیوست جواب صادر گشت که چه باک است از تقیید نگاہبانی رہایند و چون او در پے درو کراندن شده بملازمت عالیه باز التماس داشته فرمود که متفرق و ایستاده را جمع سازد تا ضائع نرود چون او غله را مالش داده مصفا طیار کنانید نیز بخدمت معلوم نموده ناطق شده که از محنت و تشویش تخلیص داده چون او خر جوال پرساخته بر گاوان بار آورده بجانب منزل حاکم رانده بملازمت عالیقدر معروض داشته که غله را بار نموده می آرند بزبان ہندی تلفظ فرموده "نه جانے ہانکن ہار که گھیں ہانکے" یعنی معلوم نیست که ہے کننده بکدام سو آرد۔ از عطای سبحانی گاوان بر دروازه رسیده که را ہے قریب منزل حکام طرفے طرف امیه گیران بود یکایک از شور و غوغا خبر ہلاکی سر قوم انتشار یافته از ہمزدگی رو بفرار نهاده گاوان را ہے کرده بخانه خویش برده۔

(۱۳۴) نکتة الخوارق نمبر ۵۵۔ محرر از راوی نقل دارد که روزے حضرت ایشان

خصوص در دست مبارک خود گرفته نظر نگاه بر اوراق وعبارت میفرمود وطرفة
العین ورقها می کشود و درهمون لحظه لطیف می پوشیده ومی پیچید و دران وقت
شیخ حاتم صوفی بخدمت رسیده معائنه چنین حال در رسال خود آورده که عوارف
به اختتام واتمام رسانیدم از کشادن وبستن اوراق شاید اشارت برخواندن ما
می شود مجرد از خطور این مقدمات بمکاشفه دریافته وباین کلمات تلفظ فرمود
هر که سخن این کتاب ظاهر سازد و بر لسان آرد زبان او از قفا باید کشید -

(۱۵) حکتة الخوارق نمبر ۶۲ - و شیخ عبید الله از حضرت شیخ عبد الرزاق سند
دارد ونقل می آرد که حضرت ایشان در قصبه گوپاموٗ تشریف ارزانی داشته در جماعت
خانه نشسته حقیقت اولیائے صاحب کمال واحوال ارباب ذوق واقوال اصحاب
شوق بیان میفرمود هر واحد از حضار مجلس عالی بر قدر استحقاق وقابلیت ظرف
بهره مند گشته واز بحر معانی فیضے یافته و دران ساعت درویش اهل تجرید سر و پا
برهنه که حرفت قلبه رانی اختیار آورده خود را مستور ومخفی نموده هرچه ازین
اسباب اجرت ومزد بدست او آید ایثار فی سبیل الله می ساخت وآن حریف
از سر اعتقاد وانقیاد بطلب ارادت بخدمت زبدة المحققین رسیده عرضه کرده
والتماس واصول فرموده باز بطریق سابق در ذکر مقدمات ومناقب وخوارق
اهل الله مشغول گشته دریں تاخیر و درنگ معروض نمود که انچه گفتنی است ملتفت
شده متلفظ شوند که اخذ نماید که قلب من ایستاده معطل است و در شغل تقلیل
می شود بحسب خواهش او تلقین ساخت کلاه خاصه از تحت عمامه بر آورده مرحمت
فرمود لبهار آن در پے تقریر تعریف بیان واقعی این زمره شده که طرفه اطوار

ظواهر ظاهره را از آلام کدورت جسمانی تفریق نیست و نه خواطر عاطره را از اکرام روحانی رغبتے است و این طائفه بلند پرواز عالیقدر در دو چیز اند همت و افلاس با وجود ملک دنیا و دین که حاصل است از غایت جود خود را بے نزاد مفلس شمرند و از بس فطرت و همت از دو کون در گذرند۔

(۱۶) نکتة الخوارق نمبر ۱۶ - و از راوی ثقه یافته که چون شیخ حسن دانشمند جورا سی بیماری صعب لاحق گشته و طول کشیده بحدیکه مطلق از علاج اطبا استغنا نیافته و از غائت عجز که طعام هضم نمی شد و اسهال نمیرفت بسبب عاجزی رجوع بملازمت قدوة المحققین نمود که تا درباره من چه حکم کنند و اتفاقاً شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ در آن ایام در گوپامئو تشریف داشته و شیخ مذکور در خدمت عالی قدر دران قصبه رسیده محروم از دید نشش طعام آورده خورانده خلائق واقف حال این ماجرا متحیر مانده که شوربا هم هضم نمی شود و از تناول طعام ازین اقسام غالب است که جان خواهند داد بکرم سبحانی دران ساعت صحت عاجل و شفاء کامل روئے نمود که اسهال برطرف شده و طعام هضم گشته و اشتها بحال خود آمده و ازین فرصت بالکلیه صورت آسیب که قبل از مرض ایشانرا پیدا شده بود آنرا فراموش نمود که دائم الاوقات از توهم حیران و از تنهائی پریشان می ماند ازین بیماری که فرصت یافت شد اندوه محنت سابق یاد نمانده رخصت خواست که درین نواحی شیخ همراه قریب است اگر حکم فرمانید ایشانرا دیده شود حسب التماس وداع فرمود و قدمے چند راه طے نکرده بود که باز طلبید و گفت که چه می آوردی و چه می بری شیخ حسن ازین حرف متحیر مانده و حکم شده که جامه را از بدن برآر بموجب امر جامه را کشیده برهنه گشته و از انگشت سبابه بر سینه ایشان نوشته و پیرهن از طرف خود پوشانده

رخصت فرمود از عطائے رب الرحیم ازان ایام از توہم خلاص یافت۔

(۱۷) نکتۃ الخوارق نمبر ۲۶۔ شیخ عبید اللہ از حضرت شیخ عبدالرزاق نقل دارد کہ شیخ جلال صوفی خیرآبادی در ابتدائے جوانی بجز عشق بازی و نظارگی شیوہ و حرفت نداشتہ و دران حین مائل بشرف شدہ و از آستانہ بوسی مشرف گشتہ حقیقت حال ماسبق کہ حضرت ایشان دریافتہ ارتکاب شہوات مہلکات منع نمود و از تخیلات راحت انسانی تصورات لذت نفسانی اجتناب فرمود شیخ مذکور تائب شدہ و توبہ کردہ و عہد مستحکم بستہ کہ بعد ازین پیرامون غیر مشروعات نروم عمدۃ الاحرار فرمود کہ حالا شروع احوال است و انجام کار چہ روئے دہد دیدہ آید اتفاق چنانکہ شیخ جلال عنقریب ایام در موسم برسات در کوچہ رنگریزان قصبہ گوپامؤ میگذشت زنے رنگریز جامہائے زنگار رنگ برادنگ می آویخت کہ یکایک نظر شیخ جلال بر صورت وجمال وے شدہ نالہ زدہ و فریاد کردہ و بیہوش افتادہ و چون بہوش خویش آمدہ متحیر و مضطر گشتہ کہ قدم از دائرہ شریعت و فرمانبرداری بیرون کشیدہ ام بسبب شرمندگی روئے بہیچ شفیع نمی توانم آورد کہ ترک ادب شدہ و از غفلت چنین حوادث پیش آمدہ و بر تضییع اوقات خود تنبیہ گرفتہ کہ این ہمہ آثار بے سعادتی کونی می نماید و محروم ماندن از نتائج اخروی است چون این مقدمات در خاطر گذشتہ از غائت خجالت در وقت نماز عشا مخفی در خانقاہ در آمدہ حضرت ایشان بر اطوار گذراندہ غیر مرضیہ اعراض کردہ بالتعین فرمود چشمہائے باز بستہ بیداری سازند برنیکہ سرخاب صید کند کلنگ گیر شود: این بوالہوس و دون ہمت بسا کم حوصلہ از دیدن کنجشک بر داد گرفتہ و صید نمودن خواستہ۔

(۱۸) نکتۃ الخوارق نمبر ۲۷۔ و شیخ عبید اللہ از حضرت شیخ عبدالرزاق سندی آرد کہ

در قصبه گوپامئو واقعه چنان شده که آتش در خانمان بعض مردم افتاده مسلم و کافر باہم سوخته و ہیچ علامت ظاہر و نمایان نبود که آنرا دریافت نموده ہر واحد از مسلم و منکر شناخته بمنزل رسانده چون خلائق ازین امور بسیار متحیر شده و بہ ضرورت جمع گشته بخدمت حضرت ایشان آورده اقدام کرده درمانده غسل داده تکفین کنند و مدفون سازند از شنیدن این سخن شیخ حاتم صوفی عرضه داشت که نماز جنازه را چه حکم است فرمود که چون مسلم و منکر شناختن ممکن نباشد و جدا کردن نتوانند درین صورت تصریح چنین است اذا کانت الغلبة للمسلمین یصلی علی الکل و ینوی بالصلوٰة والدعاء للمسلمین و ان کانت الغلبة للمشرکین لا یصلی علی الکل اما در غسل و کفن مساوات است و در مذہب امام اعظم بر ہیچ یکے نماز کردن نمی آید لان الصلوٰة علی الکافرین لا یجوز بحال و ترک الصلوٰة علی المسلمین جائزة فی الجملة و در مذہب شافعی جائز است ترجیحا للمسلمین علی الکافرین و بعد از ساعتے تلفظ نمود که این مسلم ست و این کافر تصریح ساخته واضح نمود که از شرافت و حرمت کلمہ لا اله الا الله و محمد رسول الله زبان این نسوخته از گوش زد حرف عجیب خلائق که خود ہم بوده ذہن ہر دو وا کرده دیده اند چه بینند که از رحم ایزدی و اکرام صمدی زبان مسلم که طرف او اشارت فرمود مطلق از آتش شناس نشده و لسان کافر خاکستر گشته ازین معائنه برہان قاطع مسلم را تجہیز و تکفین نمود و قیام به نماز آورده بخاک پاک سپرده۔

(۱۹) نکته الخوارق نمبر ۱۹ - محرر را چنین سند است که حضرت ایشان در قصبه گوپامئو تشریف داشته در روز جمعه مسجدے در نظر عالی قدر در آمده که بے سقف و سایه ویران افتاده است متلفظ این مقامات شده که درین روز جمعه پیش از رسیدن وقت نماز ادا نمودن

نماد اگر شخصے مسجد را بپوشد و سایہ کند او اہل جنت است دران زمان خواجہ پھول درخدمت قدوہ حاضر بود بسمع ایشرف دران ہمین مبقید تمام و اہتمام مالا کلام بجد شدہ مسجد را چھپر بند ساخت تا آنکہ درآید وقت نماز نشستہ۔

(۲۰) نکتۃ الخوارق نمبر ۹۳۔ محرر را از راوی نقل است کہ چون شیخ پیارے قانونگوئے ساکن گوپامئو برین ارادہ نجدمت رسیدہ کہ اگر مرا قلم بدست خود قطب العارفین عنایت فرمانید قدم مستحکم درین شیوہ درآورد۔ حضرت ایشان دو قلم از اندرونخانہ بدست گرفتہ برآمد و بشیخ پیارے مرحمت فرمودہ داد سران نکتہ نفہمیدہ کہ عطائے دو قلم را چہ باعث است بقدرت سبحانی کہ بعد مرور ایام شیخ پیارے ازین سرائے فانی رحلت نمودہ و لا دلد رفتہ و این منصب بہ برادر اوشان رسیدہ دران وقت امور مبطن مکشوف گشتہ و ظاہر شدہ۔

(۲۱) نکتۃ الخوارق نمبر ۹۵۔ راوی محرر نقل است کہ چون تمام زمینداران نواحی قصبہ گوپامئو از متولی برو وغیرہ با جماعت کثیرہ از سوار و پیادہ بر سر موضع کونزہ بہ نیت تاراج کردن گرد آمدہ کہ مویشی جمع کردہ اسباب متاع خانہائے رعیت بغارت برند باشندہ ہائے دیہہ این اخبار بسمع قدوۃ الابرار رسانندہ مجرد بگوش زد این سخن فرمود کہ کونزہ قلعہ مسی است کرا مجال و قدرت مقاومت نمودن با اینہا محاربہ نماید این کلمات تلفظ آوردہ و یک تیر باد حرمت ساختہ از شنیدن چنین حرف مقدمان موضع مذکور بجرأت و دلیری پیش دستی نمودہ و اقامت جنگ آوردہ از قدرت قادر قیوم جماعۃ قلیل بر آن لشکر کثیر قوی و غالب آمدہ و ہر واحد ازان لشکر روئے بفرار نہادہ و ظفر یافتہ ازان اوقات قسم کردہ و تائب شدہ از ہمون زمانہ عہد بستہ کہ فرقے گرد پیرامون نگردد تا الحال عمل معمول است۔

(۲۲) نکتة الخوارق نمبر ۹۸ - شیخ عبدالرحیم متولی گوپامئو چنامی نویسید کہ در موسم باران حضرت ایشان تنہا بے رفیق طرف صحرا برآمده ساعتے نگذشت کہ آب بے غائت چنان باریده کہ تمام روئے زمین وحیاض وجوئہا مالا مال سیراب گشت وخلائق قصبہ را کہ مطلع این امور بود ہر واحد یہ چہ از اقسام بارانی داشتہ بخدمت اشرف برده وچون رفتہ و دریافتہ ودرمشاہدات لنظر اصلا اثر باران ندیده کہ بر لباس مطلق مساس رطوبت نیست ازین واقعہ متعجب وحیران مانده وبعضہا عرضہ نموده کہ حضرت سلامت درصحرا ازین نوع چیزے دیده نمی شود کہ اراده محافظت جامہا کرده آید جواب صادر فرمود کہ حفظ محافظت باران از گیاہات است واین درصحرا معمور وموجود وچہ تعجب کہ پرچہ ترنشد۔

(۲۳) نکتة الخوارق نمبر ۹۹ - شیخ عبدالرحیم متولی قصبہ گوپامئو ناقل ست کہ یکے از فرزندان حضرت شیخ اوجہر جونپوری بخدمت حضرت ایشان خود را رسانده واراده خویش از زبدة الاولیا حضرت شیخ الہداد دانشمند ساکن قصبہ گوپامئو اظہار ساختہ کہ اگر پیرہن علی طریق التبرک عنایت فرمانید گوشہ گیر شده بطاعات وعبادات مرضیہ اشتغال آورده استقامت نماید وبقدرت خداوند تعالیٰ درہمون آنحضرت شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ تشریف ارزانی داشتہ وبلا توقف از زبان دربار حکایت مشائخ کبار حقائق ومعارف وثنا حضرت خواجہ بایزید رحمة اللہ علیہ متلفظ نمود کہ شخصے بملازمت محقق جلیل الشان التماس پیرہن کرده جواب چنین صادر فرمود کہ مدار این طائفہ بر ریاضات ومجاہدات کہ جہاد اکبر ست وآن بسیار شاق واشد ست وچون عمل بایزیدی میسر آید چہ احتیاج پیرہن ست واگر این جزدیات

بدست نہ آید وعمل کردن نتوانی اگر پوست بایزیدی می پوشی چہ سود کہ فائدہ مند نیست
واین مقدمات متلفظ شدہ اندرون خانہ خرامیدہ واکثر اوقات کہ چنین واقعات
سرزد گشتہ کہ جواب راپیش از التماس مدعا اظہار میفرمود۔

(۲۴) نکتۃ الخوارق نمبر ۱۰۰- از شیخ عبدالرحیم متولی قصبہ گوپامئو چنین تحریر است
کہ در ایام اضحیہ حضرت ایشان از قصاب گاؤ طلبیدہ او بحسب امر آوردہ بنظر
اشرف گذراندہ در پے بہائش بعد گشتہ واو عرضہ کردہ کہ ہزدہ سکہ قیمت میشود فرمود
کہ بدوازدہ ........ می ارزد زیادہ ازیں گنجائش ندارد و مفصل بیان ساختہ کہ
دہ راگوشت و بدو راپوست ہمیں قدر مبلغ پیدا میشود وبرین عدد قصاب راضی
نشدہ وبردہ در قصبہ ذبح کردہ بفروخت و بقدرت قادر مطلق از دوازدہ
یک فلوس زائد حاصل نگشت وہمون ساعت از کشف معلوم نمودہ از حضرت
مریم زمانی رابعہ ثانی این نکتہ اظہار فرمود کہ گاؤ ذبح کردہ گوشت وپوست بفروخت
دوازدہ سکہ بدست آوردہ ودر انوقت قصاب بملازمت رسیدہ حقیقت واقعی
معروض نمود کہ ہرچہ از زبان شریف برآمد از ان گوشت دہ ودوازپوست حاصل
شدہ ومنفعت نیافتہ ام از سمع این کلام حضرت بی بی متعجب ماندہ والتماس
آوردہ کہ از چہ قدر وقیمت این جزویات دریافت شدہ از شنیدن اینحرف از
جلال غلبہ حال سرورے از اسرار الہی پیدا گشت وبہ بیان آمدہ کہ آن چشم راچہ
بینائی است کہ در نظرش از بعد مسافت از صد تا ہزار یکسان نہ درآید وملاحظہ
ننماید خلائق راکعبہ دیدہ می شود وآنہا فقیر را بیند ناطق این کلمات شدہ۔

(۲۵) نکتۃ الخوارق نمبر ۱۰۱- شیخ عبدالرحیم متولی قصبہ گوپامئو چنان می آرد کہ حضرت

ایشان بجہت زیارت و طواف حضرت میر سید عزیز الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کہ
در قصبہ مذکور آسودہ اند رفتہ از نزد مقبرہ مطہرہ برگشتہ و قاضی الہدے صوفی
دران وقت در خدمت حضرت ایشان حاضر بود معروض نمود کہ حضرت را چہ
باعث شد از قریب قبر توجہ بایں سو فرمودند جواب را صادر ساختہ کہ روح مقدس
میر سید استقبال آن آمدہ از ہمیں جا رخصت نمودہ ارواح شہدا را لا تعد و لا تحصی
جمع شدہ کہ جائے قدم نہادن نماندہ است۔

(۲۶) نکتۃ الخوارق نمبر ۱۰۲ - شیخ عبد الرحیم متولی قصبہ گوپامئو ناقل است کہ
شخصے در قصبہ امیٹھی در خدمت حضرت ایشان بشرف اسلام مشرف گشتہ و اسمش
محمود داشتہ شیخ مانکھو باشندہ قصبہ گوپامئو را کہ بصلاح و ورع آراستہ بود امر فرمودہ کہ
تربیت نماز از فرائض و سنن و طریق اسلام کہ مشہور و معروف بودہ است تعلیم
نماید در ایامے چند اکہ احکام و ارکان و جمیع امور از فرائض و سنن کہ اخذ کردہ و
یاد گرفتہ و حفظ نمودہ دائم الوقت نماز با جماعت عقب حضرت ایشان ادا میساخت
و در شبے محمود و شیخ مانکھو در خانقاہ بخواب رفتہ محمود را احتیاج غسل شدہ از
شیخ مانکھو ظاہر ساخت کہ ما و شما بر لب آب جو رویم و آن مرد جواب دادہ کہ در شب
تاریک کردہ رارفتن شدت سست گفت کہ بر سر حوض یا چاہ می باید رسید کہ
فارغ گشتہ لاحق بجماعت شویم شیخ مذکور ناطق شدہ کہ آب حوض سرد است و بر بالائے
چاہ کسے حاضر نخواہد بود درین رد و بدل کہ فردے مطلع بنود حضرت ایشان از
اندرون خانہ یک کوزہ آب گرم و روغن فرستادہ فرمود کہ آب دریا دور است و آب
حوض سرد است و بر چاہ ہیچ احدے حاضر نیست و رہوائے سرما روغن مالیدہ

وازآب گرم غسل کرده حاضر بجاعت شوید۔
(۲۷) نکتۃ الخوارق نمبر ۱۰۳۔ شیخ عبد الرحیم متولی قصبہ گوپامئو عزم بجہت دریافت
لقائے حضور ومشاہدہ پرسرور حضرت ایشان داشتہ در راہ نذر کرد که پنج سکہ
در تحت اقدام عالی میگذرانیم چون در خدمت آن قدوہ رسیدہ ونظر نگاہ بر
روئے مبارک افتادہ ہفت سکہ پیش گذراندہ حضرت ایشان نذر سابق کہ
در دل بود آنرا منظور نمودہ دو تنگہ کہ الحال در خاطر گذشتہ بود برآوردہ سپردہ
کہ نگاہدارید بکار می آید شیخ اللہ بخش از دیدن این واقعہ متعجب وحیران
ماند بملازمت عالیہ عرض کردہ کہ مردم گوپامئو کم بخت دیدہ می شوند کہ قطب
عالم آن قصبہ راگذاشتہ درینجا توطن گرفتہ حضرت ایشان از لسان در بار ناطق
گشتہ کہ خلائق گوپامئو طالع مند است۔
(۲۸) نکتۃ الخوارق نمبر ۱۰۴۔ شیخ عبد الرحیم متولی چنان می نویسد کہ چون مرا
اشتیاق بخواہش تام کہ بہ بیعت ید مبارک سرفراز گشتہ در سلک مریدان
شامل گردد برین قصد ہمراہ عمدۃ العلماء شیخ الہداد ومخدوم زادہ شیخ
عبد الحمید ویاران دیگر بخدمت حضرت ایشان رسیدہ وارادہ این زمرہ حضرت
شیخ الہداد معلوم نمودہ بعرض رسانندہ وبہ طلب سعادت وبشرف ارادت
عزم ملازمت دارند کہ بید کرامت بہرہ ور شوند از سمع این کلام سکوت ورزیدہ
وجواب صادر نفرمودہ در خاطر طالبان صادق این مطالب تردد غالب برین
اقسام علی طریق الاحتمال کہ شاید روز جمعہ در بیعت در آرند دران روز بہرہ
مند نشدہ از توہم وتعلل پریشان خاطر دل شکستہ ازین امور کہ تا چہ روئے نماید

در رفقاء اقرار گرفته که بجز آت شیرنی و پان می باید گذرانید چون بترتیب طبق آراسته بحضور نظر عالیقدر آورده شد بمجرد دیدن طبق برخاسته واندرونخانه تشریف برده و در رفتن بهر واحد تفکر لغایت لاحق گشته و بعد از ساعتے طلوع نمود بیک دست کلاه و مقراض و بدست دیگر بوریا گرفته زیر سایه دیوار انداخته جلسه فرموده دیگے را طلبیده مرید ساخت و چون نوبت ما رسیده امر کرده که دو رکعت نماز همراه فقیر ادا کنید حسب اشارت که بعمل آوردیم بلطف و مرحمت کلاه خاصه از تحت عمامه کشیده بر سر فقیر داشته و موی را از طرف راست تراشیده حواله بنده نمود که در جائے پاک دفن بکنید و اگر مهمے صعب پیش آید موئے را شفیع خود خواهید خواند برین طریق یاد گیرند که همراه فقیر نماز ادا نمودید حاجات و مهمات پیش آمده را شفاعت کنید و فرموده که چون بر نظر کافر افتد چشم هر دو پوشیده سه مرتبه کلمه طیبه خواهد خواند که ظلمات کفر بران کافر بحال ماند و زنار دار در کار غیب نه پرسد و در نماز رعایت تعدیل ارکان کما حقه بجا آرد و اگر اول وقت نماز با جماعت میسر آمد بهتر و اولی و الا اول وقت از دست نیاید و او بهر کیف ادا می باید ساخت و چند روز خدمت حضرت ایشان همراه اعزه ها که در صدر سطور است مانده دیگر روز در شب بست و ششم آن قدوه وقت صبحدم بر آمد و عقب آن بنده بود که فرمود ماه طلعت گرفته و صبح صادق شده‌ها و در سحرگاه از اطراف و جوانب آواز بانگ مرغ در گوش افتاده و در همون آن دو شخص از مزارع میان خود با نزاع افتاده منازعت کرده و مستغاثی شده حضرت ایشان متلفظ باین آیه کریمه شده وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۔

(۲۹) نکته الخوارق نمبر ۱۰۵ - از شیخ عبد الرحیم متولی قصبه گوپامئو چنین نقل است که گروه هژده نفر از قوم افغان تجار و سوداگر بخدمت حضرت ایشان از بلده جونپور بطلب ارادت رسیده

ودوازده از انجماعت مقبول درگاه که به بیعت مشرف گشته و شش کس را قبول نه نموده برین
مقدمات آمده که در دین اشخاصے که خلل است از دست نظام الدین چه آید که ایزد سبحانی
توی و این عاجز چه شفاعت نماید برین اقسام از لسان در بار سخن بتکرار شده از استماع
چنین حرفات هر شش نفر فریاد برآورده و جامها چاک ساخته و بر سر تن و خاک ریخته
در پئے تضرع و زاری و از هوش رفته بامثال دیوانه ناله و فریاد دردناک و آه جگرسوز
برآورده می گشتند مگر در اوقات خمسه طلوع حضرت ایشان بجهت ادائے نماز در مسجد
می شد و یا در خانقاه تشریف می آوردند دران حال عقبش آهسته مخفی نماز کرده و سر فرو
انداخته می نشیند و سوائی اوقات متعدده مذکور در هیچ آن آرام و تسکین نه نموده
و طریقه آن طائفه برین عنوان که تا مرور ایام مانده و روزے بکرشمه غفوریه که تجلی مواهب
اکرام نوازش صمدیت است بران زمره وارد شده و از باطن خویش نجات آنجماعة که معلوم
گشت بحکم رب الرحیم حضرت ایشان از سر لطف هر شش نفر را فرموده غسل کرده و جامهائے
سفید پوشیده حاضر شوید ازین مژده شادان و خندان رخت پوشیده بملازمت رسیده
دران وقت ناطق بنطق دربار فیض آثار این مقدمات شده که قادر مطلق بکرم خود معصیت
بنده را که عفو نماید نظام الدین چه کس باشد قبول نه کند مراتب چند بتکرار فرمود ازین اخبار
هر واحد از ذوق و راحت کمالی از نقد و جنس متاع و اسباب هرچه با خود داشته بدرویشان
عطا کرده قسمت نموده داده بخدمت التماس رسانده که اسپان را نذر طلبه و فقرا کرده ام
از سمع چنین حرف جواب صادر گشته که بکرم سبحانی جوتها پر از اشرفی و روپیه ارزان است
ناظرے باید که به بصیرت نگرد به بیعت ید کرامت سرفراز ساخته رخصت فرمود۔

(۴۴) نکتة الخوارق نمبر ۱۰۶ ۔ شیخ عبدالرحیم متولی گوپامئو چنین تحریر کرده که سید حسین خان

از امرا این عمده که مرید صادق حضرت ایشان بوده است در خدمت حاضر آمده و در همون
آن دو نفر قاصد خط و کتابت از لشکر آمده بنظر خان گزرانیده و ایستاده مانده و
دران لحظه نگاهش بر روئے قاصدان کرده واز باطن دریافته و بسید حسین خان
پرسید که اینها کیستند خان مذکور عرضه نموده که نوکران اند و بعد ساعتے دست سید
حسین خان گرفته در گوشه ایستاده فرمود که این هردو کس قطع طریق کرده کهتری بلده
لکهنؤ را بالائے حوض فلان قریه کشته اند و هرچه متاع از نقد و جنس مهر و روپیها است
بدست دارند تا حالا خرچ نه کرده و متصرف نشده هرچه اسباب متاع از نقد و جنس پیش
ایشان هست به بیوه ها و وارثان مقتول برسانند بشنیدن این اخبار از ملازمت
برخاسته روان شده در راه بمردم خود حکم کرده که این هردو را مقید سازند و زجر نمایند
متحیر و متعجب مانده که بحضور نظر از ما تقصیر بوجود نه آمده و هیچ اعدے دامن گیر
نیست چه موجب سیاست ست در توهم و تفکر امیمعنی پریشان خاطر بوده چون
خان با غیظ و بجد بطلب اسوال گشته که فلان کهتری را کشته در حوض انداخته آمده
از اظهار ساختن حقیقت و علامت بے طاقت و بے علاج شده اقرار نمود خان مذکور
متاع بورثه مقتول سانیده و آنها را بر طرف کرده -

(۱۳۴) نکته الخوارق نمبر ۱۰۷ شیخ عبدالرحیم متولی قصبه گوپاموؤ چنان می نویسد که حضرت
شیخ الهداد دانشمند و مخدوم زاده شیخ عبدالحمید بملازمت حضرت ایشان در امیٹهی
رفته دایاے چند مانده و اسپ سواری که بعاریت برده بود بپیش خاوندش فرستاد چون
اراده رفتن خانه در خاطر گزشت در فکر اسپ شده که بهم رسانده روان گردد دران
اوقات حضرت ایشان یک اسپ لاغر و رنجور که بر زمین افتاده پایها میزد و شخصے آمده

این خبرش رسانده که اسپ می میرد حکم بطلبه شده که ذبح ساخته قسمت بفقرا نمایند
بحسب امر رفیع القدر چون بران اسپ بایستاده پایهامی لبست دران ساعت
کسے التماس نمود که شیخ عبد الحمید اسپ سواری ندارند که بخانه روند در طرفة العین
فرمود که اسپ را ذبح کرده اند یا مانده معروض داشته که حالا ذبح نشده خود متوجه
باطراف طویله گشته در سر اسپ ایستاده می فرمود که پایها واکن به میشود این را گفته
رجوع بخانه آورده و شخصے آمده گفت اسپ ایستاده کاه میخورد و ناطق این مقدمات
شده که شیخ عبد الحمید بر همین اسپ سوار شده بخانه رود و چون خوید می خورد راه
رهوار خواهد رفت از لطف پروردگار چنین واقعه بوقوع آمده که شیخ عبد الحمید بر همین
اسپ سوار شده به گوپامئو رسیده و خوید خورانده فربه گشت راه رهوار میرفت و چند
سال پیش ایشان مانده۔

(۳۲) نکتة الخوارق نمبر ۱۱۰ شیخ عبد الرحیم متولی گوپامئو رادی است که در سنه
نهصد و شصت و دو هجری قمر سلطان دیوانه از جمله امرایان همایون همراه
خانزمان علی قلی خان ازبک تعینات بوده در سواد قصبه مذکوره نزد توده های
ریگ منزل گرفته قبل از طلوع امرایان دیگر در انجا چند روز اقامت نموده اعزهای
قصبه پیش او رفته اشفاق و مهربانیها تواضع و تکریم کرده و اهل اهتمام جهت محافظت
شهر تعین ساخته که هیچکس آزرده و خستگی نشود و قوی بر ضعیف ستم و تعدی نکند و لحظ
ازان خاطر داشت نگذاشته که شخصے بخدمت سلطان التماس نمود که درین شهر دانه
هم نمی رسد مجرد بسمع این سخن فی الحال حکم کرده که شهر را تاراج سازند خلائق لشکر از سوار
و پیاده در خانها جمیع اشراف وغیره در آمده هرچه اسباب و متاع خانها بود تاراج

نموده بغارت برده الا خانه حضرت ایشان و قاضی مبارک مانده و تا پنج روز بر آن
شهر که قیام الساعة واقع بود و دران اوقات چون مغول بدربار فیض آثار حضرت ایشان
رسیده برین نیت که اسباب و رخت خانه بغارت برم این مقصد فهمیده دریافته
هر واحد را نشانده فرمود که اندرون نه روید هرچه می خواهید همین جا نشسته بگیرید
درین اثنا یکے از پیاده که آمش خان جهان بود بملازمت حضرت ایشان رسیده
و به نماز لاحق گشته بعد از ادائے بطریق تعرض پرسیده که در رکوع و سجود چند مرتبه
تسبیح خواندن است از سر جلال که تجلی رب القهار است از لسان جاری شده که سه کرت
یا پنج کرت، یا هفت کرت، یا نه و صد و هزار نوبت و در طرفة العین از حرارت حال
برین مقال آمده که کاشکه درین وقت پرسش این حرف نمی کردی النسب و بهتر می بود
و از قدرت رب الارباب باستماع چنین کلمات خان جهان ترسیده و وحشت گرفته برخاسته
پیش قمر سلطان دیوانه شد چون نظر سلطان بر و افتاد فی الحال حکم بکشتن فرمود همون ساعت
گشته گشت و بعد از شش روز از قصبه بلگرام خبر شش انتشار یافته که دولت خان
کاکر امرایان دیگر مستعد بجنگ شده از استماع این اخبار قمر سلطان دیوانه با لشکر
خود توجه بآن سو نمودن خواست و بخدمت حضرت ایشان رسیده عذر خواه تقصیرات شده
رخصت طلبیده، قدوة الواصلین ساکت مانده مطلق جواب نفرموده و وقت روان شدن
سلطان را دستار از سر مبارک خود مرحمت ساخته حاضران جمع عالی در خاطر خود با
گذرانده که این اظلم الناس را عمامه خاصه از راس شریف خویش بر آورده عنایت
کرده اند چه عجب است، چون او از مجلس رفیع برخاسته رفته عقبش حضرت ایشان
این حکایت بیان نموده که پیش بزرگے از مسلم و کافر جمع شده هر واحد را از مسلم کلاه

عطا کردہ ناطق این کلمات گشتہ کہ ایشان را بر کتف بر داشتہ بجنبت می برم دہر افراد کافر را لنگوٹی میداد و میگفت کہ اینہا را گرفتہ در دوزخ می افگنم خلائق را بسمع اینحرف تسکین کلی و تسلّی خاطرش گشت و بحکم ایزدی چون سلطان از اینجا راہی شدہ بر لب جو کہ اسمش سئی است قریب موضع ماہل لسوڑہ خیمہ برپا ساختہ و خود با عسکر مقابل غنیم بمحاربہ توجہ نمودہ از قضای سبحانی با جماعت افغان جنگ عظیم افتادہ از صبحدم تا شام غول غول ظفر یافتہ از ہزیمت روئے بفرار نہادہ و رجوع بدیرہ خود کردہ از برہمزدگی راہ منزل فراموش ساخت ہر چند جستجو نمودہ نیافتہ حیران و ترسان در عین تردد کہ گواران نواحی با خلائق بسیار بر دیرہ و لشکر ریز کردہ ہر چہ متاع و اشیائ کہ داشتہ بتاراج بردہ و از پنجا مراجعت بجانب موضع جرارہ و بستولیہ آوردہ مابقیہ اسباب و اشیاء گواران این قریات گرفتہ و اکثر سیاہ کشتہ شدہ ازین فتور مادو سہ سوار در بہل بملازمت نواب خانزمان علی قلی خان رفتہ حقایق احوال یک یک معروض داشتہ از شنیدن خبر متوحش فی الحال امر بجستن نمود سلطان را کشتہ و سر از تن جدا ساختہ اثر انفاس بظہور پیوست۔

(۳۳) نکتۃ الخوارق نمبر ۱۱۔ محرر راز راوی سند آست کہ چون شیخ حاتم از وطن اصلی در مرتبہ اول بطلب ارادت بخدمت قطب العارفین رسیدہ و بہ بیعت ید کرامت سرفراز شدہ دران ایام سلغ باخود داشتہ و بعض اوقات چون بمحتاجان میداد از این امور شیخ حاتم طاقت نیاوردہ راہ خود گرفتہ و اکثر جاہا دیدہ گشتہ و مستقر یا حضرت ایشان نیافتہ از خجالت و شرمندگی روئے خود سیاہ کردہ بملازمت رسیدہ عذر و عفو گراندن تقصیرات خواستہ دران ساعت نطق فیض آثار تلفظ فرمود کہ "حاتم مسلمان میشود"۔

(۴۳) نکتة الخوارق نمبر ۱۱۲ - از راوی نیز مسند است که شیخ عبدالرحیم متولی قصبه
گوپامئو تحریر می نماید که در ۹۷۲ھ علی قلی خان ہو المعروف بخان زمان و
بہادر خان و سکندر خان و ابراہیم خان از قوم ازبکیه از اطاعت و انقیاد
حکم سلطان العادل ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سر پیچیده
دعوی ملک بمحاربه و جنگ کرده از حدود جونپور تا آب گنگ متصرف گشته و اینها ہمه
خوانین را اراده خدمت حضرت ایشان شده که رفته حال خویش عرض نماید
و از راه باطن نیات را معلوم نموده پیش از رسیدن آن قوم امر فرموده که از نشستگاه
بساط بر طرف سازید و بپیچیده وارید مردم چرکین می آیند و ساعتے نگذشت که بملازمت
حضرت ایشان رسیده و دریافته و دران حین پایہائے مبارک میگرفتند اصلا التفت
نشده باوجود طریقه حضرت ایشان چنین نبود هرچند که از دحام آورده خلائق
قصد مساس قدم میکردند ممکن نبود که دست هیچکس بپا رسد دران زمان این
کلمات تلفظ نمودند لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم و چون اراده نشستن
شده فرمود که ارض پاک ست بضرورت بموجب اشارت ہر فرد بر زمین نشسته
و نظر و نگاه فوق و تحت میکردند درین میان مشورات بایکدیگر کرده و طاقت هیچکس
ازین امور نشده که حقیقت جانشینی التماس نماید و چون اینہا را دریافته بعد از ساعتے
بعلی قلی خان امر فرمود که اکثر یاران شما خوردسالی مینمایند و درین جماعت کلانی در شما
دریافته نمی شود چه مقصد و مطلب دارید او عرضه نمود که بادشاه بر قوم ما ناراض است
اگر بپاید زند و نگذارد و میرزا حکیم واجب العرض نوشته شد که از کابل بلاہور تشریف
فرمایند با جمیع مردم و لشکر به استقبال مرزا رویم و در خدمت التماس و عاداریم که میرزا

بادشاه هند گردد حضرت ایشان جواب فرمود که بادشاهی میرزا ممکن نیست و دیده نمی شود و طنابها جلال الدین محمد اکبر بادشاه متصل لب دریاها است و نصیحت بخوانین مذکورین نمود که این خیالات که در دل میگذرد و توهمات که متصور می شود بر طرف سازید و شما همه جمع گشته بخدمت شهنشاه رجوع آرید درین سر رشته بر ظاهر است از کشتن رتبه بشهادت و بفرستادن کعبه سعادت و از مقید ساختن زر و سیم تخلیص کرانده خواهد شد۔ از زبان یکی از آنها بر آمده که از قوم ما بسیار تقصیرات واقع است فرمود که حق سبحانه تعالی گناه هائے بنده ها می بخشد کرا مجال و قدرت از افراد انسانی که عفو نه نماید۔ درانوقت عرضه کرده که انچه ایزد خواسته، می شود، بسمع اینحرف فرمود که بهادر خان خوب میگوید۔ بیشتر انچه گفته شده در عمل نمی آرید پس بهتر و انسب آنست که گوشه گیرند و بکس آزار نرسانید شما هم آزرده نخواهید شد چون از خدمت جدا شده نصائح فراموش ساخته اکثر قصبات و شهر تا کره و مانکپور را از جنس مویشی و اموال و اسباب بتاراج برده از استماع این واقعه که قدم بر نمی نهاده بموجب اقبال آن شهنشاه مع عسکر ظفر اثر توجه به بلده لکهنؤ فرمود۔

و شیخ عبید الله را از حضرت شیخ عبد الرزاق چنین نقل است که چون بحضرت ایشان تجلی ولایت صمدیت اظهار گشته و رتبه غوثیت انتشار یافته از سمع رفیع درجات قطبیت از غایت ذوق و اشتیاق وحب دریافت آن ذات در دل شهنشاه جلال الدین محمد اکبر بادشاه متمکن شده حصول مقاربت و وصول مواصلت را مائل و شائق از حد افزون بود از دار الخلافت اکبر آباد و هو الموسوم به آگره متوجه بجانب مدینة الاولیا امیٹھی گشته و از بلده لکهنؤ قلیج خان را تعین نموده۔

وشیخ عبدالرحیم متولی گوپامؤ چنین می نویسد که چون شہنشاہ اشتیاق ملاقات
ذات فائضہ اظہار فرمودہ توجہ بمنزل نمود این اخبار متوجہ شدن بقدوۃ رسید
فی الحال بہ استقبال آن عالیشان، زبدۃ الاحرار خرامیدہ وہمراہ حضرت شیخ
محمد صاحب سجادہ ونواب قلیچ محمد خان وزمرہ صوفیہ وخلائق دیگر از عوام وخواص
ازیمین ویسار شدہ درین اثنا خان مذکور معروض داشتہ کہ حضرت جر التقدیعہ
میکشند خلاصۃ الاتقیا ناطق گشتہ کہ ظل اللہ مراجعت باین سو نمودہ ونقیر شیخ
نیست کہ نشستہ بماند واین گفتہ روان شدہ از غلو ہجوم مردم صادق العقیدہ مرزا
صادق محمد خان وامرای دگر بعرض رفیع الشان رساندہ کہ حضرت ایشان تشریف
آوردہ دران حین شہنشاہ متعجب ماندہ وفرمودہ کہ شیخ نظام نارنولی از حجرہ خویش
قدم بیرون نہ نہادہ وایشان این قدر راچہ طور طے خواہند کرد خوانین عمدہ بحسب
دانش وفطرت ہر واحد موافق حیثیت خود ہا تعریف بزرگی بیان نمودہ واز ہمون
جا شہنشاہ پیادہ آمدہ دریافتہ ومعانقہ کردہ وچون مردم خاص وعام قاصد شدہ
کہ از دست پا بگیرند ومساس نمایند دران اژدحام دست ہیچ احدے بقدم
نرسیدہ واطوار خلائق را شہنشاہ ملاحظہ نمودہ در خاطر گذراندہ کہ تواضع وفروتنی
بامثال سائر الناس می باید بلا توقف دران آن این بیت تلفظ فرمود شعر

تواضع زگردن فرازان نکوست    گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

از اظہار ساختن این کلمات فرد شدہ کہ قدم را بید خود مساس نماید باز حضرت
ایشان معانقہ کردہ ودست آن جلیل الشان گرفتہ رجوع بمنزل نمود طعام
حاضری کہ طیار بود پیش شہنشاہ آوردہ وبا مراد وخوانین قسمت فرمود ہر فردے

بقدر اشتہا تناول کردہ شربت و پان لوازم مصالحہ جات علیحدہ بر آوند گلبن
کہ متعارف ہند صحنک است آوردہ و ازین ہر دو تبرک ساختہ از نوشیدن
و اکل نمودن فرمود دران اوقات شہنشاہ آرزوی فرزندان داشتہ این
مطلب خود اظہار ساختہ دو سہ ساعت توقف آوردہ و بعد ازان بخانہ شدہ
و سہ بیڑہ پان گرفتہ بر آمدہ عطا فرمودہ و ناطق گشتہ کہ بر محلے کہ مائل باشد
در انجا عنایت کنند ۔
و شیخ عبید اللہ از حضرت شیخ عبد الرزاق چنین نقل دارند کہ شمشیر در
کمر سلطان بستہ و شہنشاہ آداب خدمات بکمال اعتقاد و بامثال سائر الناس
بہ تعظیم و تواضع پیش آمدہ و بعد ذکر این مقدمات حضرت ایشان فرمود کہ آفتاب
گرم است شہنشاہ جواب صادر ساخت کہ درین مکان آرام و آسائش است
از اظہار انوار ہدایت و جمال و فیض و ولایت کہ کمال نشاط و عشرت افزودہ بود
حصول و وصول نعمت غیر مترتب رخصت گرفتہ توجہ بمنزل نمود و بین الطریق
کہ چون این مقدمات در دل بود از شیخ عبد الغنی و امثال و اقران ایشان
استفسار احوال مشائخ کبار عصر مراتب فوق و مقامات عالی اولیائے دہر خواستہ
کہ حال ہر واحد را شرح بیان سازند شیخ مذکور التماس نمود کہ خوارق عادات
و مناقب حضرت ایشان از حد و بیان بیرون است شرح نمی تواند نمود کہ باین
تصرف و شوکت فردے دیدہ نشدہ باستماع این حرف شہنشاہ فرمود کہ اکثر بزرگان
ادوار و اولیائی عظام روزگار را دریافتہ ام تصرفات نافذ و شان پر ہیبت و عظمت
بر دلم قرار گرفتہ و بیتابی پیدا گشتہ و در ہیچ جا چنین معائنہ نشدہ و اظہار خواہش

فرزندان دریں امر بعد از دیر بیٹر ہای پایان عطا ساختہ ازین چنین مفہوم می شود
کہ ہر در ایام فرزندان خواہند شد و چون **خانزمان** و بہادر خان از حکم سلطان
العادل جلال الدین محمد اکبر بادشاہ برگشتہ بود از راہ صادق محمد خان و
قلیج خان را در خدمت حضرت ایشان فرستادہ و فرمود کہ ہیچ سخن از طرف خود ہا
ظاہر نسازید تا از لسان غیب چہ حرف سرزد شود روز چہار شنبہ ہر دو امرا رسیدہ
و آداب خدمت بجا آوردہ و بلب ادب خاک اقدام را بوسیدہ از کرم ایزدی
حضرت ایشان دران اوقات این آیہ تلفظ نمود لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ
كَثِيْرَةٍ و بعدہ برین مقدمات آمدہ کہ رب الارباب مفتح الابواب کہ مفتاح نصرت
بید قدرت اوست ظفر بجلال محمد اکبر بادشاہ را دادہ است کرا قدرت و مجال
کہ مقاومت نماید و عرصہ ظل اللہ در آید از سمع مژدہ بہجت افزای و از استماع
کلمات مسرت نمای صادق محمد خان و قلیج خان شاد و خوشدل گشتہ خبر ظفر
اثر بخدمت آن عالیجاہ رساندہ ازین مژدہ بغایت مسرور و عجلت در تقابل باغیان
و بہ محاربہ عاصیان لشکر آراستہ و از کرم سبحانی در طرفۃ العین عسکر باغی شکست
خوردہ و روئے بفرار نہادہ و ہر چہ از لسان قضا جریان صادر شد بظہور پیوست
(۳۵) تکتہ الخوارق نمبر ۱۲ - محرر از راوی نقل دارد کہ **شیخ عبد القادر قنوجی**
در مسجد **قصبہ گوپامؤ** نشستہ بود شخصے تسبیح را بجہت نظر آوردہ کہ بخدمت
گذراند از معلوم نمودن او شیخ مذکور در دل خود کردہ کہ حضرت ایشان اگر تسبیح
مرا عنایت کنند بہ بعیت یدہ مبارک در آیم و ساعتے ازین خطور نگذشت کہ
از اندرون برآمدہ و نظر نگاہ طرف شیخ عبد القادر کردہ فرمود کہ تسبیح از انگشت

مسنون است ودران صواب و فوائد بیشتر داین است آنرا ببرید چه احتیاج ازین -

(۳۶) نکتة الخوارق نمبر ۱۲۲- محرر از راوی چنین شنید وارد که شیخ پیارے تالوتگوئی
قصبه گوپامئو در قید حاکم افتاده او زنجیر نموده و قاصد کشتن شده از اطلاع این امور
از بس عجز در دل التجا بحضرت ایشان آورده که از زنجیر باطن تخلیص شود در همون شب
در حالت حاضر آمده شیخ پیارے را فرمود بیدار شو برخیز راه خود گیر ازین ماجرائے چون
آگاه گشت زنجیر از پا جدا افتاده دید و از آنجا برخاست و باب قلعه را وا یافت بیرون
آمده مخفی مانده هر چند حاکم در پے تفحص شده و دست زده نیافته و این از محنت و شدت
خلاص گشت -

(۳۷) نکتة الخوارق نمبر ۱۲۹- شیخ عبدالرحیم متولی قصبه گوپامئو احوالات خود بیان می آرد که مرا اراده
خدمت حضرت ایشان شده و در همین عزم بترتیب ملازمت قدوة الابرار حضرت شیخ
عبدالغنی کرده و بعتبه بوسی آن عمده مشرف گشته و از فتحپور احرام خدمت عالیه بسته د
ترددات افتاده که بعد از مدتے رجوع بالنسبه نمودیم اما این بنده را بشناسد مایه ذریعین
تفکر این امور راه گرفته و شب در قصبه ابراهیم آباد گذرانده و وقت بامداد نزد قصبه
متبرکه باغ صاحب سجاده حضرت شیخ محمد است بدانجا رسیده و ازان بزرگ ملازمت
کرده رخصت گرفته ببارگاه عالیجاه خود را رسانیدم بکرم سبحانی حضرت ایشان تنها بر در
ایستاده مجرد از دیدن آن ذات فائض البرکات دست را بشتابی مساس قدم دراز ساختم
بپا مبارک خود از بالا گرفته و پرسیده که شب در کجا بودید جواب داده شد که در قصبه
ابراهیم آباد فرمود که باین راه آمدید چون راه گوپامئو از طرف لکهنئو هم است و بعد ازین
گفتند که از کدام قبیله التماس کرده ام که فقیر پسر خواجه پهول فرمود از سامانیان یعنی

قبائل آبا و اجداد و والده ام یاد آورده که از مردم سامانیان گفته ام بلے و دعا ر والده عرضه
نمودیم فرمود که دعا ر ما هم و فقیر را در خانقاه نشانده و خود بدولت بدرون تشریف برده
وساعتے نگذشت که یک طبق طعام بدست خدمتگار عنایت کرده او گفته که حضرت ایشان
این طعام را تبرک ساخته عطا فرموده اند و دو ته نان با چند ریزه او که در خوان خورش
افتاده و گوشت گاو از گل ڈھل قیمی بود و لمحه نگذشت که صحنکے با حلوا رسیده و این
بنده در سه روز در خدمت گذرانده ماندهٔ در وقت رخصت گرفتن معروض نمودیم
که زمین مدد معاش جزوی و قلیل است و بران آزار حاکم شب و روز بسبب آن التماس
می نمایم که مرا بهر کدام حرفت و پیشه حکم است که دران اشتغال آرد در تحصیل علم کوشد و
یا نوکری کند و یا بر آن زراعت ماند هر چه امر فرمایند بحسب اشارت سامی آن سبب
گردد بدین امور متامل شده دبدبهٔ تلفظ فرمود که قاضی لشهر آگره میرود در انجا خود را
رسانید و چون از انجا می آیند حقیقت را منقح کرده خواهد شد فقیر بموجب حکم در قصبه
خود رسیده و مطلق ذکر مذکور رفتن لشکر در میان اعزا ها نبود و بحکم ایزدی یکایک در همون
روز جمیع اکابر شهر طرف دار الخلافت اکبرآباد توجه نموده که بخدمت صدارت پناه حضرت شیخ
عبد النبی رسیده بتصحیح رسانند و بقدرت تا در مطلق از مهمات تصحیح فارغ گشته در قصبه
گوپامئو رسیدیم که یکایک اخبار رحلت قطب الاقطاب انتشار یافته در سنه تسع و
سبعین و تسعمائه -

## بیان اوراد

الفصل الاول فی بیان الاوراد که ورد دائمه از ورادات و نقات
به ثبوت رسیده که تلاوت قرآن برین عنوان بود که بجرد بوا نمودن و کشودن
از سر اوراق کرمی بر آمده از همونجا قرأت و تلاوت میفرموده و از مکتوبات عالی چنین مفهوم می شده

که درباره شیخ عبد الوهاب خطیب گوپامئو بقلم خاص تحریر ساخته و مامور گردانیده
که اوراد مجربه دعا مسئول که از صاحب عوارف منقول است بران مداومت نمایند و این
صریح حجت قوی برهان قاطع بر ظاهر دیده شده ـ و حضرت شیخ عبید الله ازین زیاده
مینویسید والله اعلم بالصواب ـ

## بیان سلاسل و خلفاء

الفصل الثانی فی بیان السلاسل والخلفاء

سلسلهٔ اول چشتیه که بحضرت ایشان رسیده و آن
برین اسامی متعدد تفصیل یافته ـ شیخ نظام الدین یٰسین ـ شیخ معروف عبد الواسع
شیخ علاء الدین الهداد ـ نظام سید حامد مانکپوری ـ شیخ حسام الدین مانکپوری ـ شیخ
نور قطب عالم ـ شیخ علاء الدین عمر سعد لاهوری ـ شیخ سراج الدین عثمانی اودهی ـ شیخ
نظام الدین محمد بدایونی ـ شیخ فرید الدین مسعود اجودهنی ـ شیخ قطب الدین بختیار
اوشی ـ شیخ معین الدین حسن سنجری (الخ کما هو المشهور)

و ثانی سلسله طیفوریه که طرقش برین نمط واقع است ـ قال النبی صلی الله علیه
وسلم انا مدینة العلم و علی بابها فوصل کل العلم الی علی رضی الله
عنه ـ و منه الی امیر المومنین حسین بن علی رضی الله عنهما و منه الی زین العابدین بن حسین
وهو المسمی علی الاوسط و منه الی محمد الباقر رضی الله عنهما و منه الی جعفر الصادق رضی الله
و منه الی ابی یزید البسطامی رضی الله عنه و منه الی محمد المغربی و منه الی ابی یزید العشقی
و منه الی ابی المظفر المولانا الترک الطوسی و منه الی ابی الحسن العشقی الخرقانی و منه الی
خدا قلی ماوراء النهری و منه الی محمد العشقی بن خدا قلی و منه الی الشیخ عبد الله
الشطاری ـ و منه الی الشیخ فرید الدین حسام الدین و منه الی الشیخ محمد بن عبد العزیز و منه

الی الشیخ المعروف بن عبد الواسع ومنه الی الفقیر الحقیر المفتقر الی اللہ الرحمن الرحیم نظام الدین یسین - واین سلسلہ را حضرت ایشان بقلم خود منور نمودہ -

وسلسلۂ ثالث قادریہ - واز خوارق عادات سلک قادریہ تصحیح رسیدہ کہ حضرت ایشان بسر شیخ معظم ساکن گوپامؤ را درین سلسلہ قادریہ بہ بیعت سرفراز نمودہ فاما آن شجرہ بہ تفصیل اسماء اسلاف کہ ضبط می کنند در کتب مکتوب بر محرر ظاہر نشدہ از مسعی تمام از جائے بہم رسیدہ وآن شخص ناقل است کہ از حضرت سری السقطی پسر حضرت شیخ محمد واین ہر دو اعزاز صاحب سجادہ می شوند از ایشان نسبت کنند کہ یافتہ ام واللہ اعلم بالصواب وسلسلہ اسماء برین نہج ست -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الٰہی بحرمت قطب العالم بندگی نظام الدین یسین العثمانی قدس سرہٗ الٰہی بحرمت قطب العالم شیخ معروف بن عبد الواسع قدس سرہٗ الٰہی بحرمت قطب العالم حضرت شیخ محمد بن عبد العزیز قدس سرہٗ - الٰہی بحرمت حضرت قطب العالم شیخ فرید الدین حسام الدین قدس سرہٗ الٰہی بحرمت حضرت شاہ عبد اللہ القادری قدس سرہٗ الٰہی بحرمت قطب العالم حضرت شاہ جمال الدین قادری قدس سرہٗ الٰہی بحرمت قطب العالم حضرت شاہ عبد اللہ القادری قدس سرہٗ الٰہی بحرمت قطب العالم حضرت شاہ عیسیٰ قادری قدس سرہٗ - الٰہی بحرمت قطب العالم حضرت شاہ عبد اللطیف محمد قادری قدس سرہٗ الٰہی بحرمت قطب العالم حضرت شاہ عبد الوہاب قادری قدس سرہٗ الٰہی بحرمت قطب العالم حضرت شاہ عبد الرزاق قادری قدس سرہٗ الٰہی بحرمت قطب الربانی غوث الصمدانی حضرت شاہ محی الدین محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو سعید المخزومی قدس سرہٗ الٰہی بحرمت

حضرت شیخ ابوالحسن القرشی قدس سرہٗ الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی قدس سرہٗ - الٰہی بحرمت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی قدس سرہٗ، الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوبکر شبلی قدس سرہٗ - الٰہی بحرمت حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سری السقطی قدس سرہٗ الٰہی بحرمت حضرت شیخ معروف الکرخی قدس سرہٗ الٰہی بحرمت حضرت امام ابوالحسن علی بن موسی الرضا رضی اللہ عنہ - الٰہی بحرمت حضرت امام موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ - الٰہی بحرمت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت امام ابی عبداللہ الحسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت امیرالمومنین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ - الٰہی بحرمت خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم - این سلسلہ از اکرام رب الانام باتمام رسیدہ وسوائے این سند - بدست محرر نیامدہ -

**تعداد و اسمائے خلفاء** تعداد اسمائے خلفاء اربع کہ معلومات بتحصیل علوم ظاہری و ارادت و بیعت کہ شرف سعادت است ازین نعمتہا ہر واحد از حضرت ایشان تکمیل یافتہ الا حضرت مخدوم عبدالرزاق کہ بہ بیعت ید کرامت از عمدۃ الاحرار خلاصۃ الابرار زبدۃ الواصلین حضرت شیخ **معروف** رحمۃ اللہ علیہ سرفراز و ممتاز است ورای این خلفاء معہذا بر فردے عطا نشدہ و درین امور از روات ثقات بہ تحقیقات متحقق است کہ علی الاتفاق برین قائل اند الا علی طریق التبرک کہ عنایت فرمودہ باشند چہ عجب و در خلافت حضرت شیخ **جعفر** اختلاف است - راوی اقرار کردہ کہ حضرت ایشان بحضرت شیخ عبدالرزاق امانت سپردہ بود اما بعض ناقل کہ حضرت

شیخ عبدالرزاق از طرف خود عنایت فرموده۔ الخ

خلیفہ اول محقق الآفاق حضرت شیخ عبدالرزاق ابن حضرت بہار الحق وہو المشہور بہ مخدوم شیخ خاصہ نور اللہ مرقدہ کہ در قصبہ بتر کہ امیٹھی آسودہ اند الحال در خاندان این بزرگوار دو طرق خلافت است یکے از شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ دویم از حضرت مخدوم رحمہما اللہ علیہم (ملخص)

خلیفہ ثانی نخبۃ الاعاظم سلالۃ الاولیاء الکرام وہو المعروف بہ اوصاف الجمیل حضرت شیخ عبدالجلیل پسر کلانش بودہ کہ شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ بنواختہ واز قضائے ایزدی بحضور قطب العارفین انتقال ورزیدہ وسلسلہ بیشتر رفتہ وانتشار نیافتہ واز ان ذات باختتام رسیدہ۔ (ملخص)

خلیفہ ثالث۔ اہل الورع والتقویٰ صاحب الریاضۃ والمجاہدات حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ پسر چہارم است وسبب وصول نعمت برین ذات برین نمط شدہ کہ ہر سہ اعزا یعنی حضرت شیخ عبدالجلیل وحضرت شیخ عبدالوہاب وحضرت شیخ عبدالواسع بحضور شیخ الاسلام حضرت بندگی قدس سرہٗ ازین سرائے فانی رحلت نمودہ بدار البقاء رسیدہ چار فرزند ماندہ حضرت شیخ محمد وحضرت شیخ احمد وحضرت شیخ عبدالحلیم وحضرت شیخ جعفر ودرین میان از ہمہ بزرگ وکلان حضرت شیخ محمد بودہ واز نور باطن دریافتہ کہ مستحق امور خلافت است برین ذات حمیدہ صفات مقرر گردانیدہ ازان اوقات درخاندان ایشان مسلم ومستقیم است واز حضرت شیخ محمد بحضرت سری السقطی واز ین بحضرت شبلی رسیدہ (ملخص)

خلیفہ رابع مخازن الفضل والعطایا حضرت شیخ حاتم میواتی رحمۃ اللہ علیہ کہ ازین ذات

اما اشتہار و انتشار نگشتہ اختتام یافتہ بسبب آنکہ درین بارہ نفس قطب العارفین برین عنوان صادر شدہ بود کہ دو پیرین دادہ ام یکے بشیخ محمد کہ نماز در مسجد ادا ساختہ گریختہ بخانہ رود و دویم بشیخ حاتم کہ پوشیدہ در قبر درآید و این آن اثر الفاظ است کہ ذکرش در خوارق عادات مرقوم شدہ و شیخ حاتم درین ہر سہ امور از معلومات و ارادت و خلافت بجمیع وجوہ از حضرت ایشان بہرہ ور گشتہ (ملخص)

**تدریس علوم** | الفصل الثالث فی تدریس العلوم وحضرت شیخ الہداد دانشمند ساکن قصبہ گوپامئو بملازمت حضرت ایشان خبر آگہی نمودہ و مستفید شدہ وحضرت شیخ حاتم صوفی میراتی از معلومات ظاہری و باطنی بکمالات رسیدہ۔ وحضرت شیخ عبد الوہاب خطیب گوپامئو از قلیل و کثیر علم ظاہر و باطن از حضرت ایشان اخذ کردہ و ماہر این فن گشتہ (ملخص)

**مریدین** | الفصل الرابع فی تعداد اسماء المریدین حضرت شیخ صوفی شریف ساکن کرانہ جنجھانہ بجہت تحصیل علوم در بلدہ بلگرام تشریف داشتہ از استماع اخبار بزرگی کہ بسا شائع و منتشر بود از آن شہر در قصبہ گوپامئو رسیدہ و ازین شرافت بیعت مشرف شدہ و مقبرہ آن محقق الآفاق در دار الخلافت اکبرآباد وہو المشہور بہ آگرہ واقع است وحضرت شیخ اللہ بخش و شیخ عبد الوہاب و شیخ عبد الواحد و شیخ قادن و قاضی لہرے وغیرہ از قصبہ گوپامئو۔ (ملخص)

# فصل چهارم در مکتوبات مشتمل بر سه طبقات

## طبقه اولیٰ در بیان حقایق و دقایق و تلقین و ارشاد

(۱) مکتوب اوّل ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظهرک و رفعنا لک ذکرک فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب.
فظهر علم اللہ تعالیٰ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آثار علم اللہ تعالیٰ من الاحوال والمقامات کالتوبہ والانابة والورع والمحاسبة والزہد والصبر والشکر والرضا والتوکل والاخلاص والاحوال السنیة الموہبة لا دخل فیہ للکسب کالتجرید والتفرید والمراقبة والقبض والبسط والیقین والمشاہدة والفناء والجمع والبقاء وجمع الجمع وعین الیقین وحق الیقین وحقیقة حق الیقین فحصل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل العلم اقرارا وتصدیقا وایمانا وحالا وذوقا ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینة العلم وعلی بابها ۔ فوصل کل العلم الی علی رضی اللہ عنہ ومنہ الی امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہما و منہ الی زین العابدین بن امیر المومنین حسین وہو المسمّٰی علی الاوسط ومنہ الی محمد الباقر رضی اللہ عنہ ومنہ الی جعفر الصادق رضی اللہ عنہ ومنہ الی ابی یزید البسطامی رضی اللہ عنہ ومنہ الی محمد المغربی ومنہ الی ابی یزید العشقی ومنہ الی ابی المظفر المولانا الترک الطوسی ومنہ الی ابی الحسن العشقی الخرقانی ۔ ومنہ الی خدا العشقی ما وراء النہری ومنہ الی محمد العشقی ابن خدا العشقی ومنہ الی الشیخ عبد اللہ الشطاری ومنہ الی الشیخ فرید الدین حسام الدین و منہ الی الشیخ محمد بن عبد العزیز ومنہ الی الشیخ المعروف بن عبد الواسع ومنہ الی الفقیر المفتقر

الی اللہ الرحمن الرحیم نظام بن یٰسین بن فخر الدین بن ابی الفضل بن تاج بن نجم الدین ابن معروف بن شمس بن صلاح بن اسماعیل بن السری السقطی عثمانی۔ عثمان ذی النورین من خلفاء الراشدین و مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ جزء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بودند شاہ فخر الدین سلام و دعا خیریت دارین از حقیر فقیر نیک خواہ دارین حضرت شاہ یک کلاہ و یک پیراہن تبرکاً من اللہ تعالیٰ و رسولہ و من مرتضیٰ علی ولی اللہ و من نسب الی علی الولی رضی اللہ عنہم است۔ برندہ صحیفہ عبد الواحد و عبد الوہاب نیکخواہ دارین حضرت شاہ وال مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ ہستند و خاصہ فقیر ہمہ وجوہ ہستند و ہرچہ تبض شان است در تصرف فقیر و ہر احسانے کہ در حق ایشان خواہد شد در حق فقیر شمار است انشاء اللہ تعالیٰ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۲) **مکتوب خامس**۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین اما بعد الحمد والصلوٰۃ فان الدنیا دار فان والاخرۃ دار حیات وما یعمل للہ تعالیٰ لنجات الدارین رزقنا اللہ تعالیٰ ولکم والمسلمین ذالک انشاء اللہ تعالیٰ میان عبد الوہاب ومیان عبد الواحد جعلہما اللہ تعالیٰ وجیہا فی الدنیا والاخرۃ بطفیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وللہ الحمد والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد وآلہ اجمعین۔

(۳) **مکتوب سابع** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی

الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصلحین اما بعد
الحمد والصلوٰۃ والسلام فان اللہ تعالےٰ علیم حکیم یفعل مایشاء و
یحکم مایرید میاں عبدالوہاب ومیاں عبدالواحد سلمہما اللہ تعالےٰ
فی الدنیا والآخرۃ وبشرہما اللہ خیر الدارین میاں عبدالوہاب توجہ الی اللہ تعالےٰ
ظاہراً و باطناً گیرد از بقدر تحمل بخورید وہر چیز لطیف و موافق طبع شود بخورید
انشاء اللہ تعالیٰ وللہ الحمد علی کل حال وریاد حق سبحانہٗ تعالیٰ محکم شوند
بہ ہیچ کس از ہر کار و دنیا بجو رنشوند انشاء اللہ تعالیٰ۔ ومن یتوکل علی اللہ
فہو حسبہٗ۔ سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی
المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ

(۴) **مکتوب ثامن** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء
والمرسلین والملائکۃ المقربین اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام
فان اللہ واحد، صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفواً احد
میاں عبدالواحد ومیاں عبدالوہاب سلمہما اللہ تعالےٰ فی الدنیا والآخرۃ
وللہ الحمد علی کل حال ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۵) **مکتوب تاسع** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ
والسلام علی رسول محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء و
المرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین اما بعد

الحمد والصلوٰۃ والسلام فقد قال اللہ تعالےٰ انی انا اللہ لا الہ
الا انا من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی
فلیطلب ربا سوائی حضرت میان شیخ الہداد برادرم میان عبدالواحد
ومیان عبدالوہاب ومیان الہی بخش سلام ودعا وخیریت دارین واعلام
آنکہ فقیر حقیر خاکپائے صغیر وکبیر را صحت کلی خدا تعالیٰ بکرم ولطف خود کرداست
وللہ الحمد علی کل حال۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہر
یک عزیزان را ترقی دارین شود انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۶) **مکتوب عاشر**۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء
المرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین اما بعد
الحمد والصلوٰۃ والسلام فقد قال اللہ تعالے واذ قال لقمان
لابنہ وھو یعظہ یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم
میان شیخ عبدالواحد وعبدالوہاب سلام ودعا۔

(۷) **مکتوب حادی عشر** بسم اللہ الرحمن الرحیم میان عبدالواحد ومیان عبدالوہاب
ومیان اللہ بخش ہر یک دوست دینی ومقبول یقینی سلمہم اللہ تعالے فی الدنیا
والآخرۃ ... وحفظہم اللہ عن آفات الدنیا والاخرۃ۔ میان
عبدالواحد وعبدالوہاب در دوستی للہ واخلاص للہ مستحکم باشند نجات
مستحکم باشد ونجات کونین حاصل شود انشاء اللہ تعالے۔

(۸) **مکتوب ثانی عشر** بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ

والسّلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلیٰ عباد اللہ الصّلحین امابعد الحمد والصلوٰۃ والسلام قال اللہ تعالےٰ ان لا تتخذ واسن دونی وکیلا براوعیہ عوارف مداومت کنند وتوجہ بخدائے تعالیٰ کنند وبرخلق ہیچ التفات نکنند انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۹) **مکتوب ثالث عشر** ـ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین امابعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فقد قال اللہ تعالےٰ فی کلام القدسیۃ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا من لم یرض بقضائے ولم یصبر بلائی ولم یشکر علیٰ انعمائی فلیطلب ربًا سوای ۔ رزقنا اللہ تعالےٰ ذالک وللمومنین بمنہ وکمال کرمہ میاں **عبدالواحد** و عبدالوہاب ومیاں **اللہ بخش** سلام ودعا ۔ قال اللہ تعالےٰ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام وقال اللہ تعالےٰ کل شی ھالک الا وجہٗ

(۱۰) **مکتوب رابع عشر** ـ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین امابعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فقد قال اللہ تعالےٰ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی

للہ رب العلمین لا شریک لہٗ وبذٰلک امرت وانا اول المسلمین
برادر دینی و دوست یقینی میاں قاضی مبارک بارک اللہ تعالےٰ فی الدنیا والآخرہ
والسلام اعلام آنکہ قاضی لہرے محب اہل است باید کہ در اعانت، وکوشش
کنند انشاء اللہ تعالےٰ - لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم -

(۱۱) مکتوب خامس عشر - قاضی لہرے عہریک توابعان آنحضرت قاضی مبارک
سلمہم اللہ تعالیٰ فی الدارین در خانہ خود قرار وآرام در یاد حق باشند بغیر
ضرورت از خانہ بیرون نشوند انشاء اللہ تعالےٰ وللہ الحمد علیٰ کل حال -

(۱۲) مکتوب سادس عشر - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ
والسلام علی رسول محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء
والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اما بعد
الحمد والسلام فقد قال اللہ تعالےٰ فی کلام القدسی انی انا
اللہ لا الہ الا انا من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم
یشکر علی نعمائی فلیطلب ربًا سوائی - حضرت قاضی مبارک وہریک
محبان دینی غفر اللہ لی ولہم بعد التوبۃ والاستغفار ظاہرًا وباطنًا وبعد الطہارۃ
ظاہرًا وباطنًا التزام کلام اللہ تعالیٰ کنند قال اللہ تعالیٰ الم نشرح لک
صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا
لک ذکرک فان مع العسر یسرًا ان مع العسر یسرا فاذا فرغت
فانصب والیٰ ربک فارغب -

(۱۳) مکتوب سابع عشر - الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام

على رسوله محمد وآله واصحابه والسلام على الانبياء والمرسلين و
الملائكة المقربين اما بعد الحمد والصلوٰة والسلام میاں قاضی مبارک
بارک الله تعالیٰ فی الدنیا والآخرة وثبت الله تعالیٰ علی ما یرضاه والله الحمد
علی کل حال سلام ودعا از فقیر نیک خواه دارین مقبول باد والله علی کل شیء قدیر
وبالاجابة جدیر ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم - قال الله تعالیٰ
لنبیه علیه الصلوٰة والسلام الله یعصمک من الناس وقال الله تعالیٰ
واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغداوة والعشی یریدون
وجهه لا تعد عیناک عنهم ترید زینة الحیوٰة الدنیا ولا تطع من اغفلنا
قلبه عن ذکرنا واتبع هواه - ای عزیزان نقد خلعت از مولا

(١٤) **مکتوب ثامن عشر** - بسم الله الرحمن الرحیم - الحمد لله رب العلمین والصلوٰة
والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکة
المقربین - اما بعد الحمد والصلوٰة والسلام فان الله تعالیٰ یهدی
الی صراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب حضرت
قاضی مبارک سلمه الله تعالیٰ فی الدارین وهر یک محبان حفظ الله تعالیٰ ایاهم دایما
فی الدنیا والآخرة -

(١٥) **مکتوب تاسع عشر** - الحمد لله رب العلمین والصلوٰة والسلام علی رسوله
محمد وآله واصحابه والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین اما بعد
الحمد والصلوٰة والسلام فقد قال الله تعالیٰ واصلحوا حضرت قاضی مبارک
سلمه الله تعالیٰ فی الدارین تارک الخلق نظر بر خلق نکنند نظر بر خالق کنند انشاء الله

تعالیٰ وللہ الحمد علی کل حال۔

(۱۶) **مکتوب عشرون** ۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء المرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباداللہ الصالحین امابعد الحمد والصلوٰۃ والسلام التزام العمل علی ما امراللہ تعالیٰ واجتناب مانہی اللہ تعالےٰ عنہ نجات الدارین۔

(۱۷) **مکتوب بست ویکم** ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین وعلی الملائکۃ المقربین امابعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من احب قوماً فہو منہم الحدیث برادرم میاں قاضی مبارک بارک اللہ فی الدنیا والآخرہ دوست یقینی وولی نعمت پدر شما غفر اللہ لہ وشما ولی نعمت الحمد للہ علی کل حال ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۱۸) **مکتوب بست ودوم** ۔ الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ وعلی الانبیاء والمرسلین وعلی الصحابۃ والتابعین امابعد الحمد والصلوٰۃ والسلام وبعد الصلوٰۃ علی الملائکۃ المقربین فقد قال اللہ تعالےٰ لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم واما من استغنیٰ فانت لہ تصدیٰ قال اللہ تعالےٰ منع التصدی لمن لم یکن راضیا باللہ وصابرا علی الاضرۃ بلاء اللہ ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم شاکرا علی نعماء اللہ تعالےٰ باو سخن نگوئید ودر مجلس او ہرگز نروید واللہ تعالیٰ

موفق علی ذلک میان شیخ اللہ بخش و میان شیخ الہداد و شیخ عبد الواحد و شیخ
عبد الوہاب و ہر یک مسلمانان بر وصیت و نصیحت کہ در کتاب خدای تعالیٰ مذکور است
راضی و عامل باشند انشاء اللہ تعالیٰ و للہ الحمد علی کل حال میان الہداد سلام و دعا بر
نصیحت خدا راضی باشند میان اللہ بخش را ایک روپیہ و سی گز جامہ۔

(۱۹) مکتوب بست و سیوم۔ عن الآفات الدنیا والآخرہ عبد الواحد و میان اللہ بخش
سلمہما اللہ تعالیٰ فی الدارین میان عبد الوہاب سلام و دعا خیریت دارین و اعلام آنکہ
ملازمت در تلاوت قرآن مجید و در ادعیہ کہ در عوارف المعارف مذکور اند باید کرد انشاء اللہ
تعالیٰ و خون کشادن و سر بقدر طاقت در روز یکشنبہ یا دوشنبہ یا سہ شنبہ در نصف
اخیر ماہ و توجہ کردن سوئے خدا تعالیٰ و شفاعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و للہ الحمد علی کل
حال و الصلوٰۃ علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ و دیگر ہر چہ از دعیہ ہا پیدا شود نگاہ کنند۔ یک
سکہ نقرہ ......

(۲۰) مکتوب بست و چہارم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین
والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فقد
قال اللہ تعالیٰ فی کلامہ القدسی من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم
یشکر علی نعمائی فلیطلب ربا سوائی میان عبد الواحد و میان عبد الوہاب سلمہما اللہ
تعالیٰ فی الدنیا والآخرہ مع الاولاد والاتباع قال اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہم ورضوا
عنہ ذالک لمن خشی ربہ کسے کہ در دل او خشیۃ خدا نیست اعتبار او در دنیا و
آخرت نیست لہ عذاب فی الدنیا والآخرۃ اشد۔

(۲۱) **طبقہ ثانیہ فی احکام الشرائع۔ مکتوب سی ام۔** الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین اما بعد الحمد والصلوٰۃ فقد قال اللہ تعالیٰ وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل ان لا تتخذوا من دونی وکیلا برادر عزیز میاں قاضی مبارک سلمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین از فقیر نیکخواہ دارین اعلام آنکہ کس کہ در شریعت محمدی را راضی نیست گفتہ او در گوش نکنند اکثر الخلق جاہلون قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجرأکم علی الفتویٰ اجرأکم علی النار و قال ابن عباس رضی اللہ عنہما خذ والعلم حیث وجدتموہ ولا تقبلوا اقوال الفقہاء فانہم یتغایرون کما یتغایر التیوس فی الزریبۃ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۲۲) **مکتوب سی ویکم۔** الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین اما بعد الحمد والسلام فقد قال اللہ تعالیٰ لنبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فاعف عنہم واستغفر لہم وقال اللہ تعالیٰ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم دوست دینی میاں **حبیب اللہ** نور اللہ تعالیٰ قلبہ بنور الایمان والاسلام وجسدہ باتباع شریعت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نزلیفہ مقصود آنکہ درحق پسر عبد الوہاب و درحق عبد الوہاب وتوالبجان عبد الوہاب و درحق عبد الحق وتوالبجان عبد الواحد و در قضیہ قاضی لہرے گفتہ ہیچ ملے د کافرے در گوش نکند کہ قاضی لہرے پیش این فقیر و پیش جماعۃ مسلمانان

مقرر شدہ کہ از خدا و رسول بے زار شوم اگر بر پسر عبد الوہاب و عبد الوہاب عبد الواحد تو ابعان
عبد الوہاب و عبد الواحد دعوی کنم و تہم دزدی کنم بیزار از خدا و رسول شوم چون صاحب حق
ابرار کند ہیچ آفریدہ را جائے سخن نیست اگر کسے سخن کند در شریعت محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم مردود است باید کہ حبیب اللہ دوست خدا این فقیر نیکخواہ آنحضرت
دینی و دنیاوی است ہر یک را اعلام کنند کہ کسے کہ خلاف شریعت محمدی کند او مردود
است فی الدنیا والآخرہ۔

(۲۳) طبقہ ثالثہ فی امور الدنیویہ۔ مکتوب سی و چہارم الحمد
للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ
والسلام علی الانبیاء والمرسلین وعلی الملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ
الصالحین اما بعد الحمد والصلوۃ والسلام فقد قال اللہ تعالے والکاظمین الغیظ
والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین قال علی رضوان اللہ تعالے علیہ
وکرم اللہ وجہہ من فہم القرآن فقد فسّر جمیع العلم شاہ فخر الدین
آل مصطفے اصلی اللہ علیہ وسلم واولاد مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ عریضہ فقیر حقیر خاکپائے
صغیر و کبیر نظام الدین لیٰسین غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولاسلافہ ولجمیع المومنین عبد الواحد
وعبد الوہاب دوست دینی و دنیاوی مستقیم در شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
نیکخواہ حضرت شاہ جناب این مخلص نیک خواہ حضرت شاہ۔ دیہہ وزمین عبد الوہاب
وعبد الواحد تعلق فقیر است بر فقیر لطف شاہ است آن لطف بر عبد الواحد وعبد الوہاب می
باید انشاء اللہ عہدہ خطبہ عبد الوہاب در شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لائق اند
وعہدہ خطابت آباء و اجداد ایشان راشدہ می آید و ایشان از اولاد ابراہیم ادہم

بادشاہ بلخ اند کہ بادشاہی گذاشتہ مثل ایشان نسباً وصلاحاً در گو یا سو کس نیست
واگر کسے سخن پیش شاہ بہ عیب گو یہ او مستحق تعذیر است میان شیخ الہداد
نوراللہ تعالیٰ قلبہ بنور الایمان حضرت شاہ را نوراللہ قلبہ بنور الایمان مکتوب رسانده۔
توصی گردد کہ دو رکعت نماز کرده مکتوب بخواند وبموجب آن عمل فتح و فتوح در دنیا
وآخرت شود رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ذالک لمن خشی ربہ قال اللہ
تعالیٰ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیھا وما ربک بظلام
للعبید۔ ثبت الذین اٰمنو بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا والاخرۃ
لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۲۴) **مکتوب سی و پنجم**۔ الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ
محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین
وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فان اللہ
غفور رحیم۔ میان عبدالواحد سلمہ اللہ فی الدارین ہرچہ میان عبدالواحد و
عبدالوہاب زر با غلہ تصرف کروند عفو است فی الدنیا والآخرہ۔ وللہ الحمد علیٰ کل حال۔

(۲۵) **مکتوب سی و ششم**۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ
والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین
والملائکۃ المقربین وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اما بعد الحمد والصلوٰۃ
والسلام فان اللہ غفور رحیم عزیز دینی و دوست یقینی خواجہ حبیب اللہ
نوراللہ قلبہ بنور الایمان وصدرہ بنور الاسلام وجدہ باتباع شریعت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم عریض التماس عبدالواحد وعبدالوہاب دوست دینی این

فقیر و نیکخواه آن عزیز دینی و دنیاوی شفقت و رحمت درباب ایشان منت عظیم بر فقیر
انشاء اللہ تعالیٰ و للہ الحمد علی کل حال ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سبحان
ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمین خیرکم
للہ بالخیر فی الدنیا والآخرۃ ان اللہ علی ذلک قدیر و بالاجابۃ جدیر۔

(۲۶) مکتوب بستی و ششم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی وفق عبادہ
علی التعاون بالبر والتقویٰ والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ
والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصٰلحین
اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فان اللہ تعالیٰ یحب من اتبع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم میان شیخ حاتم سلمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین مکتوب وشکرو
کنار و ہیل و دو دیگر کالہ رسیدہ للہ الحمد علی کل حال۔ واضح باد کہ میان قاضی
لہرے را در تبع و ضبط خود بدارند۔

(۲۷) مکتوب جہلم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی نور قلوب المومنین
بنور الایمان و شرح صدور المسلمین بانشراح الاسلام والصلوٰۃ
علی رسولہ محمد ن الذی ختم اللہ تعالیٰ للانبیاء والمرسلین صلوٰۃ علیہم بہ
اما بعد الحمد والسلام فقد قال اللہ تعالیٰ فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل
عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً سبحان ربک رب
العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین
میان شیخ حاتم سلمہ فی الدارین۔ مکتوب و سہ تنگہ نقرہ و پنج سکہ داولی ارسال
سر بیر شیرنی میان شیخ حاتم را۔ ہرچہ بفروختن غلہ یا از دیہہ زر پیدا شود بر دست

کس بفرستن انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۸) **مکتوب چہل ویکم** - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ
علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین
والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین امابعد الحمد والصلوٰۃ والسلام
فان اللہ تعالیٰ یحبّ من ابتع النبی صلی اللہ علیہ وسلم میان شیخ حاتم
سلمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین مکتوب ونہ سیر شہد وسہ سیر اہل وپنجاہ ویک تنگہ نقرہ
اوہین گرار دہ وللہ الحمد میان عبدالوہاب مکتوب وپنج تنگہ مسیہ مرسلہ شان
رسید قال اللہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون

(۲۹) **مکتوب چہل ودوم** - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - الحمد للہ رب العٰلمین
والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد الحمد والصلوٰۃ
والسلام میان شیخ حاتم سلمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین - دو دستار ویک سبز نیمہ قبار
رسید وللہ الحمد یک تنگہ نقرہ شیر شاہی دسی سموسہ میان شیخ حاتم را حضرت
بی بی ارسال کردہ لہذا از دیہہ یاد کردہ بگیرند دہ سموسہ ویک سکہ نقرہ شیر شاہی
دو تنگہ سکندری شیخ عبدالجلیل برائے پائزار ہا فرستادہ اند خرید کردہ فرستادن
فرمائید - از آدم محمد قدمبوس قبول فرمائید -

(۳۰) **مکتوب چہل وسوم** - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - الحمد للہ رب العٰلمین
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام
علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین
امابعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فان اللہ تعالےٰ غافر الذنب قابل التوب

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ
رب العلمین میان شیخ حاتم سلمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین مکتوب برسید ہانس
وہشتاد وسہ سکہ نقرہ شیرشاہی وہشت دوہ تنگہ سیہ شیرشاہی رسید وللہ الحمد
علی کل حال دہ سکہ سیہ ودو سیر سونٹھ میان عبدالوہاب ارسال کردہ اند رسید
ارسال دو تنگہ نقرہ شیرشاہی تفصیل یک تنگہ نقرہ میان عیسیٰ رانیم تنگہ میان
اللہ بخش رانیم تنگہ میاں حاتم ارسال یک تنگہ نقرہ شیرشاہی پسر میان
عبدالوہاب خطیب مسمی عبدالحق درین ماہ زادہ ارسال میان شیخ حاتم را
دوازدہ سیر اندرسہ وہشت گز جامہ پیراہن ارسال پنج سیر سونٹھ میان شیخ
الہداد دانشمند، یک تنگہ نقرہ شیرشاہی شیخ عبدالوہاب ارسال گردانند۔
درخانہ شیخ عبدالوہاب در ماہ حال دختر زادہ اللہ تعالیٰ الغفور الرحیم۔

(۳۱) مکتوب چہل و چہارم بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین و
الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ والسلام علی
الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین
امابعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فان اللہ یحب التوابین ویحب المحسنین
مکتوب میان شیخ حاتم و دو پرکالہ وانبرس دلستہ وگل شکر رسیدہ وللہ الحمد
والصلوٰۃ لرسولہ محمد والہ واصحابہ قال اللہ تعالےٰ والکاظمین الغیظ و
العافین عن الناس واللہ یحب المحسنین ارسال شیرینی شکر دو سیر میان
شیخ حاتم را دو پنڈی میان شیخ حاتم را ارسال یک سیر شیرینی قند میان
اللہ بخش را چہار پنڈی شکر قاضی لہرے را ارسال دو پنڈی میان

عبدالوہاب ارسال یک تنگہ نقرہ شیرشاہی میان شیخ حاتم ارسال یک تنگہ نقرہ شیرشاہی میان اللہ بخش ارسال پنڈی دوازدہ سیر تفصیل دونیم سیر قاضی لہرے دونیم سیر میان شیخ حاتم را دونیم سیر میان عبدالواحد و عبدالوہاب ارسال نیم سیر سونٹھ شیخ اللہ بخش و شش گز جامہ میان اللہ بخش پنج سیر شیرینی فتح ملک خواہر میان شیخ الہداد۔

(۳۲) **مکتوب چہل و پنجم**۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد الحمد و الصلوٰۃ والسلام الاعلم احق بالامامۃ ثم الاقرا ثم الاورع ثم الاسن عبدالوہاب عالم قاری متقی اسن عہد خطابت بدرا بود۔

(۳۳) **مکتوب چہل و ششم**۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین اما بعد الحمد و الصلوٰۃ والسلام فقد قال اللہ تعالےٰ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ میان عبدالواحد بعد توکل علی اللہ بعد توبہ و استغفار و حضرت قاضی و سید دلو دی و ہر یک مخادیم و ہر یک مسلمان توبہ و استغفار کردہ توکل علی اللہ کردہ بر بادشاہ توجہ کنند انشاء اللہ تعالیٰ میان عبدالواحد فرمان خود و فرمان کل قریہ و پروانہ جات موضع برکھیرہ برابر خود کردہ بر بادشاہ توجہ کنند انشاء اللہ تعالیٰ قال اللہ تعالےٰ ان لا تتخذوا من دونی وکیلا۔

(۳۴) مکتوب چہل و ہفتم۔ عین مکتوب قاضی لہرہ خود نگہ کنند انشاء اللہ تعالیٰ

هوالله لا اله الا هو میان عبدالواحد و میان عبدالوهاب واضح باد
چهار روپیه شیرشاهی را کودرویا منڈوا نرخ قصبه بیع کرده بدهند هرچه
قاضی لهرے در مکتوب خود نبشته اند روپیها کودرویا منڈوا و بدان صورت
بگیرند انشاء الله تعالی۔

(۴۵) مکتوب چهل و هشتم۔ الحمد لله رب العلمین والصلوٰة علی رسوله
محمد واصحابه والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین
وعلی عباد الله الصالحین۔ اما بعد الحمد والصلوٰة والسلام فان
الله تعالی غفور رحیم میان عبدالواحد و عبدالوهاب کلاهما الله مع الاولاد
والاتباع فی الدنیا والآخره واضح باد۔ درمجموع رسید ولله الحمد علی کل حال
ثم حصه غله میان شیخ محمد را بدهند۔ سی من گندم و سی من شالی و پانزده من ماش
میان الله بخش را بدهند۔ ده من ماش و ده من شالی میان کمال را بدهند
هشتاد تنگه نقره را شالی و گندم و ماش عبدالباقی و عبدالجبار و رضیا ملک ذیدن
و بی بی گشائیں را بدهند انشاء الله تعالی۔ بست و پنج روپیه بی بی عائشه
در خانه میان شیخ عبدالجلیل امانت نهاده اند غله سه روپیه بی بی عائشه را برای
صرف بدهند انشاء الله تعالی سی من ماش میان عبدالواحد را و سی من
میان عبدالوهاب را و ده من میان عبدالعزیز را بدهند و دو روپیه خانه را
و دو روپیه دختران قاضی لهرے هفت من ماش نظام و هفت من ماش
عبدالله و هفت من بهکاری و سه من پسر برادرانش را۔ میان اونیه را
اینجا غله ادا خواهم نمود آنجا منع کردم انشاء الله تعالی دو روپیه را پائزار صابر خریده

بفرستن انشاء اللہ تعالیٰ یکمن وہ سیر برنج میان عبد الوہاب را جہل روز بخورند وچہل تلنفر۔

(۳۶) مکتوب چہل ونہم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فانی رضی عما رضی اللہ عنہ ورضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میان عبد الواحد ومیان عبد الوہاب سلمہما اللہ تعالیٰ فی الدارین مکتوب رسید وللہ الحمد علی کل حال در... دیہہ بلگرام ودیہہ قصبہ گویا مئو حفظ اللہ تعالیٰ عن الآفات عامل باشند چنانکہ صلاح کار شود فی الشریعۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ شمایان را واین فقیر را وہر یک مسلمان را آمرزیدہ دارد فی الدنیا والآخرۃ اللہم اغفر لی ولوالدی ولجمیع المومنین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین میان شیخ الہداد را سلام ودعاء اعلام آنکہ برای نکاح شیخ حمید حجابہ اللہ تعالیٰ امن الذین لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون نیت کنند وتوجہ سوی حق تعالیٰ الحرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم درین زمان صحیح النسب من الطرفین پیدا کند انشاء اللہ تعالیٰ غفور رحیم بست من گندم ودہ من کتان از میان قاضی لہرے نطلبید اگر خواہد باز گردانید بدہند۔

(۳۷) مکتوب پنجاہم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین امابعد الصلوٰۃ والسلام فان

الله تعالیٰ غفور رحیم۔ عبدالوہاب و عبدالواحد و قاضی لہرے سلمہم الله تعالیٰ فی الدارین سلام و دعا و اعلام آنکہ چہل و چار تنگہ نقرہ شیرشاہی بابت دیہہ بگرام رسید والحمدلله علیٰ کل حال یکصد و ہشتاد و ہفت تنگہ نقرہ و ہفت تنگہ مسیہ و دوازدہ نیم جیتل رسید ولله الحمد علیٰ کل حال دو تنگہ و نقرہ میان الله بخش و چہار تنگہ میان عیسیٰ را و شش تنگہ میان عبدالوہاب و شش تنگہ نقرہ عبدالواحد را و سہ تنگہ میان قاضی لہرے را و یک تنگہ میان پیارے را جمیع سی تنگہ نقرہ شیرشاہی از جملہ چہل تنگہ سی تنگہ باقی اند انشاء الله تعالیٰ۔ واضح باد یک کتاب و یک تھان ململ و یک تنگہ نقرہ برای قبول سلطان را ارسال کردہ شد حضرت میان شیخ الہداد کتاب و ململ و یک تنگہ نقرہ باخر الطا کہ در کتاب نوشتہ اند بجا آرند انشاء الله تعالیٰ ہو الموفق لہ و لجمیع المومنین و المومنات۔

(۳۸) **مکتوب پنجاہ و یکم**۔ بسم الله الرحمٰن الرحیم ھو الذی لا الٰہ الا ھو۔ میان عبدالواحد و میان عبدالوہاب و میان الله بخش ہر یک را سلام و دعا و اعلام آنکہ میان قاضی لہرے را تمانون سکہ مسیہ کہ نصف آن اربعین شود بدہند انشاء الله تعالیٰ ولله الحمد علیٰ کل حال و لا حول و لا قوۃ الا بالله العلی العظیم۔

(۳۹) **مکتوب پنجاہ و دوم**۔ بسم الله الرحمٰن الرحیم میان عبدالوہاب را سلام و دعا و اعلام آنکہ میان شیخ پیارے مشورت کردہ ہر چہ از مقدمان ہیچ حساب خاطر پیدا شود منبہ و نیشکر بعد مجرا دادن خرچ مگر بر رعیت ظلم بر ہر چہ از مقدمان پیدا آید بگیرند بمشورت میان شیخ و غلہ رعیت نصف تسلیم رعیت کنند بمشورت میان شیخ پیارے و ہر چہ است بفروشند۔ و ہر چہ از رعیت دست دہد بفروشند۔

(۵۳) **مکتوب پنجاه و سوم** - الحمد لله رب العٰلمین والصلوٰة علی رسوله محمد و آله و اصحابه والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین اما بعد الحمد والصلوٰة والسلام فان الله تعالیٰ لغفور رحیم میان شیخ عبد الواحد و شیخ عبد الوهاب سلام و دعا و اعلام آنکه از جان بنجاره شش روپیه بسرعت بگیرند اگر میسر نشود غله ما با جرت شش روپیه در قصبه امیٹھی برسانند - یک تنگه سیه اجرت یکمن و ده تنگه نقره شیرشاهی از پیرا بنجارا نیز بگیرند اگر میسر نشود غله ما با جرت ده روپیه در قصبه امیٹھی برسانند یک سکه سیه شیرشاهی اجرت یکمن غله - دیگر واضح باد که چوب شتیر چون دست دهد بخرند برای عمارت خانه که شیخ احمد نصب کرده اند انشاء الله تعالیٰ روپیه شش از جان بنجاره و ده روپیه از پیرا بنجاره بگیرند بهر صورتے که دست دهد انشاء الله تعالیٰ تقصیر نکنند ولله الحمد علیٰ کل حال و میان عبد الوهاب واضح باد غله زراعت میان محمود و شاملخ و شالی میان محمود را بدهند انشاء الله تعالیٰ و هرچه مزارع کاشته اند در ان دخل نه دهند بعد ظهور ما ارادالله تعالیٰ واضح خواهد شد انشاء الله تعالیٰ ولله الحمد علیٰ کل حال مکتوب بعد از خواندن برخوردارند و پنج تنگه نقره شیرشاهی و نه تنگه سیه رسید ولله الحمد علیٰ کل حال پنجاه من شاملخ عبد الواحد را بدهند و پنجاه من عبد الوهاب و پنجاه من قاضی لهرے را و هرچه تخم گندم و جو جبی است قاضی لهورے بسے من و عبد الوهاب و عبد الواحد را حاجت شود بگیرند بشرح انشاء الله تعالیٰ - و برای محافظت خانه کسان معتبر هرچه حاجت شود آن نیز بدهند و هرچه آید. و روغن ماکان را حاجت شود آن نیز عنایت کنند انشاء الله تعالیٰ و کس که کار ما به عنایت و همدردیها کند در ان نیز تقصیر نکنند انشاء الله تعالیٰ ارسال چهل سکه نقره برای شیخ عبد الواحد

خرچ لشکر بادشاه گرفته اند صحیح کرده بدہانند و ہیچ قرض بر رعیت ماندن ندہند۔

(۴۱) **مکتوب پنجاه و چہارم**۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فان اللہ تعالے ارحم الراحمین میاں عبد الواحد وعبد الوہاب رحمہما اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرہ سلام ودعا واعلام آنکہ سی من قند دو جاموش اجرت داده پانزده من شکر یک جاموش اجرت داده و پنج من زنجبیل یعنی سونٹھ خرید کرده و اگر بتقدیر اللہ تعالے خاصہ مذکور میسر شود خرید کرده بفرستند انشاء اللہ تعالے وللہ الحمد علی کل حال۔

(۴۲) **مکتوب پنجاه و پنجم**۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فمن عمل لشریعۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فہو فی رضاء اللہ تعالے جل جلالہ۔ میاں عبد الواحد میاں عبد الوہاب سلمہما اللہ تعالیٰ فی الدارین۔ مکتوب وپانصد و چہل تنگہ نقره شیر شاہی مفصل رسید وللہ الحمد علی کل حال بست و ہفت سکہ نقره شیر شاہی میاں اللہ بخش را بدہند یا ہرچہ غلہ بست و ہفت سکہ نقره میاں اللہ بخش خواہند بدہند انشاء اللہ تعالیٰ۔ پنج سکہ نقره بابت قرض خان و دو سکہ نقره شیر شاہی بابت قرض حاجی حانک حوالہ میاں عیسیٰ متعلم کنند انشاء اللہ تعالیٰ ده تنگہ نقره شیر شاہی پنج تنگہ میاں عبد الوہاب و پنج تنگہ

میان عبدالواحد برائی نکاح فرزندان بگیرند انشاء اللہ تعالیٰ میان عبدالوہاب و عبدالواحد سلام و دعا بعد الحمد و الصلوٰۃ اعلام آنکہ در دیہہ ہای بلگرام میان قاضی لہورے و ہیچ کس را دخل ندہند عبدالوہاب و عبدالواحد و کس مطیع ہر دو کسان بودہ باشند عمل کنند انشاء اللہ تعالیٰ تمام تاکید نبشتہ شد انشاء اللہ تعالیٰ تجاوز نخواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ و تنگہ نقرہ شیرشاہی میان اللہ بخش را شالی از خانہ فقیر غفر اللہ لہ تعالیٰ ولوالدیہ تسلیم کنند انشاء اللہ تعالیٰ و یک تنگہ نقرہ میان پیارے را و دو تنگہ نقرہ میان عیسیٰ را ارسال کردہ شد و پنج تنگہ نقرہ و یک تھان ململ فرزندان قبول سلطان را واضح باد زراعت محمود را در میان میان حاتم مناصفہ کردہ نیمہ او را بدہ و نیمہ خود بگیرند - شالی و شامخ کودرد - و ہر زراعت کہ کردہ است مناصفہ کردہ نیمہ گیرند و نیمہ او را بدہند انشاء اللہ تعالیٰ -

(۵۶) مکتوب پنجاہ و ششم - الحمد للہ علی کل حال - برادر میان شیخ عبدالواحد مکتوب آن برادر رسید ہر چہ نبشتہ بودند معلوم شد باید کہ ہر چہ حاجت خود و مصاحبان خود باشد و حاجت ہر حاجتمندے از حاصل خرچ کنند ہیچ تعلق در دل نہ کشند و ہر چہ غلہ بدست رسید بگیرند باقی بدلہ تر ہای شامخ و شالی و ماش و کودرو بدارند اگر قابل رعیت زر خواہد بود فبہا و گرنہ غلہ مبدلہ زر خواہند دادن انشاء اللہ تعالیٰ اللّٰہم صل علی محمد و آل محمد -

(۵۷) مکتوب پنجاہ و ہفتم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ والسلام علی الانبیاء

والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین امابعد الصلوۃ
والسلام فان اللہ تعالی الغفور رحیم ۔ میان عبدالوہاب و عبدالواحد
بعد السلام بدانند از قاضی لهرے طلب گندم نہ کنند گندم بخشیدہ شدہ وللہ
الحمد علی کل حال سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی
المرسلین والملائکۃ المقربین ۔

(۴۵) مکتوب پنجاہ وششم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العلمین و
الصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین
والملائکۃ المقربین امابعد الحمد والصلوۃ والسلام میان عبدالواحد
وعبدالوہاب سلمہما اللہ تعالی فی الدارین وحفظہما اللہ تعالی عن آفات الدنیا و
الآخرہ بست سکہ نقرہ شیرشاہی قرض حسنہ قاضی لهورے بدہند انشاء اللہ
تعالی وللہ الحمد علی کل حال ۔

(۴۶) مکتوب پنجاہ ونہم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العلمین
والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وعلی الانبیاء
والمرسلین وعلی الملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین امابعد
الحمد والصلوۃ فقد قال اللہ تعالی انی انا اللہ لا الہ الا انا من لم
یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیطلب ربا
سوائی ۔ حضرت میان الہداد وبرادرم میان عبدالواحد ومیان عبدالوہاب
ومیان اللہ بخش سلام ودعاء خیریت دارین واعلام آنکہ فقیر حقیر خاکپائے ہر
صغیر وکبیر صحت ملی خدائی تعالی بکرم ولطف خود کردہ است وللہ الحمد علی کل حال

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ہر یک عزیزان ترقی دارین شود انشاء اللہ تعالیٰ۔ اثنا وخمسون سیر شیرینی رسید ولله الحمد علی کل حال

(۴۷) مکتوب شصتم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فقد قال اللہ تعالےٰ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ولا تتخذوا من دونی وکیلا۔

میان عبد الواحد سلام ودعا باید کہ توجہ سوی رحمت خدای تعالیٰ کردہ ودردل قناعت کردہ وتوبہ کردہ واستغفار کردہ بدلہ مضاعفہ در موضع پتھری ترک کنند از موضع کرڈہ وموضع ٹھینی وخبسہ داری دور کنند انشاء اللہ تعالیٰ وعلی اللہ تعالیٰ حسن وچہارصد بیگہ زمین خود تصحیح کنند وشصت بیگہ زمین موضع بھمٹہ ریچ نہ جنباند قناعت کنند ان اللہ تعالیٰ غفور الرحیم وشیخ عبد النبی ہرچہ فرمایند بران عمل کنند وراضی بر قضای خدای تعالیٰ جل جلالہ باشند انشاء اللہ تعالیٰ۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمین ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پانصد بیگہ زمین موضع پتھری بدلہ مضاعفہ ترک کنند انشاء اللہ تعالیٰ

(۴۸) مکتوب شصت ویکم (میان عبد الواحد میان عبد الوہاب سلمہما اللہ تعالیٰ مع الاولاد والاتباع مکتوب رسید وتنگہ ہای نقرہ شیرشاہی رسید ولله الحمد علی کل حال واضح باد ہرچہ خرچہ میان عبد الواحد را حاجت شود خرچہ کردن را تقصیر نکنند انشاء اللہ تعالیٰ میان عبد الوہاب را شتاب خرچہ ارسال شود انشاء اللہ چہار تنگہ نقرہ شیرشاہی ازجملہ دہ تنگہ نقرہ شیرشاہی کہ در ذمہ خانہ قرض است میان عبد الوہاب رابدہند

ومیان عبدالوہاب کوشش کردہ بگیرند و خرچہ خانہ خود کنند انشاء اللہ تعالیٰ و یک
سکہ نقرہ از جملہ دہ تنگہ نظام را بدہند و یک نیم تنگہ پسر شیخ معین را بدہند و یک
تنگہ میان پیارے را و یک تنگہ میان نعمت اللہ و دہ من شالی و دہ من گندم و دہ
من ماش و دہ من نخود و دو من کنجد و دو من کتان میان اللہ بخش را نقرہ شیر شاہی
قمر الدین را یک تنگہ نیم تنگہ قطب الدین را بابتہ قرض خانہ را جمع دہ تنگہ تقسوم کنند
انشاء اللہ بست و یک تنگہ نقرہ شیر شاہی عبدالباقی و عبدالجبار و بی بی گوشائیں
و رضیا ملک را و خدیجہ بدن را نقد یا غلہ ہر چہ حاجت شود انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۴۹) **مکتوب شصت و دوم**۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین
والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء
والمرسلین والملائکۃ المقربین امابعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فقد قال اللہ تعالیٰ
فی کلام القدسیہ انی انا اللہ لا الہ الا انا من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی
بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیطلب ربا سوائی رزقنا اللہ تعالیٰ ذلک للمومنین
بمنہ وکمال کرمہ۔ میان عبدالواحد ومیان عبدالوہاب ومیان اللہ بخش سلام ودعا
قال اللہ تعالیٰ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام و
قال اللہ کل شیئ ھالک الا وجھہ۔ شیخ احمد ثلثین من غلہ سیاہ و ہر چہ خرچ
کنند اگر دست دہد و باقی بماند از دیوان وللہ الحمد علی کل حال۔

(۵۰) **مکتوب شصت و سیوم**۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین و
الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء
والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔ امابعد الحمد والصلوٰۃ والسلام

فان اللہ تعالےٰ غفور رحیم - لا یضر مع اسمہ شئی وھو السمیع البصیر میان
عبد الواحد و میان عبد الوہاب سلمہما اللہ تعالیٰ فی الدارین وحفظ اللہ تعالیٰ ایاہما
من الآفات والامراض والاسقام ومن شر الشیطان والجن والانسان بحرمۃ النبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام - مکتوب و ہفت صد و ہفتاد و چہار سکہ رسید وللہ الحمد علی کل حال
لاحول ولاقوۃ الا باللہ میان عبد الواحد و میان عبد الوہاب و ہر یک فرزندان
را بشارت فی الدنیا والآخرہ - چہل من گوجئی میان عبد الواحد و چہل من گوجئی میان
عبد الوہاب و چہل من گوجئی میان اللہ بخش را سہ من کتان و سہ من نخود و چہار من
گندم میان اللہ بخش را سہ من کتان و سہ من نخود و چہار من گندم دہ من گوجئی شیخ
پیارے را جمیع یکصد و چہل من یک تنگہ نقرہ میان کمال بدہند و دیر کالہ
پانزدھی بابت خیرآباد و دو دستار جانب خیرآباد کس فرستادہ خرید کردہ بفرستن انشاء اللہ
تعالیٰ - وللہ الحمد علی کل حال والصلوٰۃ علی رسولہ سی من گوجئی و دو صد
من گندم عبد الباقی و عبد الجبار مادر ایشان بدہند انشاء اللہ تعالےٰ -

(۵۱) مکتوب اشصت و چہارم - بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ رب العلمین و
الصلوٰۃ علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین
والملائکۃ المقربین اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فقد قال اللہ تعالیٰ ومن یتوکل
علی اللہ فہو حسبہٗ میان عبد الواحد و میان عبد الوہاب سلمہما اللہ تعالیٰ و
جعلہما اللہ تعالےٰ امن الذین لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون مکتوب رسید
و سیصد و پنجاہ و ہشت تنگہ نقرہ رسید وللہ الحمد علی کل حال والصلوٰۃ علی رسولہ
محمد و آلہ - ہشت تنگہ نقرہ شیر شاہی میان اللہ بخش را ہر چہ ایشان فرمانید گندم و

شالی و غلہ دیگر و نقد و ہشت تنگہ نقرہ غیر شاہی میاں عبد الوہاب را و چہار تنگہ غیر شاہی میان عیسٰی را و یک تنگہ نقرہ آدمن را دیک تنگہ قمر الدین را و یک تنگہ نقرہ متفرقہ و دہ تنگہ مسیہ مادر قاضی احمد را و پنج تنگہ مادر عبد الغنی را باقی میاں عبد الواحد و عبد الوہاب در میان خویش بقدر استحقاق قسمت کنند انشاء اللہ تعالیٰ و یک تعویذ کس ترکمان مظفر آغا و ثلثۃ و عشرین تنگہ نقرہ بسلیم خان و نظام و قاضی احمد انشاء اللہ خواہد رسید و دو تنگہ نقرہ رستم بیگ را و دعائے جزاہ اللہ تعالیٰ بالخیر و دو سکہ نقرہ شیخ پیارے را دعائے جزاہ اللہ تعالیٰ بالخیر۔

(۵۲) مکتوب شصت و پنجم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و اصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین اما بعد الحمد والصلوٰۃ فلان الدنیا دار فان و دار ابتلاء و دار احزان و دار تحصیل رضی اللہ عنہ الی لمن کان فی قلبہ خشیۃ اللہ تعالیٰ مکتوب رسید و زراعت قاضی لہورے در موضع مٹنی منع کنند انشاء اللہ تعالیٰ و زراعت محمود و نیز منع کنند انشاء اللہ تعالیٰ دریں فصل از ہر دو کس نصف گیرند انشاء اللہ تعالیٰ پنجاہ من غلہ عبد الوہاب را بدہند نیمہ گندم نیمہ نخود اگر آسان شود غلہ بلگرام در قصبہ امیٹھی اجیران ببارند انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۵۳) مکتوب شصت و ششم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فقد قال اللہ تعالیٰ

---

عہ یہ غالبًا الاحزن استثناء ہے ۱۲ مصحح

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ ویضل
اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء و القول الثابت کلمۃ طیبۃ و
ھو قولہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میان عبد الوہاب سلمہ اللہ
تعالیٰ فی الدنیا والآخرہ و دیہہا ہیچ از رعیان نگیرند نہ غلہ نہ درم تا چہ پیدا آید
انشاء اللہ تعالیٰ نہالی دو عدد نیمہ و نہالچہ رسید و للہ الحمد علی کل حال و ہر مستحقے
کہ در مسجد ملازم باشد قبا و جامہ و طعام اد را ایش کنند انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۵۴) **مکتوب شصت و ہفتم**۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین و
الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ و اصحابہ و السلام علی الانبیاء
والمرسلین و الملائکۃ المقربین وعلیٰ عباد اللہِ الصٰلحین اما بعد الحمد و الصلوٰۃ
قال اللہ تعالیٰ وشاورھم فی الامر میان عبد الوہاب و میان عبد الواحد
و میان قاضی لہرے ہر یک عزیزان بدانند بموجب کلام خدای تعالیٰ در آیہ
وشاورھم فی الامر کار کنید انشاء اللہ تعالیٰ و میان قاضی لہورے بغیر مشاورت
میان عبد الواحد و میان عبد الوہاب کار نکنند انشاء اللہ تعالیٰ ارسال برنج
بست و پنج سیر دہ سیر میان اللہ بخش۔ پنج سیر میان عبد الوہاب پنج سیر
میان عبد الواحد و پنج سیر میان قاضی لہورے مثبت و بشارت روشن
دلی و آرام بتوفیق اللہ تعالیٰ و للہ الحمد علیٰ کل حال و دو نیم من قند و زنجبیل کمین
رسیدہ و للہ الحمد۔

(۵۵) **مکتوب شصت و ہشتم**۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین
و الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ و اصحابہ و السلام علے

الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین اما بعد
الحمد والصلوٰۃ فقد قال اللہ تعالیٰ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیھا
وما ربک بظلام للعبید میاں عبد الواحد ومیاں عبد الوہاب ومیاں
اللہ بخش سلام ودعا۔ بعد از سلام اعلام آنکہ دو دستار وسہ پرکالہ شیخ احمد خرید
کردن فرمود چنانکہ ؎ بلدہ را تعین گردانند از خیرآباد خرید کردہ آرد وللہ
الحمد از نمک از محلے اگر در دست آید وچیزے غلہ درست رسد فروختہ وغلہ بر
دست کس معتمد بفرستند انشاء اللہ تعالیٰ وللہ الحمد علی کل حال۔

(۵۶) مکتوب شصت ونہم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ
والسلام علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ
الصالحین اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فقد قال اللہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون
اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم فرزند نور دیدہ شیخ احمد جعلہ اللہ
من المحبوبین سلام یکجفت جامہ ویک دستار ودو کلاہ وکفش وپیراہن وازار
ویکجفت پائزار رسید والحمد للہ علی کل حال میاں شیخ الہداد ومیاں شیخ
عبد الواحد ومیاں شیخ عبد الوہاب وشیخ اللہ بخش را سلام ودعا ونام پسر ذکریا۔

(۵۷) مکتوب ہفتادم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین و
الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی الانبیاء
والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین اما بعد الحمد والصلوٰۃ
والسلام قال اللہ تعالیٰ خلق آدم وحواء وخلق منہما رجالاً کثیراً ونساءً
وارسلہما فی الدنیا لتحصیل المعرفۃ والمحبۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ - توکلت علی اللہ ربی وربکم مامن دابۃ الا ھو اٰخذ بناصیتھا
ان ربی علی صراط مستقیم میاں عبد الواحد و عبد الوہاب سلام و دعا
آنکہ قبا و نیمہ و دہ جفت نعلین و کلاہ و قبا عبد الحلیم دادرک یکمن و تنگہ نقرہ میاں
پٹارہ و پاپتابہ کل رسید و للہ الحمد والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد
سہ سیر برنج میاں پیارے را میرزا علیخان رایک چیز منقول کہ مقتضی ظل عرش
شود فی یوم لاظل الا ظل العرش انشاء اللہ تعالیٰ ارسال شود باذن اللہ تعالیٰ
واللہ علی کل شیئ قدیر -

(۵۸) مکتوب ہفتاد و یکم - بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ والسلام
علی الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصلحین
اما بعد الحمد والصلوٰۃ والسلام فان اللہ تعالیٰ غفور رحیم میاں
عبد الواحد و میاں عبد الوہاب سلمہما اللہ تعالیٰ فی الدنیا والاخرہ - مکتوب و
ہفت صد سکہ رسید و للہ الحمد علی کل حال - میاں عبد الوہاب مواظبت
براد عیہ کہ در عوارف مذکور اند و بر تلاوت قرآن مجید بقدر امکان و فرصت
باید کرد انشاء اللہ تعالیٰ - سی من گندم سی من شالی سی من ماش میاں عبد الوہاب
را بہ ہند و سی من شالی و سی من گندم میاں قادن را بدلہ محصول ایشان کہ
سابق و لاحق است - بست من گندم و شش من شالی میاں کمال و چہار
من شالی و سہ من گندم نظام را و چہار من شالی و سہ من گندم نظام صالح و بدین

قدر بهکاری: بدین قدر قمر الدین و بدینقدر عزیز قمر الدین و سه من پسر او ربست من گندم و بست من شالی میان عبد الواحد و بست من گندم و بست من شالی میان عبد الوهاب هیچ کس را بغیر کتابت مشرح و آهنگے غلہ ندهند انشاء الله چهار من شالی و چهار من گندم میان شیخ سلیم را سپرد میان شیخ محمود کنند جمیع دو صد شصت و سه من۔

(۵۹) مکتوب هفتاد و دوم۔ میاں عبد الوهاب و عبد الواحد سلام و دعا اعلام آنکه صد من غله پنجاه من کودرو و پنجاه من شالی میاں عبد الوهاب را نیمه میاں عبد الواحد و یکصد و بست من غله میان الله بخش را نود من شالی و سی من کودرو و شش من کودر نظام و شش من عبد الله۔

## تمام شد انتخاب محبوب القلوب

واخذ المحرر هذا النقل من الاصل الصحیح القائم بخطه از ان خطوط مستقیم الحال به تتبع تامه و باحتیاط کامله در تصویرش کوشیده و حرفے متفاوت و متروک بتحریف نگشته و فهرستش را بر طبقات ثلث اختیار نموده مبنی ساخته به سعی بلیغ درین امور که باهتمام تامه شده، و اقل القلیل در ضبط نوک قلم در آورده، و اکثر بسبب سهو خلائق از دست رفته، و بعضے موجب خواهش و مطالب خوش بیش خواتین ملوک تبرکا گذرانیده و بدین نسق قصه قضات قصبه گویا موا ست چون ایشان بملازمت نواب خان خانان رسیده و ریافته و ذکر اوصاف و شرافت ذات عالیات که مشهور و معروف بود معلوم نموده بسمع نکات عجائب و مقدمات غرائب بکمال حب شائق شده گر اگر رقعات د

وکلام رفیع الشان بدست آید بہتر کہ بمطالعہ حرفات دقائق سرور افزاید، بحسب طلب کہ بغایت مائل و راغب یافتہ رقعات چند کہ ہمراہ داشتہ آنرا سپرد نمودہ، از ذوق تمام و اشتیاق مالا کلام بجد و جہد از ایشان رسانده ہمراہ بر دہمین اقسام کہ از مشاہدات نظر مستور و مخفی ماندہ کہ اصل نز عش الی یومنا ہذا موجود بست و برین حقیقت کتابت حضرت بندگی قدس سرہٗ کہ بحضرت شیخ عبدالنبی صدر رحمۃ اللہ علیہ نصائح آمیز مرقوم فرمودہ، و بندہ مہما امکن کہ مقدور طاقت بشری است در تفحص آن صرف نمودہ، و بجست و جوئی آں دست زدہ نقل و فرع آن ہم نرسیدہ، و بسا تاسف بر تضیع مکتوب سابق (الخ)

(خاتمہ محبوب القلوب)

# باب سوم

در ذکر

بزرگان و اعیان و اشراف گوپامئو رحمہم اللہ تعالیٰ

و

اولیائے کرام قدس اللہ اسرارہم و امرائی شاہی

مذکورین

## انتخاب ملفوظ محبوب القلوب

# گوپامئو[ا]

## (قسم اول در احوال)

خزان رسید وگلستان بآن جمال نماند ؎ سماع بلبل شوریدہ رفت وحال نماند
نشان لالۂ این باغ از کہ می جوئی ؎ بروکہ انچہ تو دیدی بجز خیال نماند

احوال وقائع، خوارق اور مکتوبات میں جن اعیان واشراف کے اسماء مذکور ہوئے ہیں ضرورت تھی کہ اُن کی توضیح وتشریح کر کے بتا دیا جائے کہ یہ حضرات کون تھے کن گھرانوں اور خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے دینی و دنیاوی مراتب کیا تھے۔

اہالیان گوپامئو میں حضرت شیخ حاتم سواتی کا مکان کس جگہ تھا۔ شیخ الہداد دانشمند عثمانی گوپاموی مع اہل وعیال کس محلہ میں بود وباش رکھتے تھے، اور وہ کوچہ رنگریزان کہاں پر تھا جسمیں شیخ جلال خیرآبادی نے غش کھایا تھا؟ اور کس مقام پر جلال خاں افغان نے عدلی شاد

---

ا۔ خلاصہ تاریخ عہد ماضی گوپامئو اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ از منہ گذشتہ میں یہ جگہ قنوج کے راج میں تھی مگر اس نواح میں ٹھٹھیروں کی آبادی تھی انھوں نے دریائے گنگا سے متوالی تک جب اپنا راج قائم کر لیا تو درمیان میں یہ جگہ بھی اُن کے قبضے میں آگئی راجہ جے چند والئے قنوج نے تنگ آکر اپنے دو سردار سروپ سنگہ عرف سوپی اور گوپال سنگہ عرف گوپی کو ان کی سرکوبی کیلئے مامور کیا چنانچہ ان بہادروں نے انکا استیصال کلی کر کے اس تمام علاقہ کو پھر قنوج کے راج میں شامل کیا اس کے بعد سروپ سنگہ بھنسری میں اور گوپال سنگہ عرف گوپی گومتی ندی کے کنارے موضع کھاتی یا اس کے قریب ترقلعہ تعمیر کر کے مع اہل وعیال متوطن ہو گئے اور گوپی مئو یا گوپال مئو نام رکھا جو طول زمانہ کی بول چال میں گوپامئو ہو گیا ۶۲۱ھ میں خواجہ شیخ تاج الدین غزنوی چشتیؒ نے بحکم التمش بادشاہ اس علاقہ کو فتح کرنے کے بعد اگرچہ قدیم آبادی سے کچھ ہٹ کر سکونت اختیار کی اور قلعہ ومسجد تعمیر کر کے جدید آبادی کی بنیاد ڈالی تو نام گوپامئو ہی رہنے دیا چنانچہ چھ سو سال کی تصانیف سے گوپامئو و گوپی مئو دونوں ثابت ہوتے ہیں اور یہ بات پایہ تحقیق کو پہونچتی ہے کہ موجودہ گوپامئو خواجہ تاج الدین چشتی موصوف کا آباد کردہ ہے اور قدیم آبادی یہاں سے تقریباً دو میل دور جانب پورب واقع تھی۔ ۱۲

کا نام خطبہ میں نہ پڑھے جانے کی علت دریافت کی تھی ؟ یا قنبر دیوانہ ہمایونی امیر گوپامئو کی تاخت وتاراجی کے بعد حضرت بندگی قدس سرہٗ کی قدمبوسی کیلیے کس جگہ حاضر ہوا تھا کیا کوئی صاحب بتا سکتے ہیں ؟ اگر ان واقعات کی نشاندہی کرنے والے کوئی صاحب نہیں رہے ہیں تو کاشکہ یہی معلوم ہو جاتا کہ وہ خانقاہ حضرت بندگی جسمیں روزانہ صرف گوپامئو کے اصحاب معرفت وارباب حقیقت بلکہ اُن کے علاوہ فیوض وبرکات روحانی واصلاح اخلاق باطنی کے بیرونی طالبوں کے ہجوم سے جگہ نہ رہتی ہوگی ، اب کیا ہوئی اور کس مقام پر تھی ؟ اور وہ دولت کدہ کس جگہ تھا جسمیں حضرت موصوف اور اُن کے متعلقین استراحت فرمایا کرتے تھے ؟ ؟ عقیدتمند تو خاک گوپامئو کا ذرہ ذرہ تھا ، ایسا کون گھر تھا جسمیں شمع بندگی نے اجالا نہیں کیا اور وہ کون قلب تھا جو حضرت موصوف کی صیقل توجہ سے مجلیٰ ومصفا نہیں ہوا ، پھر یہ لاعلمی کیسی ؟ بہتوں نے حضرت ممدوح کے انتساب سے اپنی وجاہت افزائی کی جو آجتک سنداً بیان کیجاتی ہے ، مگر آثار ویادگاروں سے بے نیازی وبیخبری کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی ، بجز اسکے کہ جو غرض تھی وہ حاصل ہو گئی ! اللہ اللہ اس خود غرضی کی بھی کوئی حد ہے ! !

بہر حال یہ اسمار کچھ تو بیرونی حضرات کے ہیں جنمیں اولیائے کرام بھی ہیں اور امراء وعمائد بھی مگر زیادہ تر اسمار بزرگان گوپامئو ہیں اور انھیں کا تذکرہ مقصود بالذات ہے مگر ضمناً سب کا مختصر ذکر بقدر معلومات سپرد قلم کیا جاتا ہے ۔ بتوفیق اللہ تعالےٰ ۔

## فصل اول در ذکر اعیان واشراف گوپامئو

(۱) حضرت شیخ آدم دانشمند گوپاموی (قسم اول در احوال) ابن مفتی شیخ محمد بن مفتی شیخ خواجہ بن مفتی شیخ شیخ بن مفتی شیخ آدم مورث اعلیٰ خاندان مفتیان گوپامئو بن شیخ محمد بن شیخ

یحییٰ بن شیخ عماد الدین بن حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سرحلقہ خانوادہ سہروردیہ قدس اللہ اسرارہم، حضرت شیخ محمد معروف جونپوری چشتی کے شاگرد، مرید اور خلیفہ نیز حضرت بندگی نظام الدین عثمانی امیٹھوی اور جدی قاضی عبد الرحمٰن لہرے کے خسر تھے۔ حضرت شیخ معروف صاحب نے بوقت عطائے خلافت آپ کو حضرت بندگی قدس سرہٗ کی اتباع و انقیاد کیلئے ہمراہ رہنے کا حکم دیا تھا اور درصورت نامناسبت طبعی اپنے پاس رہنے کیلئے فرمایا تھا، آپ کو سلسلہ طیفوریہ شامیہ مداریہ میں حضرت شیخ وجیہ الدین گجراتی متوفی ۹۹۸ھ سے بھی خلافت تھی جیسا کہ سلاسل طریقت آبائی نوشتہ حضرت ملا وجیہ الدین شہابی حفید صاحب تذکرہ سے معلوم ہوتا ہے۔

آپ کے جد اعلیٰ حضرت شیخ آدم صاحب اول مع اہل و عیال شہر اُچ نواح ملتان سے حسب روایت قدیم خاندان مفتیان ۸۵۰ھ میں گوپامئو تشریف لائے اور پھر یہیں متوطن ہو گئے، جسکے بعد حضرت شیخ شیخ آپ کے فرزند کو شاہان عصر نے یہاں کی خدمات افتاء تفویض کی مگر مفتی جی انتظام اللہ اکبر آبادی نے اس قدیم روایت سے آگاہی[۱] رکھتے ہوئے بغیر کسی تردید کے ۸۵۰ھ میں آمد تحریر کی ہے[۲]، جسکی وجہ اظہار ہمہ دانی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی، ممکن ہے کہ وہ اس عربی عبارت کو جو حضرت ملا صاحبؒ کی جانب منسوب ہے سمجھ ہی نہ سکے ہوں اور اسی بنا پر اسکی نقل کرنے میں بھی غلطیاں کیں جسکے باعث وہ غلط شائع ہوئی مگر باوجود اغلاط سنہ تنصیف و ثمانمائۃ تو بالکل صاف ہے۔ ع آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابد الدہر بماند۔

آپ ۹۱۱ھ میں بمقام گوپامئو پیدا ہوئے اور کسب فضائل علمیہ و روحانیہ کے بعد اپنے والد کی جگہ مفتی مقرر ہوئے، سلطان سکندر لودی سے لیکر اکبر بادشاہ تک بارہ بادشاہوں

---

[۱] مضمون ملا ر گوپامئو مندرجہ رسالہ مصنف علی گڑھ بابت اگست ۱۹۱۶ء صفحہ ۵۰ [۲] ایضاً صفحہ ۵۵

کا زمانہ پایا، ۹۳۷ھ میں نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے ایک موضع جسکی حاصلات اٹھارہ ہزار پانچسو تنگہ تھی معاف کیا، بوجہ بوسیدگی فرمان نام موضع صاف نہیں پڑھا جا سکا مفتی جی اکبرآبادی جانشین اصلی سجادہ مفتیان نے اسکو فرمان بابری تحریر کیا ہے[1] جو غلط محض ہے یہ فرمان میرے پاس موجود ہے مفتی جی نے میرے ہی پاس دیکھا تھا مگر اپنی جبلت سے اسپر بھی حاشیہ آرائی ضروری خیال کی حضرت دانشمند صاحب قدس سرہ نے بعمر ۹۰ سال ۱۰۰۱ھ میں بمقام گوپامئو وفات پائی مگر، مدفن نامعلوم اور نشان قبر معدوم ہے سہ

پس مرگ قبر پہ اے ظفر کوئی فاتحہ بھی کہاں پڑھے ؎ وہ جو ٹوٹا قبر کا تھا نشاں اسے ٹھوکروں سے اڑا دیا

حسب بیان نسابین خاندان مفتیان آپ کے صرف ایک ہی صاحبزادے حضرت مفتی شیخ عیسیٰ صاحب تھے لڑکیاں نہ تھیں مگر یہ بھی غلط محض ہے اور کم از کم مرقومہ بالا دو صاحبزادیوں کا ہونا تو مسلمات سے ہے، اگر اہلیہ جدی قاضی لہرے صاحب کا بوجہ مناقشات عہ خاندانی فیما بین جدی حکیم غلام حسن خان مرحوم و بزرگان خاندان ہذا ذکر نہیں کیا تھا نہ سہی، مگر حضرت بندگی قدس سرہ کے رشتہ دامادی کو نظر انداز کر دینا کوئی معمولی بات نہیں لوگ ایسے رشتہ جات کو ذریعہ افتخار و سرمایہ سعادت جانتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جہاں ایک زمانہ نے حضرت کے توسل کو باعث نجات اخروی اور سرمایہ برکات دینی و دنیوی سمجھا اور اُن کے محامد و مناقب میں صفحات قرطاس رنگین کرکے نہ صرف دارین کی سرخروئی حاصل کی بلکہ آن کی مستجاب الدعواتی سے منافع جلیلہ حاصل کئے، حتیٰ کہ اکبر بادشاہ جیسے ملحد نے بھی آپ کی پابوسی کیلئے حاضر خدمت ہو کر دعاؤں سے اپنا دامن مراد بھرا ہمارے بزرگ مفتی صاحبان نے اُن کے رشتہ کا اظہار باعث عار و استحقار

---

[1] مضمون علمائے گوپامئو مندرجہ رسالہ صنعت علیگڑھ بابتہ اگست سنہ ۱۹۴۷ء ص ۵۸۵

اور اپنے زردار عزیزان تو کا تذکرہ باعث افتخار و اشکبار قرار دیا ہو۔ بہرحال مفتیوں کے یہاں ذوی الارحام کیساتھ بیرحمی "معنی دارد کہ در گفتن نمی آید" ؎

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ❊ صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

مفتی ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ مین علمار کی کس مپرسی کی بابت جعفر زٹلی کو لکھا تھا کہ ؎

مفتی امامی نمی پرسد کسے ❊ حرمت فتوی نمی فہمد بسے

لیکن ان کے جانشینوں نے وہ طریقہ اختیار کیا کہ اگر کوئی اسطرف متوجہ بھی ہونا چاہے تو نو

؎ درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ❊ بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

آپ کی وفات کے بعد جدی حضرت مفتی شیخ عیسیٰ صاحب متوفی ۱۰۲۲ھ جانشین یہ بزرگوار ہوئے۔ آپ کی ذات والاصفات سے رونق دار الافتار قائم رہی، علمائے فحول عہد جہانگیری میں آپ کا شمار تھا، اور رشتہ دامادی حضرت شیخ مسعود الدین جعفر ثانی خلف اصغر حضرت بندگی قدس سرہٗ سے مفتخر و سربلند تھے، جسکے بعد کئی پسری و دختری اولادیں عالم وجود میں آئین انمیں ممتاز ترین حضرت ملا وجیہہ الدین شہابی سہروردی استاد شاہزادہ دارا شکوہ و مؤلف ربع فتاویٰ عالمگیری متوفی ۱۰۸۳ھ تھے آپ اپنے نانا حضرت بندگی جعفر کے فیض تلمذ سے مرتبۂ کمال کو پہونچے بعد کسب علم درس و تدریس میں مصروف ہو گئے آوازہ و شہرت فضل و کمال بلند ہوا دربار شاہجہانی میں بلائے گئے اور اولاً داروغہ کتب خانہ شاہی مقرر ہوئے بعدہٗ امین قلمدان و مہر توزک شاہجہانی پر ترقی پائی، پھر اتالیقی شاہزادہ دارا شکوہ سب کے بعد صدارت صوبہ الہ آباد و پرگنات صوبہ اودھ و بہار تفویض ہوئی آخر دور حکومت میں شاہزادہ موصوف سے

خوش نہ رہے اور تمام تعلقات شاہی منقطع کر کے وطن چلے آئے اور پھر سلسلہ درس و تدریس جاری کر دیا مگر سلطان محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے زمام سلطنت ہاتھ میں لینے کے بعد ۱۰۶۹ھ میں آپ کو انتہائی تسلی و تشفی اور وعدہ ہائے عنایات و کرم کے ساتھ طلب کیا چنانچہ شرف ملازمت میں پہونچے جس کے بعد تالیف فتاویٰ عالمگیری پر مامور ہوئے اور دس جلیل القدر علماء آپ کی معیت میں دے گئے مورخین نے سراہا ہے[1] کہ آپ نے بحیثیت رئیس علمائے فتاویٰ مذکور اس کام کو بڑی خوبی سے انجام دیا۔ علاوہ فتاویٰ عالمگیری کے آپ کی دوسری تالیفات بھی تھیں اور ان میں ایک رسالہ انساب خاندانی میں تھا مگر تنگ نظری کا برا ہو اسکی بدولت وہ رسالہ مخفی کر دیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شجرہ نسب محدود اور نشانہائے خاندانی معدوم و مفقود ہو کر رہ گئیں راقم سطور نے ۱۳۳۹ھ میں آپ کی سوانحمری قلمبند کی ہے اسمیں حتی الوسع ضروری حالات آگئے ہیں بعد وفات حضرت مفتی شیخ علیسی صاحب منصب افتاء پر مفتی عبید اللہ صاحب برادر کلاں حضرت ملا صاحب اور پھر شیخ علیم اللہ بن مفتی عبید اللہ، شیخ ابو سعید بن مفتی علیم اللہ شیخ محمد امان بن مفتی ابو سعید، شیخ محمد ولی بن مفتی محمد امان، شیخ محمد یحییٰ بن مفتی محمد ولی، شیخ عبید اللہ بن مفتی محمد یحییٰ شیخ امیر الدین بن مفتی عبید اللہ علی الترتیب نسلاً بعد نسل منصب افتاء پر فائز ہوتے رہے مگر انتزاع سلطنت اودھ ہو جانے سے یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ ان اصحاب کے علاوہ مفتی شیخ عیسیٰ ثانی عرف شیخا میاں بن مفتی علیم اللہ سہ صدی منصبدار و محتسب پرگنہ نیماور

---

[1] معارف اعظم گڈھ نمبر ۶ بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ صفحہ ۴۵۳ جلد ۵۸ مضمون فتاویٰ عالمگیری اور اسکے مصنفین از حافظ مجیب اللہ صاحب ندوی رفیق دار المصنفین ۱۲

صوبہ دار الفتح اجین ملک مالوہ اور مولوی محمد اسماعیل بن مفتی محمد ولی قاضی دائرہ سائرہ ضلع چتور رہے اس فاضل متبحر نسل حضرت شیخ آدم کے نامور نہیں ہوئے۔ مگر اس دور قحط الرجال میں اب صرف نجم الانشا مفتی جمیل احمد صاحب ایم اے علیگ فیناشل سکریٹری ریاست بھوپال مع فرزندان دلبابہ مفتی اعجاز احمد صاحب سابق وکیل ریاست بھوپال مع صاحبزادگان مسٹر ادیس احمد و جنید احمد اس خاندان کی متاع باقیماندہ ہیں اور اتنے بڑے گھرانے اور دومان فضل و کمال کی نشانی ہیں جس کے تمام افراد کی رہائش کیلئے کسی زمانہ میں محلہ کے متعدد مکانات بھی کم تھے۔

(۲) شیخ احمد (مکتوبات نمبر ۶۲ و ۶۸ و ۶۹) خلف پنجم حضرت بندگی نظام الدین امیٹھوی قدس اللہ سرہما تاریخ ہائے ولادت و وفات نامعلوم حضرت بندگی کی وفات کے بعد تقریباً ۹۸۰ھ میں اپنے بڑے بھائی شیخ محمد صاحب خلف چہارم خلیفہ و جانشین سے منازعت کے باعث سکونت امیٹھی ترک کر کے ترطن گویامئو اختیار کیا اور تمامی املاک و جائداد حضرت بندگی کو اپنے قبضے اور تصرف میں لائے اور پھر کبھی امیٹھی نہیں گئے حتی کہ یہیں وفات پائی اور پائیں مزار حضرت مخدوم لعل پیر مدفون ہوئے[۱] حضرت بندگی فرمایا کرتے تھے کہ "فرزندان من ہمچو فرزندان حضرت یعقوب علیہ السلام و شیخ احمد یوسف ماست۔ مخفی نہ رہے کہ پائیں مزار صرف ایک ہی قبر ہے جسکی بابت عام طور پر مشہور ہے کہ یہ کسی اجنبی کی قبر ہے جو شباشب خدام درگاہ اور اہل قصبہ کی لاعلمی میں دفن کر دیا گیا تھا اس بلا اجازت تدفین کی پاداش میں حضرت مخدوم کے روحانی تصرف سے وہ قبر جانب جنوب ہٹتی جاری ہے اس

[۱] خطوط و یادداشت ہائے قلمی خاندان حضرت بندگی قدس سرہ ۱۲

لغو اور بے سر و پا قصّہ کی صدہا تصدیقین بیان کی جاتی ہیں مگر مقام حیرت و استعجاب ہے کہ عوام و خواص اہل قصبہ میں سے کسی کو معلوم نہیں ہوا کہ یہ اس قطب زمانہ و شیخ یگانہ کے یوسف کا مرقد ہے جسکی غلامی کا طوق جملہ اعیان و اشراف گوپا مئو کے گلے میں پڑا تھا اس کے ساتھ ایسی اجنبیت و بے تعلقی کا برتاؤ ہے۔

بخیال راقم یہ گمنامی اثر انفاس حضرت بندگی قدس سرہٗ ہے جس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حضرت بندگی نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر شیخ احمد ایک ساعت میری مجلس صحبت میں بیٹھ جایا کریں تو کافی اور پسندیدہ ہو۔ شیخ احمد صاحب کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔

"آنچہ مرحمت فرمودن است مرحمت فرمانید۔ از لسان گوہر افشان جاری گشتہ کہ چہ می طلبید؟ ایشان عرضہ نمودند تجرد و آزادگی از علائق دنیوی از سمع آنحضرت جواب صادر شد کہ اجتماع ضدین ہر دو امر محال، باز معروض نمودند کہ بجز این سخن خواہش امرے دیگر ندارد و خواستہ نمی آید بشنیدن این مقدمات عجائب تبسم کردہ فرمود کہ بابا! شیخ احمد ظرف شما بسیار قابلیت دارد کہ طلب اضداد داشتہ شدید سکنید، این را گفتہ باز از سر لطف و التفات عطا کردہ و ناطق شدہ کہ بابا! ہر چہ طلبیدی بتو دادم و اثر انفاس ہر دو عیاں و ہویدا گشت (نکتۃ الخوارق نمبر ۸۸)"

حضرت بندگی قدس سرہٗ نے بار الٰہی علائق دنیوی سے ایسی آزادگی اور تجرد بخشا کہ تاریخ وفات دفن اور تدفین و پسماندگان سب ہی ورطہ گمنامی کی نظر ہو گئے کہا جاتا ہے کہ پانچ پشتوں تک شیخ احمد صاحب کی نسل گوپا مئو میں سکونت گزیں رہی۔ اسکے بعد سیالکوٹ (پنجاب) منتقل ہو گئی۔ مگر تبدیل سکونت کب اور کس وجہ سے ہوئی اس کی تحقیق نہ ہو سکی نیز سیالکوٹ میں

بھی اس نسل کے حضرات میں سے کسی کا پتہ نہیں چلا عرصہ تک وہاں کے لوگوں سے اس بارے میں خط وکتابت بھی رہی مگر بے نتیجہ ثابت ہوئی اور یہ سب اس یوسف امیٹھوی کی گم گشتگی کیلیئے لازم تھا۔

اب رہی جائداد غیر منقولہ اس کا یہ حشر ہوا کہ نسل خدام حضرت شیخ احمد صاحب نے سنہ ۱۸۹۵ بندوبست اول میں کل جائداد کا اپنے نام اندراج کرالیا پھر چکوک مواضع بخارپور۔ عبداللہ نگر۔ سعادت نگر دھتے نگر موقوعہ پرگنہ پندروہ تحصیل شاہ آباد ضلع ہردوئی اور نمبرات تمامت واری قصبہ وخانہائے رعایا بشمول حویلی خاص وخانقاہ وقتاً فوقتاً رہن و بیع کرکے نام و نشان ختم کردیا اس خریداری میں شرفائے قصبہ نے بھی حصہ لیا مگر نمعلوم مسجد کیوں چھوڑ دی جبکہ ایک وقت ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ گویا مؤمیں بے نمازیت کی وبا پھیل گئی تھی بقول حضرت شیخ سعدیؒ ؎

چنان قحط سالی شد اندر دمشق — کہ یاران فراموش کردند عشق

اس دور کس مپرسی میں مسجد بھی بسبب بے مرمتی منہدم ومسمار ہوگئی تھی مگر پھر خوف خدا ہوا اور مسلمانان قصبہ نے مسجد تعمیر کرالی جو تا ایندم موجود ہے۔

(۳) **قاضی شیخ احمد (مکتوب نمبر۱)** عرف قاضی مدا، ومدا میاں، بانی مداکوان۔ برادر محمود قاضی محمد مبارک صاحب ثانی رحمہما اللہ تعالےٰ حضرت بندگی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ ملا عبدالقادر بدایونی مؤلف منتخب التواریخ (تاریخ بداؤنی) کی آپ ہی کی وساطت سے حضرت بندگی خدمت میں رسائی ہوئی[۱] قاضی صاحب موصوف کی نسل میں تین خاندان ہوئے ۱۔ مولویان (اصحاب درس وتدریس)، ۲۔ چودہریان ۳۔ بارہ دری والے۔

---

[۱] روضہ صفا تاریخ اولیائے بدایوں قلمی مؤلفہ مولوی اکرام اللہ ۱۲

مولوی صاحبان کے شجرۂ نسب میں اختلافات ہونے کے باعث شجرہ اہالیان بارہ دری کے مطابق لکھا جاتا ہے کہ اس قبیلہ کے مورث اعلیٰ وافسر خاندان شیخ عبدالسلام بن شیخ عبدالرزاق بن قاضی شیخ احمد عرف مدا میاںؒ تھے جن کے اکابر ومشاہیر میں ملا قاضی شہاب الدین ثانی ماہر علوم ہیئیات وہندسہ معقول ومنقول (شاگرد رشید مولوی عبدالرحیم مرادآبادی تلمیذ ملا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ) ابن قاضی محمد حسین (داماد حضرت شیخ محب اللہ فریدی فاروقی الہ آبادی صدرپوری) بن شیخ عبدالسلام بن قاضی احمد نیز ان کے فرزند ارجمند وشاگرد رشید ملا قطب الدین اول شہیر بملا قطب ماہر فنون آبائی اور ان کے صاحبزادے ملا وہاج الدین ہرایہ دان تلمیذ رشید ملا قطب صاحب پدر بزرگوار خود ومعاصر ومتقابلؒ ملا محمد حسین معروف بملا حسن فرنگی محلی لکھنوی اور پھر ان کے ہر چہار فرزند مولوی محمد مشائخ، مولوی رحیم الدین مولوی امام الدین اور مولوی شاہ عماد الدین یگانہ روزگار ہوئے اول الذکر ہر دو صاحبان لاولد رہے مولوی امام الدین صاحب کے بیٹے مولوی فرید الدین احمد خان بہادر مرحوم جاگیردار علاقہائے سلطانپور مجھری خیرآباد اور بانگر (ٹنڈیاون)، پرگنہ گوپامئو ہوئے ان کے تین صاحبزادے تھے ۱۔ مولوی ہادی حسن خان تحصیلدار ریاست بھوپال ۲۔ مولوی مہدی حسن خان کمیدان ۳۔ اور مولوی خادم حسین خان ناظم علاقہ سرونج ریاست ٹونک۔ اول الذکر کے چار صاحبزادگان میں سے دبیر الانشا مولوی حاجی احمد حسین خان مرحوم ناظم ریاست ومیر منشی دربار بھوپال ومولوی حاجی شاہ حیدر حسین خاں مرحوم ناظم آشٹہ ریاست بھوپال وسجادہ نشین دوم درگاہ حضرت حافظ کرم احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ثانی الذکر کی اولاد پسری نہ تھی ثالث الذکر کے صرف ایک صاحبزادے مولوی محمد سخاوت حسین خان مرحوم ناظم وجاگیردار علاقہ سرونج

---

۱ مآثر الکرام ملا غلام علی آزاد بلگرامی صفحہ ۳۰۰ مطبع مفید عام آگرہ ۲ آمدنامہ مولانا فضل امام خیرآبادی ذکر فضلا ۱۲

ریاست ٹونک سربرآوردہ وممتاز ہوئے۔ مگر اب صرف مولوی اکرام حسین صاحب وظیفہ یاب خدمت ریاست بھوپال و مولوی نور الحسن و انوار الحسن فرزندان میر منشی صاحب مرحوم مقیم ومتوطن بھوپال اور مولوی لیاقت حسین صاحب سب جج ریاست بھوپال و حکیم لطافت حسین صاحب راشد پروفیسر طبیہ آصفیہ کالج ریاست بھوپال متوطن بھوپال ابنائے مولوی حیدر حسین خانصاحب مرحوم نسل مولوی ہادی حسن خاں ہی ہیں۔

مولوی عماد الدین صاحب کے صاحبزادے مولوی قطب الدین صاحب ثانی فضل و کمال کے ساتھ عارف کامل ومتوکل باذل بھی تھے آپ کے زمانے تک درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہا اس کے بعد مدرسہ قاضی شہاب مندرس ہوگیا آپ کے صاحبزادوں میں سے مولوی شاہ اعز الدین صاحب نے راہ فقر و درویشی کے ساتھ ترک وطن کرکے جیران چھپرہ ملک بنگال میں عزلت گزینی اختیار کی اور تمام عمر تجرد میں گذاری، دوسرے بیٹے مولوی رکن الدین صاحب کے تین بیٹوں میں شیخ فرزند حسین لاولد رہے اور مولوی لطف حسن صاحب فرزند دوم مستاجر بھوپال بھی دنیا سے لاولد گئے۔ تیسرے بیٹے مولوی محمد رضا صاحب نے سندیلہ میں عقد کرکے برضا و رغبت خود خانہ دامادی قبول کی آپ کے صاحبزادوں میں سے سب سے بڑے مولوی عزیز احمد صاحب متوسل ریاست بھوپال کاذہیں انتقال ہوگیا بحالت موجودہ اب صرف مولوی عبد العزیز صاحب انسپکٹر پولیس ریاست بھوپال اور خان بہادر مولوی نبی احمد سپرنٹنڈنٹ پولیس یوپی عہد انگریزی وظیفہ یافتگان اور شیخ عالم رضا صاحب متوطن سندیلہ ہیں نیز مولوی فضل حق بن مولوی قطب الدین کے پوتے مولوی حکیم محمود الحق بن عبد الحق صاحب بھوپال میں مطب کرتے ہیں۔

چودھریوں کے مورث اعلیٰ شیخ محمد حلیم بن شیخ عبد الرزاق بن قاضی شیخ احمد کو عہد

اکبری میں منصب چودھرایت پرگنہ گوپامئو ملا، اُن کی نسل میں چودھری محمد سلیم، چودھری محمد اکرام شیخ محمد عباس مخاطب اخلاص خان، محمد اسرار خان اور محمد ابرار خان افسر فوج پیادگان ریاست ارکاٹ دعباس علیخان، غفور علیخان، ذوالفقار علیخان دلیران رزم جو وشجاعان جنگ آزما اور منشی تاج الدین صاحب منشی ہے بدل مرحوم کے علاوہ منشی امداد علی ساجد ومنشی امجد علی آزاد متوسلان ریاست بھوپال بہترین شاعر ہوئے۔ اب اس قبیلہ میں کوئی بھی فرد بشر باقی نہیں رہا حتیٰ کہ لوگوں نے مکان بھی منہدم کرکے سارا ملبہ و اساسہ فروخت کرلیا۔

تیسرے قبیلہ اہالیان بارہ دری کے مورث اعلیٰ شیخ محمد افضل بن ملا شیخ شہاب الدین عرف میاں شاہ ابن مولوی قاضی محمد حسین بن مولوی شیخ عبدالسلام بن شیخ عبدالرزاق بن قاضی شیخ احمد عرف مدا میاں تھے، اُن کے صاحبزادے شیخ دوست محمد منصبدار[1] مخاطب بہ دوست یار خان اول اور پوتے مولوی دین محمد منصبدار مخاطب بہ دوست یار خان دوم پرپوتے مولوی محمد قریش اور مولوی محمد یقین مخاطب بہ دوست یار خان سوم منصبدار بانی مکان بارہ دری ہوئے۔ موخر الذکر ہر دو بزرگ حضرت قاضی محمد تقی خلف قاضی محمد مینا موتوی خلیفہ حضرت سید العرفا شاہ محمد مجتبیٰ عرف شاہ مجا قلندر لاہرپوری قدس اللہ تعالیٰ اسرہما کے مخلص مرید تھے حضرت قاضی صاحب موصوف اسی تعلق کی بنا پر آپ کے یہاں دوبار[2] تشریف لائے نیز بذریعہ تحریر بھی تعلیم و اصلاح باطنی فرماتے رہے چنانچہ آپ کے دو خط[3] شائع ہوچکے ہیں ان میں سے ایک اسمی مولوی محمد یقین صاحب متعلق تعلیم نقشہ تصور قلب ہے اور دوسرا

---

[1] منصبداری بفتح میم وبکسر صاد مہملہ یعنی رتبہ وعہدہ جلیل القدر کہ برای امراء از حضور بادشاہ ہندوستان مقرر گردد (غیاث اللغات صفحہ ۴۵۷) ملخص۔

[2] ۔ مراد المریدین ملفوظ قلمی قاضی محمد تقی صاحب موجودہ کتب خانہ لاہرپور ۱۲

[3] تعلیمات قلندریہ مرتبہ شاہ تقی حیدر صاحب کاکوروی صفحہ ۱۶۸ و ۱۸۵ مطبوعہ سلطانیہ برقی پریس لکھنؤ

خط بنام مولوی محمد قرین صاحب تاکید ذکر میں ہے فرزندان مولوی محمد یقین صاحب میں مولوی محمد رحیم اور اُن کے ایک پسر مولوی فضل عظیم جید عالم اور دوسرے حکیم محمد فضل حکیم (استادِ حکیم محمد فتح الدین گوپاموی مؤلف ترتیب القوانین ورد مباحث الاطبار حکیم درویش محمد رامپوری)[1] طبیب حاذق ہوئے۔ نیز مولوی غلام رسول بن مولوی محمد یقین صاحب ۱۸۰۱ء میں منجانب حکومت انگریزی قاضی القضات ترچناپلی ملک مدراس ہوئے انھوں نے ایک عالی شان مکان تعمیر کیا تھا جو اب بنام مدرسہ مشہور ہے کیونکہ اس میں عرصہ دراز تک مدرسہ قصباتی (ٹاؤن اسکول) رہا ہے، یہ مکان اب بقبضہ شیخ یاور حسین خلف منشی تجمل حسین صاحب مرحوم وکیل ریاست بائے باوری، وزیر سنگھ گڈھ وغیرہ نبیرہ شیخ غلام نقی بن مولوی محمد یقین ہے بحالت موجودہ گوپامئو میں اب اس نسل سے اب صرف عزیزی سلطان احمد صاحب سلمہ بی ایس سی بن استاذی مولوی عزیز احمد صاحب از نبائر مولوی محمد یقین صاحب باقی ہیں دوسرے افراد خاندان ہذا میں سے منشی محمد رشید صاحب سب انسپکٹر پولیس[2] بن منشی محمد سعید نبیرہ مولوی غلام نقی بن مولوی محمد یقین مع برادران و فرزندان میاں ضیاء الرحمٰن ایم - اے - ایل ٹی و میاں شمس الرحمٰن ہردوئی میں متوطن ہیں اور مابقی غریب الدیار۔

(۴) حضرت مخدوم اعز الدین سرخ لعل میر (لال پیر) دقیقۃ المقال ص ۴۶ و نکتۃ الخوارق نمبر ۱۰۱ شہر اصفہان و بروایتے سیوا اس مضافات موصل کے رہنے والے اور حسب روایت بزرگان گوپامئو سید سالار مسعود غازیؒ کے استاد تھے۔ سالار موصوف نے رضاکارانہ جہاد کے قصد سے غزنی سے ہندوستان کی جانب رُخ کیا، اور علاقہ جات پنجاب و دہلی، میرٹھ اور قنوج فتح کر کے قصبہ ستر کھ (ضلع بارہ بنکی) کو اپنا مستقر

[1] مقدمہ رد مباحث الاطبار قلمی ۱۲ [2] ۱۹۵۰ء میں پاکستان چلے گئے ۱۲

بنانے کے لئے قنوج سے دوران سفر ستر کھ میں گو یا مئو سے گذرے اور فاتحانہ طور پر چلے گئے مستقل قیام نہیں کیا، اس زمین پر مسلمانوں کی آمد کا یہ پہلا موقع تھا۔ سالار مذکور نے ستر کھ پہونچ کر علاقہ جات مفتوحہ کے انتظام وانصرام کے لئے اطراف وجوانب میں لشکر روانہ کئے اسی سلسلہ میں حضرت مخدوم لال پیر کو ایک لاکھ سے زیادہ فوج کے ساتھ گو یا مئو بھیجا یہاں پہونچکر آپ انتظامات علاقہ مفتوحہ میں مصروف ہو گئے، مگر سالار مسعود کی شہادت سے دو برس کے بعد اس نواح کے قدیم باشندوں نے بلوہ عظیم کر کے بتاریخ ۲ ماہ محرم الحرام ۱۲۲۴ھ یا کسی دوسرے سنہ میں باختلاف مورخین آپ کو شہید کر دیا، مسلمانوں نے صبر و سکون کیا تھا اسوقت کی آبادی سے دور جانب دکھن عین رزمگاہ میں آپ کو بغیر سر کے دفن کیا کیونکہ سر اسوقت تک دستیاب نہ ہو سکا تھا، سر عرصہ کے بعد دستیاب ہونے پر بائین قبر دفن کیا گیا۔

یہ کہنا سر تا سر غلط اور بے بنیاد ہے کہ مسلمانوں نے آپ کو دیوہرہ گوپی ناتھ میں دفن کیا! دیوہرہ مذکور کا اسوقت وجود ہی نہ تھا، اسکی تعمیر ۱۱۱۱ھ ۱۶۹۹ء مطابق سنہ ۱۷۵۷ سمیت بکرمی عہد سلطان اورنگزیب عالمگیر میں ہوئی مگر انگریزوں کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے کچھ کا کچھ مشہور ہو گیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ سالار غازی پہلے مسلمان نہ تھے جو گو یا مئو آئے، بلکہ ان سے پیشتر ایک بزرگ شیخ امجد مشہور بہ عظمت شاہ (عظمت پیر) فروکش ہو چکے تھے ان سے جب مجاہدین نے امداد کے لئے کہا تو انھوں نے اپنے مسافر نواز ہندو بھائیوں اور مہربان راجہ قنوج کی مخالفت سے انکار کر دیا لیکن اسی زمانہ میں اُن کی وفات

---

[1] ڈسٹرکٹ گزیٹرس یو پی جلد ۳۳ ہردوئی صفحہ ۱۸۹ مرتبہ مسٹر ایچ آر نیول آئی سی ایس ۱۲

ہوجانے کے بعد لشکر مجاہدین مظفر و منصور ہو گیا[۱]۔

**ذکر اولاد و احفاد مخدوم صاحب** | یہ بیان شرح و بسط کا محتاج ہونے کی بنا پر روضۃ المآثر میں بالتفصیل مرقوم ہوا، یہاں پر بالاختصار تحریر کیا جاتا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ بلگرام میں سادات کا ایک خاندان مشہور بہ "ڈیہیا" اولاد حضرت مخدوم لال پیر-ن ہونے کا مدعی تھا۔ اُس کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ مخدوم صاحب موصوف حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہمشیرزادے تھے اور یہ کہ یہ تین بھائی تھے (۱) سید میر الدین مدفون سندیلہ (۲) سید وجیہ الدین مدفون برور (۳) حضرت مخدوم شہید مدفون گوپامؤ۔ اسی کے ساتھ برائے اثبات اولاد و احفاد سلطان محمود غزنوی کے عطیہ دو فرمانوں کی نقلیں پیش کیا کرتے، جو سید نصیر الدین بن غازی سید کمال شہید مدفون بلگرام بن مخدوم لال پیر صاحب کے نام تھے اور جن کے ذریعہ سے مشار الیہ کو موازی تین ہزار چھ سو پچپن بیگہ اراضی موضع دیوالی و زیر آبادی بلگرام برائے مدد معاش اور تین سو پچاس بیگہ آراضی برائے مدد معاش و مقابر حسب المطلب گوپامؤ میں ملی تھی، ان نقلوں کی نقلیں پیرزادہ سید کرم علی شاہ بلگرامی مرحوم نبیرہ سید نصیر الدین مذکور الصدر و سجادہ نشین درگاہ حضرت مخدوم لال پیر صاحب نے اپنے شجرہ نسب کے ساتھ عرصہ ہوا مجھے بھیجے تھے جو بجنسہ ابتک میرے پاس موجود اور اسوقت پیش نظر ہیں، انمیں سے معافی موضع دیوالی و زیر آبادی بلگرام والی نقل فرمان میں تاریخ ندارد ہے مگر ماہ خورداد الٰہی اور سنہ ثلث عشرین و اربعمائۃ من ہجرۃ النبی اور معافی گوپامؤ والی نقل میں تاریخ تحریر سی ام خورداد ماہ

---

[۱] ڈسٹرکٹ گزیٹیرس یو پی جلد ۱۳ ہردوئی صفحہ ۱۸۹، مرتبہ مسٹر ایچ آر نیول آئی سی ایس۔

الٰہی سنہ ثلث عشرین من الہجرۃ النبی مرقوم ہے اس موقع پر فرامین متذکرہ کا اندراج خالی از دلچسپی نہوتا مگر رسالہ کی تنگ دامانی دیکھتے ہوئے درج نہ ہوسکے انشاء اللہ روضتہ المآثر سے یہ اور ان کے علاوہ دوسری چیزیں بھی ملاحظہ ہوسکیں گی۔ متذکرہ نقلوں میں ادنیٰ غور و فکر کے بعد صاف طور پر ظاہر ہوجاتا ہے کہ یہ تحریریں ایسے اشخاص کی سعی نامحمود ناکام کا نتیجہ ہیں جن کو تاریخ سے کچھ بھی مس نہ تھا چنانچہ ملاحظہ ہو

۱۔ باتفاق مورخین سلطان محمود غزنوی کی وفات [1] ۴۲۱ھ میں ہوئی اس لئے فرامین متذکرہ مصدرہ ۴۲۳ھ ہجری وفات سلطان کے دو سال بعد کے ٹھہرتے ہیں۔

۲۔ مضمون فرامین بالکل آخری شاہان مغلیہ دہلی کے فرمانوں سے ملتا جلتا ہے، اور بعض جملے کے جملے انھیں میں کے ہیں، شاہان ماسبق حتیٰ کہ ہمایوں و اکبر کے فرمانوں کا طرز تحریر مضمون جداگانہ ہوا کرتا تھا۔

۳۔ جس زمانہ کے یہ فرمان کہے جاتے ہیں اس وقت دفاتر سلطانی کی زبان یقینی طور پر عربی تھی اسلئے توقیعات و فرامین وغیرہ کو عربی میں ہونا چاہیے تھا برعکس اسکے یہ دونوں فرمان فارسی میں ہیں۔ تنقید الکلام فی تحقیق فتح بلگرام مؤلفہ شاہد حسین رضوی بلگرامی

۴۔ ان فرمانوں کی تاریخ تحریر بحساب ماہ الٰہی ہے حالانکہ ماہ الٰہی کی ابتدا ار وفات سلطان محمود غزنوی سے پانچسو بیالیس ۵۴۲ سال بعد ۹۶۳ھ ہجری تخت نشینی اکبر بادشاہ سے ہوئی اس سے قبل ماہ الٰہی کا وجود نہ تھا [2]

بوجوہات بالا ان فرمانوں کو سلطان محمود غزنوی کی طرف منسوب کرنا جرات نارو اور فریب محض ہے۔ قصہ برادران و ہمشیرزادگی کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔

[illegible]

---

[1] ترجمہ اردو منتخب التواریخ ملا بدایونی صہ مطبوعہ نولکشور ۱۲ [2] آئین اکبری جلد ۱ ص ۱۹۳ و غیاث اللغات صہ ۵۴۲

بروایت مشہور سالار مسعود کی شہادت رجب ۴۲۴ھ ہجری میں واقع ہوئی اور مخدوم لال پیر صاحب اُن کے دو سال بعد ۴۲۶ھ مطابق ۱۰۳۵ء میں حملہ اہل ہنود کی مقاومت کرتے ہوئے شہید ہوئے فرامین متذکرہ کی رو سے سید نصیر الدین بن غازی سید کمال کا اپنے دادا مخدوم لال پیر صاحب موصوف کے شہید ہونے سے قبل اُن کا شہید ہو جانا ظاہر کر کے اراضی برائے مدد معاش و مقابر حاصل کرنا قبل ازمرگ واویلا کا مصداق ٹھہرتا ہے، پھر یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آئی کہ گوپامئو میں جو اراضی مانگی گئی، وہ مدد معاش اور مقابر دونوں کیلئے طلب کی گئی تھی، چنانچہ عطا ہو گئی تو کیا اس عطیہ سے نفع اندوز ہونے کے بعد سید نصیر الدین یا ان کی نسل میں سے کبھی کسی صاحب نے یہاں قیام فرمایا، یا انمیں سے یا اسکے بعد خاندان کا کوئی متوفی دفن ہوا؟ جہانتک تحقیق ہو سکا اس نسل میں سے کسی فرد کا نہ کبھی گوپامو میں توطن ثابت رہے اور نہ بلگرام میں فوت ہونے کے بعد گوپامئو لاکر پائین خواہ جوار جدامجد میں تدفین کرنا! پھر جدامجد کی شہادت پر شور و شغب اتنا کہ غزنی تک آہ و بکا ہو نچا کر مدد معاش تو حاصل کرلی، مگر اُن کی قبر و مزار کی خبر نہ لے سکے۔ اسکی خبر گیری شاید اُن کے ذمہ نہ تھی، اسی لئے تو ۶۲۱ھ مطابق ۱۲۲۴ء میں خواجہ شیخ تاج الدین صاحب چشتی غزنوی نے بایما رہبیر خود حضرت شیخ قطب الدین اوشی بختیار کعکی قدس اللہ سرہما، ایک مسجد، قلعہ، اور مزار مخدوم صاحب کی تعمیر کرائی، اور سید نصیر الدین صاحب و بعدہٗ اُن کے اعقاب و احفاد ہمیشہ بلگرام میں چین و استراحت سے بسر کرتے رہے، مگر فرائض نگرانی و سجادگی تاحیات خود خواجہ موصوف اور پھر نسلاً بعد نسل اُن کی اولاد انجام دیتی رہی۔

بزرگوں کا قول ہے کہ بزمانہ تولیت و سجادگی شیخ دلدار حسین چشتی نبیرہ خواجہ تاج غزنوی و متوفی ۲۹ صفر ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۸۴۰ء تیرھویں صدی ہجری میں حضرات گوپامئو بتعداد کثیر داخل

سلسلہ بیعت حضرت سید نصیر الدین عرف سعد میاں صاحب بلگرامی ہوئے اور متعدد حضرات کو سعادت خلافت بھی نصیب ہوئی اس وقت شاہ باصر علی بلگرامی خلیفہ حضرت سعد میاں صاحب کو امداد و اعانت کے پیش نظر سجادہ نشین قرار دیدیا گیا اور جن لوگوں سے اندیشہ مخالفت تھا ان کی زبان بندی کیلئے فرامین متذکرہ پیش کر دیئے گئے ؎

ہشیار ازاں قوم کہ خود را بفریبد ∴ حق را بدر ود ے و ملک را بسلامے

یہ ہے حقیقت فرامین بے حقیقت اکثر بزرگان قصبہ حقیقت معاملہ ہذا اور اسکے راز ہائے سربستہ کے متعلق یہ شعر پڑھ دیا کرتے تھے ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز ∴ ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

اس جگہ ایک آخری بات عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ حقیت اراضی متعلقہ درگاہ کے متعلق یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید یہ وہی ہے جو سلطان محمود غزنوی نے بنا بر مدد معاش و تقابر عطا کی تھی، لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ اس معافی کا کبھی وجود ہی نہیں ہوا، موجودہ آراضی موقوفہ رؤسائے قدیم قصبہ دعہد خواجہ شیخ تاج چشتی غزنوی کی ہے جس میں دو قطعات مزروعہ جانب غرب درگاہ بر سر شارع عام و بسمت شرق حکیم باغ موقوفہ اجداد راقم ہیں نیز کئی نمبرات بندوبست سابق میں نمبرداران قصبہ نے غصب کر لئے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) **شیخ الٰہی بخش (مکتوب نمبر ۹)** ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ناقل اول ملفوظ کے سہو سے لکھ گیا ورنہ حقیقتاً شیخ اللہ بخش ہے۔

(۶) **شیخ اللہ بخش (اکثر مکاتیب)** قاضی عبد الحلیم بن قاضی محمد مبارک ثانی رح کے صاحبزادے تھے۔

(۷) **ملا الہداد دانشمند عثمانی** (دقیقۃ القال نمبر ۹ و نکتۃ الخوارق نمبرات ۹۸ و ۱۰۳ و ۱۰۶):

فصل ثالث در تدریس العلوم | شیخ سعد اللہ عثمانی گوپا موی کے صاحبزادے قاضی حمید الدین بدایہ

داں کی نسل، اور حضرت بندگی نظام الدین عثمانی امیٹھوی قدس اللہ سرہٗ کے شاگرد رشید و مرید تھے، حضرت شیخ عبدالوہاب امیٹھوی خلف حضرت بندگی موصوف کو آپ کی صاحبزادی منسوب تھیں ان سے دو صاحبزادے شیخ عبدالجبار و شیخ عبدالباقی پیدا ہوئے کہا جاتا ہے کہ مؤلف صاحب ملفوظ محبوب القلوب شیخ محمد علی شیخ عبدالجبار صاحب کے صاحبزادے تھے غالباً اسی رشتہ کی وجہ سے تمام احوال اقوال، خوارق بیان کردہ بزرگان گوپامئو اور اُن کے نام کے مکتوبات فراہم کر کے درج ملفوظ کرنے میں سہولت ہوئی مگر ملفوظ میں مؤلف کے جد کا نام شیخ عبداللہ تحریر ہے جو شیخ عبدالواسع بن حضرت بندگی کے صاحبزادے تھے ممکن ہو غلطی ناقل سے بجائے شیخ عبدالوہاب کے شیخ عبداللہ تحریر ہو گیا ہو اور قرینہ بھی غلطی ناقل کا ہے۔

مخدوم زادہ شیخ عبدالحمید (شیخ حمید) آپ کے صاحبزادے اور بی بی فتح ملک آپکی ہمشیرہ تھیں، اس سے زیادہ کچھ حالات نہ معلوم ہو سکے اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ سکونت کس محلہ میں تھی

(۸) **بھکاری** مکتوب نمبر ۴۸ | شیخ عبدالوہاب خطیب معتمد حضرت بندگی قدس سرہٗ کے بھتیجے اور شیخ عبدالرحمان بن شیخ عبدالغفار خطیب کے بیٹے تھے اصلی نام شیخ عبداللہ تھا اور عرفیت بھکاری میاں تھی، ان کے دو بھائی شیخ غلام محی الدین اور شیخ الھدیہ بھی تھے۔

(۹) **خواجہ بھول** نکتۃ الخوارق نمبر ۱۹ و ۱۲۹ | بجز اس کے کہ متولی شیخ عبدالرحیم و متولی شیخ عبدالکریم اور شیخ ماکھو صاحبان کے والد ماجد تھے اور کچھ حالات نہ معلوم ہو سکے۔ البتہ تذکرہ نتائج الافکار میں متولی قدرت اللہ خان صاحب نے آپ کو خلیفہ حضرت مخدوم شیخ سعد صاحب خیرآبادی لکھا ہے مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔ واللہ اعلم

(۱۰) **شیخ پیارے قانون گو** نکتۃ الخوارق ۹۳ و ۱۲۲ | شیخ صلاح بن شیخ جمالی بن

شیخ نعمت اللہ بن شیخ امان اللہ بن شیخ قدرت اللہ بن شیخ رحیم اللہ اصفہانی کے صاحبزادے اور حضرت بندگی نظام الدین نیپین امیٹھوی قدس سرہٗ کے مرید اور انھیں کے زمانہ میں پرگنہ گوپامئو کے قانون گو تھے ۹۷۷ھ عہد اکبر بادشاہ میں پرگنہ گوپامئو سید شاہ فخر الدین بن قاسم موسوی مشہدی اکبری امیر کی جاگیر ہوا سید موصوف کی تجویز و تصدیق اور بوعدہ سعی اضافہ مالی و افزونی کاشت و آبادی یہ اپنے عہدے پر بحال ہوئے، موضع ٹھکری پور نانکار میں پایا جو ۱۰۸۵ھ ہجری عہد سلطان اورنگزیب عالمگیر غازی تک اہل خاندان شیخ موصوف کے قبضہ میں رہا۔ قانونگو صاحب نے حضرت بندگی کے قیام گوپامئو کے دوران میں بحالت لاولدی وفات پائی اور پھر آپ کے بھائی شیخ سعد صاحب اُن کی جگہ پر قانون گو مقرر ہوئے اسی کے متعلق نکتۃ الخوارق نمبر ۹۳ میں اشارہ ہے۔

واضح ہو کہ مورث اعلیٰ خاندان قانونگویان شیخ نعمت اللہ بن شیخ امان اللہ عہد ہمایوں بادشاہ میں چودہری پرگنہ گوپامئو مقرر ہوئے بعدہٗ اُن کے بیٹے شیخ جمال الدین عرف شیخ جمالی کو عہدہ قانون گوئی پرگنہ مزبور ملا اُن کے بعد شیخ پیارے و شیخ سعد صاحبان اس عہدے پر مامور ہوئے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا بعدہٗ شیخ محمد فاضل، شیخ محمد صالح، شیخ محمد لسباون اور شیخ محمد بخش یکے بعد دیگرے نسلاً بعد نسلٍ انتزاع سلطنت اودھ تک قانونگو ہوتے رہے شیخ محمد لسباون صاحب نے علاوہ مواضعات جاگیر و منصب کے چند مواضعات خرید کئے اور جملہ مواضعات زمینداری و مقدمی سادات گوپامئو متاجری میں لیکر اپنی ریاست میں اضافہ کیا ۱۸۵۶ء سے مواضعات متاجری پر مستقل طور پر اس خاندان کا قبضہ ہوگیا۔

۱۸۵۶ء میں جبکہ ملانواں ضلع بنایا گیا چکلہ نندیاؤں شکست کرکے اسکی جگہ تحصیل قائم کی گئی تو شیخ محمد بخش صاحب قانونگو اس کے تحصیلدار مقرر ہوئے نیز شیخ مرتضیٰ بخش بن

شیخ کریم بخش بن شیخ قادر بخش بن شیخ محمد لسادن اور جملہ اہل خاندان نے ملکہ ایکٹ ۱۸۶۹ء کے مطابق فہرست تعلقداران اودھ میں اپنا اندراج کرالیا اس وقت سے قانون گو صاحبان تعلقداران اودھ میں شمار ہوئے مگر شیخ مرتضیٰ بخش صاحب نے ۱۲۸۳ء میں بحالت لاولدی وفات پائی - اور پریوی کونسل تک مقدمہ بازی کیلئے جائداد ورثہ کیلئے چھوڑ دی۔

شیخ محمد بخش صاحب کے چار صاحبزادے تھے، شیخ محمد امیر، شیخ محمد وزیر، شیخ محمد مبارک، شیخ محمد احمد مرحومین، بحالت موجودہ جناب شیخ محمد فاضل صاحب خلف شیخ محمد امیر و شیخ محمد وارث الزمان صاحب سلمہ بن شیخ محمد عاقل صاحب بن شیخ محمد امیر و شیخ محمد عادل و شیخ محمد قابل ابنائے شیخ محمد کامل بن شیخ محمد امیر صاحب مرحوم و شیخ امیر احمد و شیخ حسن احمد صاحبان ابنائے شیخ محمد عبد الاحد بن شیخ عبد الصمد بن شیخ محمد احمد صاحب مرحوم تعلقداران خاندان قانونگویان کی یادگار ہیں

(۱۱) **پیرا بنجارا (مکتوب نمبر ۴۳)** سید سالاری بنجاروں کے نام سے یہاں ایک خاندان زمانۂ قدیم سے آباد ہے: اغلب ہے کہ یہ اسی نسل سے تھے، اُن کے ذمے حضرت بندگی قدس سرہٗ کے دس تنگہ نقرہ شیر شاہی قرض تھے، اس مکتوب میں حضرت قدس سرہٗ نے اپنے قرضہ کی ادائیگی کا مطالبہ فرمایا ہے اور بشرط عدم ادائیگی بصورت نقد یا باجرت ایک پیسہ فی من کے حساب سے اپنا غلہ گوپامؤ سے امیٹھی یہونچانے کو ارقام فرمایا ہے چونکہ بنجاروں کے خاندان کا کوئی شجرہ یا نسب نامہ باوجود طلب و تقاضے کے نہیں دستیاب ہو سکا اسلئے مزید حالات سے لاعلمی اور ناواقفیت رہی۔

(۱۲) **جان بنجارا (مکتوب نمبر ۴۴)** کیا عجب ہے کہ یہ پیرا کے کوئی عزیز ہوں - ان کے ذمہ بھی حضرت بندگی قدس سرہٗ کے چھ روپے قرض تھے، انکی ادائیگی کیلئے بھی مطالبہ فرمایا گیا ہے اور بشرط عدم ادائے نقد وہی صورت ارقام فرمائی ہے جو پیرا کیلئے تجویز کی گئی تھی۔

(۱۳) **شیخ حاتم صوفی میواتی** (دقیقۃ المتعال نمبرات ۸۔۱۰ تا ۱۲ ذکر تلامذہ و خلفاء) اعلاقہ

میوات کے رہنے والے تھے، بغرض تحصیل علم گوپامئو آئے، اور حضرت قاضی محمد مبارک ثانی کے مدرسہ میں داخل ہوکر تحصیل علم میں مصروف ہوگئے، اُن کی بصیرت، خوش فہمی، تیز طبعی اور مسکنت دیکھ کر حضرت بندگی نے اپنی خدمت میں لے لیا، ملا عبدالقادر بدایونی ذکر حضرت بندگی قدس سرہٗ میں لکھتے ہیں [۱]

(اُن کے مخصوصوں میں شیخ حاتم گوپاموی تھے، یہ شیخ حاتم قاضی مبارک کی خانقاہ میں طالب علمی کیا کرتے تھے، شیخ نے وہیں سے اُن کو اپنی صحبت میں لے لیا کبھی کبھی کوئی سبق بھی ان کو پڑھا دیا کرتے تھے کبھی کوئی کتاب مطالعہ کے لئے دیدیا کرتے تھے، غرض شیخ حاتم کو ہر طرح اپنے موافق کرلیا تھا، کبھی کوئی دستار اور کفش اور جامہ بخشدیتے تھے، قاضی مبارک اور اور مریدیہ عنایتیں دیکھکر شیخ حاتم پر حسد کرتے تھے، حضرت شیخ سمجھ کر فرمایا کرتے تھے کہ میں کیا کروں اللہ کو منظور ہے کہ اس مفلسی اور پریشانی میں حاتم کو کوئی نعمت ملے، حضرت کے جذب اور تصرف نے ایسا اثر کیا تھا کہ چند روز میں حاتم کو کمال کا مرتبہ حاصل ہوگیا، حضرت شیخ حقائق اور معرفت کی باتیں، گفتگو فقط شیخ حاتم ہی سے کیا کرتے، اسی اثناء میں شیخ حاتم کے مرتبہ کو تنزل ہوا پھر ترقی ہوئی اور بعض لغزشیں اُن سے واقع ہوئیں، جب وہ حضرت کی خلافت کے مستحق ہوئے تو قضائے الٰہی سے اُن دنوں میں ان کا انتقال ہوگیا، حضرت شیخ اکثر زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ ایک بندہ خدا کا ایسا تھا کہ جس سے ہم کبھی کبھی

---

[۱] ترجمہ اردو منتخب التواریخ مطبوعہ نولکشور پریس صفحہ ۳۰۴

خدا کی باتیں کر لیا کرتے تھے سو اب وہ بھی نہ رہا، اب کس سے کہیں"

عبارت مندکرہ میں الفاظ "تنزل، ترقی، لغزش، اور پھر ترقی، اور استحقاق خلافت کے وقت وفات" وضاحت طلب ہیں، پہلی بات کی توضیح یہ ہے کہ شیخ حاتم حضرت بندگی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد اپنی النقدر قم جس سے صرف باحتیاج کے بعد دوسروں کی بھی مدد کر دیا کرتے تھے ختم ہو جانے سے گھبرا گئے اور بلا اجازت اپنے وطن میوات چلے گئے اور پھر بوجہ ندامت وشرمندگی واپس خدمت حضرت بندگی ہو جانے کے بجائے دوسرے مشائخ کے یہاں مارے مارے پھرے، اس کا علم بھی لوگوں کو ہو گیا مگر تسلی وتشفی کہیں نہ ہوئی اور جو آتش طلب دل میں موجزن ہو چکی تھی وہ نہ بجھی، بالآخر بعد از خرابی بسیار حاضر خدمت گرامی ہو کر خواہان عفو تقصیر ہوئے حضرت نے بکمال شفقت قصور معاف کرتے ہوئے فرمایا "حاتم مسلمان میشود" ملاحظہ ہو نکتۂ الخوارق نمبر ۱۱۱، تنزل اور پھر ترقی کی یہی حقیقت ہے، اور اسی کے بعد سے یہ گویا مئو میں مستقل طور پر مع اپنے بھائی شیخ محمود کے متوطن ہو گئے۔ اور پھر کہیں نہ گئے الا ہمیشہ در خدمت حضرت بندگی دوسری بات خلافت ووراثت کے وقت وفات کے متعلق ہے اس میں ملا بداونی کی لاعلمی کو دخل ہے ایسا نہیں ہوا کہ یہ خلافت سے محروم رہ گئے بلکہ یہ حضرت بندگی کے چوتھے خلیفہ ہوئے مگر حیات شیخ ہی میں فوت ہو گئے اور چونکہ ان کو ہدایت تھی کہ گمنامی اور خلوت نشینی اختیار کریں اس لئے کسی کو اُن کی خلافت کا علم نہ ہو سکا (ملاحظہ ہو بیان الخلفاء)

(۱۴) حاجی حانگ (مکتوب نمبر ۵۵) کچھ علم نہ ہو سکا کہ اُن کے دیگر حالات کیا تھے، بجز اسکے کہ ان کے دو روپے جو بذمہ حضرت بندگی قرض تھے وہ ذریعہ شیخ عیسی صاحب ادا فرمائے۔

(۱۵) شیخ حبیب اللہ (مکتوبات نمبر ۱۳ و ۶۲) ابن حافظ شیخ تاج الدین بن شیخ کبیر

ابن شیخ محمد صلاح بن خواجہ شیخ مبارک بن خواجہ شیخ تاج الدین چشتی غزنوی مرید حضرت قطب الاقطاب شیخ قطب الدین اوشی بختیار کعکی قدس اللہ اسرارہم ۔ عہد اکبری میں پرگنہ گوپاموکے عامل اور پھر سرکار خیرآباد کے ناظم رہے، حضرت بندگی سے بہت ربط و عقیدت رکھتے، اور حضرت بندگی بھی اُن کی آبائی عظمت اور شرافت کی وجہ سے ان کی بہت عزت فرماتے، انھیں کے زیر انتظام جامع مسجد اکبری، عیدگاہ، فنائے قلعہ کا پختہ کنواں جواب بازار مرتضیٰ گنج میں واقع ہے، اور قلعہ اکبری کی تعمیر ہوئی۔

(۱۶) **قاضی حمید الدین ہدایہ دان** (نکتۃ الخوارق ۹) ملا الہداد بن سعد اللہ عثمانی گوپاموی شاگرد و مرید حضرت بندگی قدس سرہٗ کے عہد تھے بجز اسکے اور حالات دریافت نہ ہوسکے

(۱۷) **رستم بیگ** (مکتوب نمبر ۶۴) کچھ حالات نمعلوم ہوسکے۔

(۱۸) **شیخ سلیم** (مکتوب نمبر ۱) اس نام کے تین بزرگ اس زمانہ میں ہوئے ایک شیخ سلیم جعفری اخسر شیخ پھول، دوسرے شیخ سلیم بن متولی شیخ عبدالکریم بن شیخ پھول، تیسرے شیخ سلیم بن چودھری محمد حلیم بن ملا عبدالسلام قاضی زادہ مگر قرینہ اول کا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ

(۱۹) **سلیم خان** (مکتوب نمبر ۶۴) تحقیق نہ ہوسکا کہ یہ کون بزرگ تھے۔

(۲۰) **عبدالحق** (مکتوب نمبر ۴۳) شیخ عبدالوہاب صاحب خطیب معتمد حضرت بندگی قدس اللہ سرہٗ کے صاحبزادے تھے مزید حالات دریافت نہو سکے۔

(۲۱) **شیخ عبدالحمید مخدوم زادہ** (نکتۃ الخوارق ۱۰۴ و ۱۰۷) عرف شیخ حمید ملا الہداد عثمانی گوپاموی کے صاحبزادے تھے حضرت بندگی نے اُن کو شیخ حمید اور نکتۃ الخوارق متذکرہ میں مخدوم زادہ کرکے لکھا ہے، مزید حالات بیرون از علم ہیں۔

(۲۲) **قاضی لہرے** (نکتۃ الخوارق ۱۰۱ و مکاتیب کیثرہ) نام نامی قاضی عبدالرحمن عرفیت

قاضی لہرے، اودھ کے متوطن، قصبہ زید پور تواج ضلع بارہ بنکی کے قاضی، خاندان راقم سطور ہذا کے مورث اعلیٰ، اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے برادر عینی حضرت جدنا عبدالرحمن بن جدنا و سیدنا خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی بیسویں پشت میں تھے۔

تقریباً اوائل ۹۳۷ھ میں بعہد سلطان نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ غازی اپنے پیر روشن ضمیر قطب العارفین زبدۃ السالکین بندگی شیخ نظام الدین یٰسین عثمانی امیٹھوی قدس اللہ سرہٗ کی معیت میں متوطن گوپامئو ہوئے۔ آپ کا مکان مسجد حضرت بندگی کی جانب شمال چند قدم کے فاصلہ پر تعمیر ہوا اور اس کی دہلیز خود حضرت بندگی قدس سرہٗ نے اپنے دست مبارک سے رکھی، یہ مکان ابتک موجود ہے اور خاندان میں بنام پرانا محل زباں زد ہے اب اسمیں عزیزی حکیم سید خلیل احمد سلمہٗ ابن جناب ماموں حکیم سید طفیل احمد صاحب ابن حکیم سید تصدق حسین صاحب مرحوم و ماموں سید خلیل احمد بن حکیم سید احمد حسین صاحب مرحوم بنائر میر سید مسند علی خانصاحب منصبدار رمنوی تمی زید پوری سکونت رکھتے ہیں تقریباً دو سو سال ہوئے جب منصب دار صاحب موصوف گوپامئو میں کسی عہدے پر مامور ہوکر آئے اور پھر یہیں متوطن ہو گئے ان کی نسل میں علاوہ مسبوق الذکر حکیم صاحبان کے حکیم سید خدا بخش صاحب مرحوم تلمیذ دداما وجدی حکیم غلام حسن خانصاحب مرحوم و مغفور طبیب حاذق ہوئے۔

لیکن مفتی جی انتظام اللہ اکبرآبادی صاحب نے حضرت مورث اعلیٰ صاحب کی تشریف آوری گوپامئو بمعیت حضرت بندگی قدس سرہٗ ۹۶۲ھ میں رقم فرمائی ہے جو غلط ہے ملاحظہ ہو بیان تشریف آوری حضرت موصوف مندرجہ باب اول۔ بہرحال سکونت گوپامئو اختیار کرنے

کے بعد آپ کا عقد دختر مفتی حضرت شیخ آدم صاحب دانشمند (حضرت بندگی قدس سرہٗ کی سالی) سے ہوا اور اس رشتہ کے بعد جدنا قاضی شیخ عبدالحمید صاحب کے علاوہ کئی صاحبزادیاں پیدا ہوئیں مگر انساب مقتیان میں بجز مفتی شیخ عیسیٰ صاحب ایک فرزند کے دختران دانشمند صاحب کا ذکر ہی نہیں ہے۔

حضرت جاری قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر حضرت بندگی قدس سرہٗ کی توجہات خاص مبذول رہتی تھیں، تیز طبعی اور ہمزلفی کی مساوات میں آپ سے اگر کبھی کوئی بے تکلفانہ اور بے اجازت فعل سرزد ہو جاتا تو حضرت موصوف اپنے جذبی لب و لہجہ میں مصلحانہ تنبیہ فرما دیتے جسکو اغیار ناراضی پر محمول کرتے، مگر بعد میں اس عامیانہ خیال کو اپنی شفقت آمیز و مربیانہ دعاؤں اور مشائخانہ اخلاق سے باطل فرما دیتے، مکتوبہائے خوارق و مکاتیب محبوب القلوب اس پر شاہد ہیں جنہیں منفرد" و مشترک" آپ سے تخاطب کے علاوہ داد و دہش مرقوم ہے۔

آپ کے نبائر میں جدی شیخ محمد انور بن شیخ عبدالرشید بن جدنا قاضی شیخ عبدالحمید منصبدار اعظم شاہی ہوئے اور تین لاکھ اٹھارہ ہزار دام (سات ہزار نو سو پچاس روپیہ) کی جاگیر پرگنہ باڑی سرکار لکھنؤ میں عطا ہوئی تھی آخر میں شاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ کے دربار سے منسلک ہو کر پیشکاری شاہزادہ موصوف پر مامور ہوئے اسی خدمت مفوضہ کے دوران میں ۴۳ سنہ جلوس عالمگیری مطابق ۱۱۱۱ سنہ ہجری میں بمقام دارالحکومت احمد آباد وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے - دوسرے پوتے جدالاجداد حقیقی راقم الحروف جدنا شیخ غلام محمد صاحب ابن شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالحمید موصوف و مبرور رحمہم اللہ تعالیٰ تلمیذ حضرت ملا وجیہ الدین شہابی گوپاموی منصبدار اعظم شاہی اولاد داروغگی خزانہ جمع و دیوانی کچہری وغیرہ منصب پانصدی ذات پچاس سوار پر سرفراز ہوئے بعدہٗ بوجہ وفات جدی شیخ محمد انور صاحب شاہزادہ

عالیجاہ موصوف نے اپنی پیشکاری و پیش دستی کیلئے منتخب کرلیا چنانچہ چھ سال تک اسی منصب پر فائز رہ کر ۱۰ رجب ۱؎ رجب ۱۱۱۶ھ کو بمقام احمد آباد گجرات میں وفات پائی، نعش شریف گوپامئو لاکر، ۲ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور باغ بنگلہ میں مدفون ہوئی اور اس پر ایک مقبرہ تعمیر کیا گیا، بادشاہ عالمگیر اور شاہزادے موصوف کو آپ کی وفات کا بہت افسوس ہوا اور بنظر حسن خدمت حضرت مرحوم فرزندان و متعلقان کی سرپرستی کیلئے چار مواضع قطب پور، بڈگھنہ محمد پور، جریلی پرگنہ گوپامئو میں معاف ہوئے جو زمانہ غدر تک باقی رہے، یہ دونوں بزرگ علم و فضل سے آراستہ و پیراستہ تھے، سادات عیدو سید یمین سے اُن کے روابط و تعلقات بہت تھے بالخصوص جد معظم حضرت شیخ غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے، یہ عاشق احادیث نبویہ (علی صاحبہا الف الف تحیہ وسلام) تھے آپ نے سادات موصوفین سے احادیث شریفہ کی سماعت بھی فرمائی اور اسی کے ساتھ ان کی اور دیگر اوراد خاص کی سند و اجازت حاصل کی تھی، وہ بیاض جسمیں ان کا اندراج کیا گیا تھا تا ایندم کرم خوردہ و بوسیدہ موجود ہے، اسکے علاوہ سادات موصوفین کے بائیس خطوط اور اُن کے ساتھ چند اوراق اخبارات دربار علی وغیرہ و اصل درخواست امداد مدرسین و طلبائے مدرسہ ہدایت بخش احمد آباد جو دربار شاہی میں پیش کی گئی تھی میرے پاس تبرکاً محفوظ ہیں ان کے علاوہ نہ معلوم کتنے فرامین اور خطوط وزراء و امرائے شاہی و دیگر کاغذات نذر اتلاف و بربادی ہو گئے بجز چند فرامین و پروانہ کے کچھ باقی نہیں رہا۔

حضرت جد معظم شیخ غلام محمد صاحب اعظم شاہی کے دو صاحبزادے یادگار رہے اول جدی شیخ غلام حسن مخاطب بہ غلام حسن خان اول، دوم شیخ غلام حسین صاحب، اول الذکر بھی منصبداری کی عزت سے سربلند و مفتخر ہوئے اور دربار شاہی سے وابستگی کی بنا پر مختلف مناصب جلیلہ

پر فائز ہو کر مہمات دکن میں ہمرکاب شاہی رہنے کے بعد منجانب سلطان اعظم شاہ صوبہ دار احمد آباد[1] گجرات ہوئے، مگر جنگ برادران میں اعظم شاہ کے مقتول ہو جانے پر صوبہ داری سے دست کشی اور منصب پانصدی و جاگیر دس لاکھ اٹھارہ ہزار دام (پچیس ہزار چار سو پچاس روپیہ) پر قانع ہو گئے، کئی بار دربار شاہی سے خلعتیں بھی عطا ہوئیں غرضیکہ تمام عمر بعزت و منزلت تمام بسر کر کے ۹ سنہ جلوس محمد شاہی ۱۱۴۰ھ میں وفات پائی اور پائین مزار پدر بزرگوار بیرون مقبرہ چبوترہ پر دفن ہوئے، آپ کے صاحبزادے جدی شیخ غلام نبی مخاطب بہ غلام حسن خان ثانی اوائل ۱۱۰۰ھ میں بمقام گوپامؤ پیدا ہوئے، دادا نے شیخ محمد اور میاں عبد الباقی بن الشیخ عبد الصمد جونپوریؒ نے قرآن مجید سے مقتبس کر کے غلام ذکی نام تجویز کیا لیکن جب حضرت جد معظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس خوشی کا بادشاہ سے اظہار کیا تو بادشاہ موصوف نے بھی شریک مسرت ہو کر غلام نبی نام تجویز کیا، اور پھر یہی نام مقبول و پسندیدہ اہل خاندان و تمام جہان ہوا، یہ بھی اپنے اب جد کی طرح پانصدی منصب دار و داروغہ ارسال عسکری متعین صوبہ اودھ اور علاوہ مواضعات معافی کے گیارہ لاکھ دام (ستائیس ہزار پانچسو روپیہ) کے جاگیر دار تھے، اور غلام حسن خان خطاب تھا۔

آپ کے دو صاحبزادے ہوئے، فرزند اکبر جدی شیخ غلام مصطفیٰ خان مرحوم بھی منصبداری کیساتھ مواضعات معافی و جاگیر متذکرہ پر سرفراز رہے، اور فرزند اصغر حکیم غلام مجتبیٰ خان طبیب حاذق حکیم فائق مخبر الدولہ سید الممالک حکیم میر ماشاء اللہ خاں اسد جنگ کے شاگرد رشید اور وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر نواب اودھ کے درباری طبیبوں میں تھے اسی تعلق کی بنا پر ۱۱۹۵ھ میں موضع عثمان پور ڈیہی علاقہ پرگنہ تلہر سرکار بدایوں حال ضلع شاہجہاں پور میں معافی

---

[1] فرامین کاغذات خاندانی و ڈسٹرکٹ گزیٹیرس یوپی جلد ۱۳ متعلقہ ضلع ہردوئی صفحہ ۱۸۹۔

ملاتھا جسکا ایک بر لئے نام حصہ اب بھی بقبضہ راقم ابن سطور ہے قصبہ میں آپ بڑے حکیم کے لقب سے مشہور و معروف تھے، مجربات مجتبائی آپ کی باقیماندہ یادگار ہے آپکی وفات کے بعد جدی و امجدی حکیم غلام حسن خانصاحب چشتی صفوی، مینائی مرید حضرت سید نصیر الدین صاحب سعدی بلگرامی، فرزند اکبر جدی شیخ غلام مصطفےٰ خاں مرحوم و مغفور مسند سریر آوردہ طبیب ہوئے، علوم عربیہ ملا قطب الدین صاحب گوپاموی سے حاصل کئے اور فن طب اپنے عم مکرم و دیگر اساتذہ لکھنؤ سے حاصل کر کے مرتبہ حذاقت و کمال کو پہونچے، امرائے جوار و دیار کے علاوہ اراکین سلطنت مثل منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخاں ناظم خیرآباد مولوی فرید الدین احمد خان بہادر چکلہ دار گوپاموی، لالہ موہن لال صاحب نائب چکلہ دار و تعلقداران ہمزوان وغیرہ آپ کے حددرجہ معتقد تھے اسی عقیدت کی بناپر لالہ صاحب موصوف علاج و معالجہ میں ہمیشہ آپ ہی سے رجوع کرتے چنانچہ سو بیگہ آراضی موضع سمرکہتہ پرگنہ گوپامؤ لب شارع عام بعرض سیر جدی حکیم ابو الحسن خانصاحب عرف ابو میاں خلف جناب قبلہ حکیم صاحب نذر کی تھی جو ابتک بنام چک ہوا بار باقی ہے۔

آپ ہی کے زمانہ میں مناقشات بابت حقوق شرعیہ جو عرصہ سے دلوں میں پیدا ہو چکے تھے خاندان مفتیان سے رونما ہو گئے، اور یہاں تک طول ہوا کہ عدالت ابتدائی سے متجاوز ہوکر مقدمہ عدالت العالیہ لکھنؤ تک پہونچا، سادات قصبہ و خاندان قاضیان و مولویان کثیر التعداد شرفاء گوپامؤ آپ کے طرفدار تھے اور قنوجی صاحبان مفتی صاحبان کے ساعی و پیروکار آخر کار مقدمہ بحق حضرت جد معظم کامیاب ہوا مگر بزرگان خاندان مفتیان نے بعض نمک خواران ایسٹ انڈیا کمپنی کی نفرت و جبلت سے متاثر ہو کر بہتانات و الزامات کا طوفان بپا کر کے انقطاع قرابت و رشتہ داری کا اعلان کر دیا، معاملہ زمانہ شاہی کا تھا، مگر

اسکا تکملہ تاریخ خاندان مفتیان گوپامئو لکھکر مفتی محمد حسن صاحب وکیل جونپور مرحوم نے کیا
حضرت جد مرحوم کی وفات سنہ ۱۲۴۲ھ مقام ٹلہر عین اشتغال عبادت میں بعد نماز فجر واقع
ہوئی اور وہیں قبرستان پیر غیب شاہ میں جانب شمال زیر درخت املی مدفون ہوئے احقر
نے متعدد بار وہاں فاتحہ خوانی کی ہے آپ کے بعد جدی حکیم ابوالحسن خانصاحب مرحوم
متوفی سنہ ۱۲۹۵ھ وسادہ طب پدر بزرگوار پر متمکن رہے مگر اُن کے فرزند ارجمند جدی حکیم
بشارت حسن صاحب مرحوم متوفی سنہ ۱۳۰۶ھ نے باوجود طبیب ہونے کے عمر کا بیشتر حصہ عہد
شاہان اودھ میں بزمانہ وزارت علی نقی خان وغیرہ تحصیلداری اکبرپور، رسولپور وغیرہ توابع
فیض آباد میں گذارا، اور اس علم کو ذریعہ معاش نہیں بنایا بعد انتزاع سلطنت اودھ
خانہ نشین ہوگئے کبھی کبھی کسی خاص علاج میں متوجہ ہوجاتے، ورنہ ہمہ وقت اپنے پیر و
مرشد حافظ محمد اسلم صاحب[له] کے فرمودہ وتعلیم کردہ اوراد و وظائف اور اذکار و اشتغال
میں مصروف و مشغول رہا کرتے اس بنا پر سلسلہ طبابت دوسرے اعزائے خاندان میں مع ذخیرہ علمی
کے منتقل ہوگیا۔

متذکرہ صدر بزرگوں کے علاوہ احفاد و نبائر حضرت قاضی لہرے صاحب رحمۃ اللہ علیہ
میں جدی مولوی حکیم غلام حیدر صاحب قبلہ مرحوم مغفور برادر خورد جدی و امجدی حکیم
غلام حسن خان مرحوم سررشتہ دار کورٹ اپیل دائرہ و سائرہ بریلی و اضلاع مراد آباد میں بوپی
متوفی سنہ ۱۲۹۸ھ اور اُن کے صاحبزادے منشی غلام صفدر عرف منشی محفوظ علی صاحب مرحوم
محافظ دفتر جی شاہجہان پور متوفی سنہ ۱۲۹۶ھ اور اُنکے تین صاحبزادے منشی بندہ حسن صاحب
مرحوم وکیل منصفی پوایان ضلع شاہجہان پور متوفی سنہ ۱۲۹۷ھ و منشی اشرف حسین صاحب مرحوم

---

له بحالت خواب حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی سے بیعت ہوئے اور تعلیم و تلقین شاہ محمد اسلم صاحب کی ۱۲

وکیل منصفی تلہر ضلع شاہجہاں پور متوفی ۱۳۱۹ھ و منشی انوار حسین صاحب مرحوم وکیل
منصفی پوایاں و دیوانی شاہجہاں پور متوفی ۱۳۵۲ھ اور جناب خان بہادر منشی محمود حسن
صاحب مرحوم بی اے ایل ایل بی علیگ (ڈسٹرکٹ و سشن جج یوپی) متوفی ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۶ء بن
منشی بندہ حسن صاحب موصوف بہت ممتاز و سربرآوردہ ہوئے۔ اب بزمانہ موجودہ
عزیزم حاجی مسعود حسن صاحب بی اے ایل ایل بی علیگ ایڈوکیٹ و میونسپل کمشنر و
جوائنٹ سکریٹری سنی ہائر اسکول و منیجر مدرستہ البنات بشیرت گنج و نائب منیجر تعلیم گاہ
نسواں لکھنؤ متوطن لکھنؤ و عزیزی میاں مقصود حسن صاحب بی اے ایل ایل بی،
اسسٹنٹ اسپیشل افیسر گورنمنٹ اسٹیشنری ڈپو حیدرآباد دکن فرزندان جج صاحب
مرحوم و منشی ظہیر الدین حسن صاحب[1] پنشنر منصرم منصفی لکھنؤ، و منشی جمیل الدین حسن صاحب[2]
وکیل لکھنؤ و منشی ابرار حسین صاحب[3] بی اے ایل ایل بی علیگ۔ وکیل و سابق میونسپل
کمشنر ہردوئی و منشی منیر الدین حسن صاحب[4] پنشنر سب انسپکٹر پولیس مقیم لکھنؤ اور ان
کے صاحبزادے نصیر الدین حسن سلمہٗ ایم اے آنرز ابنائے منشی انوار حسین صاحب مرحوم
و ناچیز مؤلف رسالہ ہذا ابو الکمال محمد بہاء الدین و نور چشمان مولوی حافظ حکیم محمد ضیاء الدین احمد
عالم الٰہ آباد و فاضل دار العلوم دیوبند بانی و ناظم تعلیم گاہ نسواں ہردوئی و مولوی محمد
علاء الدین احمد[5] متعلم درجہ اعلیٰ دار العلوم دیوبند و حکیم محمد صدر الدین برادر حقیقی ابنائے

---

[1] متوفی ۱۵ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۵۲ء بمقام لکھنؤ ۱۲ [2] متوفی ۲۴ مارچ ۱۹۵۰ء مدفون
عیش باغ لکھنؤ ۱۲ [3] وکالت ہردوئی ترک کر کے ۱۹۵۰ء مع اپنے صاحبزادے اسرار حسن
سلمہٗ علیگڈھ چلے گئے ۱۲ [4] ممتاز دار الیتامیٰ لکھنؤ کے سپرنٹنڈنٹ تھے ۱۹۵۰ء سے اپنے
صاحبزادے کے پاس مع اہل و عیال پاکستان چلے گئے ۱۲ [5] ۱۳۷۰ھ میں دورہ حدیث مع دریات
اور ۱۳۷۱ھ تفسیر کے خصوصی دورے سے فراغ حاصل کر لیا ۱۲

حکیم منشی سعید حسن[۱] صاحب ابن حکیم بشارت حسن صاحب مرحومین و عموی مولوی وزیر حسن صاحب برادر خورد جناب والد ماجدم قبلہ مع دو فرزندان از احفاد جدی حکیم بشارت حسن صاحب مرحوم نسل حضرت قاضی لہرے صاحب اللہ علیہ کی جملہ باقیات ہیں ۔

جدی شیخ غلام حسین بن جدی بیج غلام محمد صاحب منصبدار بھی منصبداری پر فائز تھے اور دو لاکھ بارہ ہزار نو سو ساٹھ دام (پانچ ہزار تین سو چوبیس روپیہ) کی پرگنہ گوپامئو میں جاگیر تھی انھوں نے اپنا مکان جداگانہ بنا لیا تھا اسی میں جج صاحب مرحوم مع اپنے عمام کے بود و باش رکھتے تھے اب بھی انھیں کے اولاد و اخوان کے قبضہ میں ہے ۔ عرصہ ہوا شیخ صاحب مرحوم کی نسل ذکور ختم ہوگئی جج صاحب وغیرہم انکی اولاد دختری میں ہیں

(۲۲) **شیخ عبد الرحیم متولی گوپامئو** راوی اکثر عنوانات و بیانات محبوب القلوب حضرت شیخ پھول صدیقی گوپاموی کے بڑے صاحبزادے اور شیخ سلیم جعفری کے نواسے اور حضرت بندگی قدس سرہٗ کے شاگرد، مرید اور اُن کے سوانح حیات و دیگر حالات کے بڑے واقف کار تھے عہد ہمایوں بادشاہ میں یا اس کے بعد غالباً حضرت شیخ پھول صاحب کی وفات کے بعد قصبہ و پرگنہ گوپامئو کے متولی مقرر ہوئے اور عہد اکبری تک بیشتر حصہ عمر اسی منصب پر فائز رہے ۔ احوال دقائق خوارق مندرجہ محبوب القلوب کی تقریباً بیشتر روایات متعلقہ گوپامئو آپ ہی کی بیان کردہ ہیں، آخر عمر میں معاش کی تنگی سے پریشان ہو کر حضرت بندگی کی خدمت میں امیٹھی گئے تھے اور حضرت نے شیخ عبد النبی صدر سے آگرہ جا کر عرض حال کرنے کا مشورہ دیا تھا بعد وفات حضرت بندگی قدس سرہٗ گوپامئو میں بعہد سلطنت اکبر بادشاہ وفات پائی اور عہدہ تولیت پر آپ کے برادر خورد شیخ عبد الکریم مامور ہوئے ۔

---

[۱] متوفی ۷ / اکتوبر ۱۹۲۰ء مطابق ۲۴ / ماہ صفر ۱۳۳۹ھ بمقام ہردوئی مدفون گوپامئو ۱۲

آپ کے احفاد میں متولی قدرت اللہ خان قدرت بن شیخ محمد کامل بہت ذی علم ہوئے مولوی محمد مصطفےٰ اعلیخاں صاحب خوشدل قاضی القضات مدراس سے شعر و سخن کی مشق بہم پہونچائی بعہد نواب اعظم جاہ بہادر مدراس مقبرہ نواب رحمت آپ کی تولیت اور خطاب خانی سے سرفراز ہوئے انھوں نے شعرا کے تین تذکرے تالیف کیے اول نتایج الافکار دوم جام جہاں نما سوم تکملۃ الشعرا۔ چنانچہ پہلا تذکرہ ۱۲۵۹ھ میں بمقام مدراس شائع ہوا اور اس وقت اس کے کئی نسخے گوپامؤ میں موجود ہیں اسمیں اپنے تذکرہ کے ساتھ بعض حالات آبائی وحید خود شیخ بھول تحریر کرتے ہیں:۔

"در بعد وفاتش پسر اکبرش مولوی شاہ عبدالرحیم کہ بحلیہ فضائل و کمالات آراستہ بود چنانکہ فتاوی مجمع المسائل از تصانیف اوست وبا وجود ابتلای خدمت مسطور در زمرہ خلفای بندگی نظام امیٹھوی قدس سرہٗ غرامتیاز داشتہ بعنوان پدر بزرگوار باطوار شایستہ بفرط بلندنامی ایام حیات مستعار بانصرام رسانید" صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ مدراس۔

فتاوی مجمع المسائل کا تو اب نام ہی نام باقی رہ گیا ہے۔ امتداد زمانہ کے ساتھ پسماندگان کی بے حسی اور بے توجہی نے یہ نعمت ضائع و برباد کر کے اسکی نگہداشت سے سبکدوشی حاصل کرلی۔ رہا معاملہ خلافت از حضرت بندگی قدس سرہٗ یہ صحیح نہیں ہے۔ درحقیقت یہ صرف مرید ہی تھے خلیفہ نہ تھے (ملاحظہ ہو محبوب القلوب نکتۃ الخوارق ۱۲۹ و بیان الخلفا) افسوس ہے کہ متولی صاحب موصوف کے مزید خاندانی حالات اور ان کی اولاد و احفاد کی تفصیل کسی کا بھی پتہ نہ چل سکا۔

(۲۳) **شیخ عبدالقادر قنوجیؒ** (نکتۃ الخوارق ۱۲۱) | شیخ لاڈ صاحب ابن شیخ ابراہیم بن

شیخ نعیم اللہ بن قاضی علاءالدین بن قاضی شیخ محمد بن قاضی علاءالدین ابن قاضی شیخ علی بن قاضی شیخ محی خطابی فاروقی قنوجی کے صاحبزادے تھے۔

آپ کے جد اعلیٰ عہد چنگیز خاں میں بخارا سے آکر کچھ عرصہ تک ہانسی حصار میں اقامت گزیں رہے وہاں سے دہلی آئے پھر خدمات شرعیہ پر مامور ہوکر قنوج میں توطن پذیر ہوگئے۔ اور بلقب خطابیان مشہور ہوئے۔ اسی لقب سے جائے سکونت محلہ خطابیان[1] کہلائی

شیخ صاحب موصوف اوائل عہد[2] جلال الدین محمد اکبر بادشاہ میں حضرت بندگی نظام الدین عثمانی امیٹھوی سے تحصیل علم کیلئے جو اس وقت کے فضلاء کبار میں سے تھے گوپامؤ تشریف لائے اور کسب فضائل علمیہ کے بعد یہیں موطنت گزیں و ساکت قریب ہوگئے آپ کے پانچ صاحبزادے ہوئے ان میں سر برآوردہ سبط اکبر شیخ عبدالحی صاحب تھے آپ کی اولاد میں علماء مشائخ، امراء ہر طبقہ و مشرب کے حضرات ہوئے ازانجملہ شیخ محمد منور بن شیخ نعمت اللہ بن شیخ عبدالحی کے صاحبزادگان حاجی شیخ محمد انور اور شیخ عبدالوالی صاحبان ایسے کثیر العیال ہوئے کہ ان سب کی رہائش کیلئے پندرہ سولہ مکانات وقتاً فوقتاً تعمیر کرنا پڑے جناب حاجی شیخ محمد انور صاحب اور ان کے صاحبزادے خانجہان نواب محمد انور الدین خاں بہادر نے ملازمت شاہی اختیار کی چنانچہ حاجی صاحب اولاً خدمت پیش نمازی بادشاہی پر مامور ہوئے بعدہٗ خطاب خانی کے ساتھ پیشکاری نواب مخلص خان بخشی پر سر بلند کئے گئے کچھ عرصہ کے بعد بحصول

---

[1] مضمون علمائے گوپامؤ از مفتی جی انتظام اللہ اکبرآبادی مطبوعہ رسالہ مصنف علی گڑھ بابت اگست ۱۹۴۷ء

[2] ڈسٹرکٹ گزیٹیرس یو۔ پی جلد ۱۳ ضلع ہردوئی صفحہ ۱۰۸۔

رخصت سعادت فریضہ حج سے مشرف ہوئے مگر وہاں سے واپس ہوتے ہی راستہ میں علیل ہو گئے لشکر شاہی نہ پہونچنے پائے تھے کہ بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد میں بتاریخ ۱۵ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۱۱۱ھ وفات پائی بادشاہ کو ان کی وفات پہ بہت افسوس[1] ہوا تابوت گوپامئو لاکر بائیں مزار شیخ عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاجی صاحبؒ واقع محلہ بندگی میاں میں مدفون کیا گیا۔ آپ کی وفات کے بعد خان جہان محمد انوارالدین خان بہادر پیشکاری حمید الدین خان داروغہ دیوان خاص ضمیمہ وقائع نگاری وامین ہفت چوکی فوج بادشاہ زادہ محمد کام بخش پر مامور ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد بجلدوے خدمات سابقہ منصب و خطاب انوارالدین خان فوجدار کرناٹک ہوئے پھر بزمانہ نواب ناصر جنگ شہامت جنگ کا اضافہ ہوا لیکن سنہ ۱۱۶۲ھ کے معرکہ خونریز مظفر جنگ میں جو انگریزوں کے استیصال کے لئے فرانسیسیوں نے برپا کرایا تھا شہادت[2] پائی اور نعش حیدرآباد لاکر آصف نگر میں دفن کی گئی شعر ذیل سے واقعہ اور شہادت سنہ کا ثبوت ملتا ہے ؎

خرد گفت سالش ز الہام ہو ✽ شہید ست سالار گوپامئو
۱۱۶۲ھ

بعد شہادت آپ کے چار صاحبزادے یادگار رہے، از انجملہ فرزند اکبر نواب بدرالاسلام خان و نواب محمد محفوظ خان فرزند ثانی برادران حقیقی محل اول سے اور نواب محمد علی خاں والاجاہ و نواب عبدالوہاب خان برادران حقیقی دوسرے محل سے نواب بدرالاسلام خاں عہد محمد شاہ میں کٹھیر و شکوہ آباد کے صوبہ دار رہے اسی دوران میں انھوں نے ایک پختہ عالیشان سرائے جانب شمال سواد قصبہ گوپامئو میں تعمیر کرائی اور اس میں بھٹیارے بھی آباد کئے تھے مگر کہا جاتا ہے کہ شاہراہ عام سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے آباد نہ رہ سکی اب اس میں رعایا آباد ہے دوسرے

---

[1] منتخب اللباب خافی خان صفحہ ۳۱۲ [2] ایضاً و ماثر الامرا نواب صمصام الدولہ جلد دوم صفحہ ۲۳، ۵۲۲ و ۵۲۷۔

بیٹے ہمیشہ اپنے والد ماجد کے ساتھ رہے اور کارہائے نمایاں انجام دیے اُن کی شہادت
کے بعد بھی اپنے علاتی بھائیوں کا ساتھ دیکر بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے حتیٰ کہ
وہیں ۱۱۹۳ھ میں وفات پائی اور مقبرہ نواب شہید میں دفن ہوئے۔

(۴۲) نواب محمد علی خان والاجاہ امیر الہند والئے ارکاٹ فرزند سوم نواب
انور الدین خان بہادر شہامت جنگ اور اُن کے وقت بازو برادر عمان برابر نصیر الدولہ
نواب عبد الوہاب خان بہادر کا بقدر کفایت وضرورت حال تاریخ گوپامؤ میں مرقوم ہو چکا
ہے اس جگہ حسب گنجائش رسالہ مشتے نمونہ از خروارے مختصراً تحریر کیا جاتا ہے۔

نواب محمد علی خان کو نواب ناصر جنگ میر احمد نظام الدولہ بن نواب آصف جاہ اول
نے صوبہ داری ارکاٹ پر بعد وفات نواب شہامت جنگ مامور کیا کیونکہ اس وقت تک
صوبہ ارکاٹ ممالک محروسہ نظام میں شامل تھا لیکن فرانسیسیوں کے اغوا سے ۱۱۶۴ھ میں
نواب ناصر جنگ شہید کر دئے گئے اس وقت سلطنت مغلیہ کے ضعف سے بساط سلطنت
جیتنے کیلئے انگریز و فرانسیسی اپنی اپنی گھاتوں میں تھے نواب نظام کو انگریزوں نے پہلے ہی
سے اپنا لیا تھا، مگر ہدایت محی الدین و حسین دوست خان عرف چاندا صاحب وغیرہ اعزائے
نظام کو فرانسیسیوں کی امداد و عنایت کے بھروسہ پر علاقہ جات دکن پر حکمرانی کے خواب
نظر آنے شروع ہو گئے چنانچہ اس موقع کو غنیمت خیال کر کے ایک طرف تو ہدایت محی الدین
خان کو فرانسیسیوں نے تخت آصف جاہی پر بٹھا دیا دوسری طرف امرائے آصف جاہی
نے نواب صلابت جنگ کو مسند نشین کیا جس کے بعد فریقین میں معرکہ کارزار گرم ہو گیا نواب
محمد علی خان نے اتفاق وقت سے چاندا صاحب کو گرفتار کر کے قتل کرا دیا اور اس کا سر
بامیارا انگریزان احمد شاہ بادشاہ کے پاس دہلی بھیجدیا چنانچہ فتنہ دکن فرو کرنے کے صلہ میں

بادشاہ نے خطاب والاجاہ، علم و نقارہ، ماہی مراتب و سند التمغار صوبہ داری دائمی ملک کرناٹک عطا کردی اسوقت سے یہ مستقل صوبہ دار ہوگئے، نواب نظام کو اُن کی یہ غیر متوقع خودسری ناگوار ہوئی اس کے تصفیہ کے لئے ۱۱۷۶ھ میں مجلس صلح منعقد ہوئی انگریز بازی گروں نے نواب نظام کو کچھ دے دلا کر نواب والاجاہ صاحب کا ارکاٹ و کرناٹک پر اقتدار کلی[۱] تسلیم کراتے ہی بھائی چارہ و معاہدہ بازی شروع کردی یہی اس ہمدردی و عنایت کا ماحصل اور غرض اصلی تھی۔

نواب والاجاہ بہت ذی علم علماء و فضلاء کے بڑے قدردان تھے حضرت ملا عبدالعلی بحرالعلوم فرنگی محلی لکھنویؒ کو اپنے یہاں ایک ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ پر بلایا حضرت کے شہر مدراس میں داخلہ پر عمائد و عمال ریاست نے گرمجوشی سے استقبال کیا حضرت ملاؒ پالکی پر سوار سب لوگ پیادہ پا ساتھ ساتھ محل شاہی تک آئے صدر دروازہ پر خود نواب صاحب تمام اہل خاندان کے ساتھ استقبال کیلئے موجود یہ دیکھکر ملا صاحب نے پالکی سے اترنا چاہا تو نواب موصوف نے یہی نہیں کیا کہ اترنے نہیں دیا بلکہ مزید برآں پالکی کو کندھا دیتے ہوئے مسند نشین تک لائے اور صدر میں بٹھلا کر خود سامنے مودب بیٹھ گئے اور فرائض مہمان نوازی بدرجہ اتم ادا کئے بعدہٗ ایک بہت بڑا دارالعلوم قائم کر کے ملا صاحب کو ملک العلماء کے خطاب کے ساتھ شیخ الجامعہ مقرر کیا اور تمام عمر انتہائی تعظیم و تکریم کے ساتھ رکھا اور اپنا یہ معمول کر لیا تھا کہ جب بھی ملا صاحب محل میں تشریف لاتے تو صدر دروازہ پر استقبال اور واپسی پر اسی جگہ تک مشایعت کرتے[۲]

نواب صاحب موصوف نے سلطان روم سے خدمت شمع افروزی و فراشی حرمین

---

[۱] مآثر الامراء ۱۲ [۲] تذکرہ علمائے فرنگی محل مولانا مولوی عنایت اللہ صاحب صفحہ ۱۳۹ ماخوذ

شریفین کی اجازت چاہی چنانچہ ۱۷۶۳ء میں خلیفۃ المسلمین نے بذریعہ فرمان خطاب امیر الہند
خادم الحرمین ایسٹ انڈیا کمپنی کی وساطت سے عطا کی اُن کا بڑا وصف یہ تھا کہ اس رتبہ و
عروج پر پہونچکر اپنے وطن اور اہل خاندان کو نہیں بھولے اور اپنے اعزا و اقربا کی حیثیت کے
موافق امداد و اعانت اپنا فرض اولین قرار دیا اور اُن کو بڑے بڑے عہدے، وظیفے اور
خطابات دئے، نیز بعض آثار متبرکہ قصبہ مثل مقبرہ حضرت مخدوم اعز الدین سرخ لعل پیر
قدس سرہ العزیز ۱۷۹۵ء میں نیز جامع مسجد اکبری، عیدگاہ گویا مئو کی شدید زلزلہ سے
شکستگی کے بعد بصرف زر کثیر تعمیر و درستی کرائی جس کے بعد تا اینہدم علی حالہ صحیح و
سالم باقی ہیں ۱۲۱۰ھ میں وفات پائی اور تہر نگر میں مدفون ہوئے۔
شیخ عبدالوالی بن شیخ محمد منور صاحب آپ ہی کی اولاد کثیرہ کی استقامت گویا مئو کے
محلہ قنوجی کا بقا رہا شیخ صاحب موصوف نے گویا مئو میں ایک بہت بڑا محل بنام قلعہ تعمیر
کیا جو متعدد وسیع و خوشنما قطعات و مکانات پر مشتمل تھا یہ محل اتبک گرا پڑا باقی ہے
اور اس کا بلند پھاٹک بانی کی علوے شانی و بلند مکانی کی شہادت دے رہا ہے اُن کے
صاحبزادے نواب محمد منیر الدین خان بہادر محمد شاہ یا احمد شاہ بادشاہ دہلی کی جانب سے
نائب صوبہ دار بنگالہ رہے اور پوتے مولوی محمد مصطفےٰ علی خان اول بن شیخ خیر اللہ بن
شیخ عبدالوالی پہلے قاضی القضات مدراس اور اُن کے برادر زادے مولانا شاہ صلاح الدین
صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو شاہ غلام یحییٰ صفی پوری اور حافظ سید معشوق علی صاحب خیرآبادی
کے شیوخ میں ہونے کے علاوہ مولانا فضل امام صاحب خیرآبادی کے پیر و مرشد بھی تھے
نیز مولوی مصباح اللہ خان بن شیخ محمد روشن بن شیخ محمد امان بن شیخ عبدالوالی موصوف
مرجع العلماء و مصلح الفضلا حضرت شاہ قدرت اللہ صاحب صفی پوری قدس سرہٗ کے

خلفاء میں اور قاضی القضات مولوی مصطفیٰ علیخاں شائی متخلص بہ خوشدل خلف قاضی القضات
صاحب اول اور اُن کے فرزند ارجمند افضل العلماء خانبہادر ابوالعلی مولوی محمد ارتضیٰ علیخان
بہادر خوشنو قاضی القضات ممالک محروسہ ارکاٹ علی الترتیب خلفائے حضرت شاہ غلام پیر
خلف شاہ یٰسین بلگرامی و حضرت شاہ نصیر الدین عرف سعدی میاں صاحب بلگرامی قدس
سرہٗ سے تھے ماسوا اُن کے مولوی قدرت احمد صاحب مؤلف رسالہ جدولیہ در علم منطق
و بہج الحذاقت در طب و فقہ احمدی در علم فقہ وغیرہ و مولوی مقبول احمد صاحب مؤلف گلزار
عجم بجواب بہار عجم امانت و تنبیہ الانسان در حلت و حرمت حیوان۔ و حافظ شاہ انوار الحق عرف
کلو میاں صاحب انوار مجددی نقشبندی خلیفۂ اول حضرت شاہ عبد الرحمن خانصاحب
شاہجہانپوری گوپاموی قدس سرہٗ صاحب دیوان و مولوی خیر الدین عرف مولوی منظور علی
صاحب مفتی اورنگ آباد دکن مؤلف ریاض الازہار (دوازدہ مجلس) و مولوی غلام حیدر صاحب
حیدر مترجم منظوم سکندر نامہ بحری و بری موسوم بہ گلدستۂ شجاعت، و مثنوی مولانائے رومی
موسوم بہ شجرۂ معرفت، و شارح اردو قصیدہ بردہ و ترجمہ اردو مثنوی بو علی شاہ قلندر موسوم
بہ کنز الاسرار وغیرہ و مولوی حکیم محمد جعفر صاحب ساقی مؤلف تبصرۃ الامراض و قرابادین جعفری
فارسی و تحفۃ الشائقین اردو و منشی نواب نصیر الاسلام صاحب نصیر عاشق رسول، تلمیذ
مولوی محمد اسمٰعیل مرادآبادی و میرزا گل محمد کرانی و آقا علی اکبر شیرازی و مولوی صوفی محمد امجد
صاحب شہرت و مخمور و خادم الحرمین الشریفین نواب حاجی محمد ناظر حسین خان اور اُن
کے برادر خورد مولوی حافظ حکیم شاہ ابو سعید محمد یاور حسین سرفرازی، مجددی نقشبندی
فاضل دار العلوم دیوبند مؤلف تالیفات کثیرہ وغیرہم کثیر التعداد فضلا و عمائد شیخ صاحب
موصوف ہی کی اولاد میں ہوئے۔ مگر اس دور قحط الرجال میں شیخ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی اولاد بھی انحطاط عددی سے نہ بچ سکی اور پندرہ سولہ گھروں میں بسنے والے کنبے کا گھٹ کر صرف دس بارہ افراد میں محدود رہجانا حسرت واندوہ سے خالی نہیں بحالت موجودہ اس نسل سے مولوی حاجی نواب رئیس الاسلام صاحب مع فرزند و برادرم حافظ قاری حکیم محمد ناظم حسین[1] صاحب منشی فاضل پنجاب، اور اُن کے برادر خورد مولوی ابرار حسین صاحب فاروقی ایم اے منشی فاضل پرنسپل اورنگ آباد انٹرمیڈیٹ کالج مع فرزندان[2] دخالصاحب حکیم محمد مظہر حسین صاحب سابق آنریری مجسٹریٹ سونی پت ضلع رہتک صوبہ دہلی مع برادرزادہ و صوفی سجاد حسین صاحب مع فرزند و برادرزادہ و مکرمی منشی شریف الحسن صاحب خلف حکیم محمد جعفر صاحب مع فرزندان مقیم بھوپال وغیرہ جملہ بارہ پندرہ اشخاص باقی ہیں وہ بھی متفرق و منتشر۔

(۲۵) **عبداللہ** مکتوب نمبر ۴ و ۲۷ | صوفی شیخ قاون رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے دولارے میاں عرفیت اور حضرت بندگی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔

(۲۶) **میاں شیخ عبدالوہاب خطیب**رحمۃ اللہ علیہ (مقامات کثیرہ محبوب القلوب خصوصاً حصہ مکتوبات) شیخ عبدالغفار بن شیخ عبدالقادر خطیب گوپامئو کے صاحبزادے تھے حضرت بندگی قدس سرہٗ سے تحصیل علم کرکے داخل سلسلہ بیعت وارادت ہونے کے ساتھ اپنے معاصرین میں ممتاز ہوئے۔ حضرت بندگی علیہ الرحمۃ کو انپر اسدرجہ اعتماد و بھروسہ تھا کہ اپنے تمام انتظامی معاملات انھیں کے سپرد فرمادئے تھے ترک سکونت گوپامئو کے بعد حضرت موصوف نے

---

[1] بتاریخ ۱۶ ماہ جولائی ۱۹۵۱ء مطابق ۱۰ شوال المکرم ۱۳۷۰ھ مرض حمی مطبقہ میں بمقام گوپامئو وفات پائی اور تین صاحبزادے حکیم محمد ہاشم حسین صاحب، محمد عارف حسین و آصف حسین سلمہم یادگار چھوڑے ۱۲

[2] رفعت حسین و عشرت حسین سلمہما ۱۲

امیٹھی سے جسقدر خطوط گوپامؤ بھیجے یا اس سے قبل امیٹھی بھیجے انمیں سے جس قدر دستیاب ہو سکے وہ سب محبوب القلوب میں جمع ہیں ان میں سے منجملہ ۲۰ مکتوبات کے بنیسٹھ اُن سے متعلق ہیں از انجملہ اکسٹھ اُن کے نام ہیں جنمیں مضامین متعلقہ دیانات و معاملات و ہدایات متعلقہ تلاوت قرآن مجید و پابندی اوراد و ادعیہ مندرجہ عوارف و انتظام مواضعات مرقوم ہیں اس کے علاوہ محبوب القلوب کے بعض واقعات بھی اُن سے مروی ہیں کتاب مذکور سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کے منصب خطابت کے متعلق عہد اکبر بادشاہ میں بزمانہ صدر الصدوری شاہ فخر الدین موسوی فتنہ مخالفت برپا ہوا تھا حضرت بندگی قدس سرہٗ کی پرزور سفارش سے جسمیں تمام اہالیان گوپامؤ سے زیادہ آپ کی شرافت نسبی و فضیلت علمی و قرأت دانی و تقویٰ شعاری کی تصدیق و استحقاق خطابت کی توثیق فرمانے سے فتنہ فرو ہو کر منصب بے خرخشہ بحال و برقرار ہو گیا تھا یہ سب امور و وقائع ۔ خوارق، بیان اوراد و تدریس علوم، ذکر مریدین اور مکتوبات مرقومہ محبوب القلوب میں موجود ہیں، آپ کے ایک صاحبزادے شیخ عبد الحق تھے جنکا نام نمبر ۸ امیں مسطور ہو چکا ۔ اُن کی اولاد میں حضرت ملا شیخ احمد بن عبد المنصور عالم متبحر و فقیہ مبصر ہوئے یہ بمعیت ملا وجیہہ الدین صاحب شہابی سہروردی گوپاموی تالیف فتاویٰ عالمگیری پر مامور تھے ان کے علاوہ شیخ محمد علیم بادشاہی وکیل و بغیر صوبہ جات اور اُن کے صاحبزادے شیخ غلام معین الدین مخاطب بہ امجد قلی خاں ایک ہزاری منصبدار اور اُن کے بیٹے امین الدین خاں میر منشی قلمدان وزارت شاہ ہرات اور اسی نسل سے منشی احمد علی خطیب متوسل دربار سلطان ٹیپو و مترجم حملات حیدری بایمائے سر جان ایسٹ سرگروہ کونسلیان کلکتہ، و شیخ نظام الدین نائک بخشی افواج ٹیپو سلطان ۔ و میاں محمد شتاق بخشی افواج سلطان ٹیپو،

منشی کرم عظیم داروغہ پرسٹ و گھاٹ حلقہ دہلی و میرٹھ منجانب حکومت انگریزی ہوئے نیز عمدی منشی محمد بقاء اللہ صاحب مرحوم نبیرہ منشی کرم عظیم صاحب موصوف نے اولا سربراہ کاری کورٹ بلگرام اور اسکے بعد ۱۸۷۶ء سے سرائے میران ضلع فتحگڈھ میں وکالت اختیار کر کے بڑی شہرت و ناموری حاصل کی اور آپ کے برادر زادہ عمی و محترمی صوفی شاہ محمد عظیم صاحب حضرت مولانا شاہ محمد مسعود عرف مولوی رحیم بخش صاحب مفتی اعظم دہلی مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص و خلیفہ حضرت پیر جی سید سرفراز علی صاحب رح نے علائق دنیاوی ترک کر کے ۱۳۱۱ھ میں ہندوستان سے مکہ مکرمہ (زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً) کو ہجرت کی اور وہاں پانچ سال قیام کر کے بلدہ مقدسہ مدینہ منورہ میں توطن اختیار کیا مگر ہنوز ایک ہی سال گزرا تھا کہ ماہ محرم الحرام ۱۳۱۷ھ میں وفات پائی حضرت مفتی صاحب آپ کی وجہ سے ۱۳۰۹ھ میں گویا مئو تشریف لائے اور ایک جم غفیر کو راہ ہدایت و صراط مستقیم پر لگایا جناب صوفی صاحب کے برادر زادہ حقیقی حاجی حافظ قاری محمد مصطفی احسن بن حاجی محمد عترت حسین مرحومین مدرسۃ الفلاح مکۃ المکرمہ کے تعلیمیافتہ اور دولت آصفیہ حیدر آباد کے وظیفہ یاب وغیرہ وغیرہ اس خاندان کے قابل ذکر حضرات میں سے تھے مگر اب بحالت موجودہ صرف دو پسر حافظ محمد مصطفی احسن مرحوم، و برادرم منشی محمد محسن صاحب ملازم سابق و حال وظیفہ یاب سرکار آصفیہ معتیم حیدر آباد، و برادرم منشی محمد احسن صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس ریاست ٹونک پنشنر کورٹ انسپکٹر طحال وکیل رامپور یوپی، عزیزم منشی حبیب اصغر صاحب بی اے ایل ایل بی علیگ وکیل سرائے میران ضلع فرخ آباد۔ اور عزیزم میاں فاروق احسن صاحب[له] ایم اے ایل ٹی علیگ معلم تاریخ و جغرافیہ رضا انٹرمیڈیٹ کالج رامپور اسٹیٹ یوپی شیخ عبدالوہاب صاحب

---

[له] بتاریخ نہم ماہ جون ۱۹۵۱ء صرف دو گھنٹہ بخار میں مبتلا رہ کر عین شباب میں بحالت مسافرت میں مقام ...... وفات پائی ۱۲

کی نسلی یادگار ہیں۔

(۲۶) میاں شیخ عبدالواحدؒ (اکثر و بیشتر مکتوبات) میاں صوفی قادن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت بندگی قدس سرہٗ کے تلمیذ رشید، مخلص مرید، اور معتمدین خاص سے تھے جس قدر مکتوبات حضرت بندگی نے شیخ عبدالوہاب صاحب کے نام ارقام فرمائے ہیں ان سب کے مخاطب اور ان کے احکام مندرجہ کے تعمیل کنندہ اور ہر قسم کی داد و دہش اور مراعات میں اُن کے شریک و مساوی ہیں آپ کے صرف ایک صاحبزادے شیخ محی الدین تھے مگر اُن کی اولاد پسری نہ ہونے کے باعث نسل ذکور منقطع ہوگئی۔

(۲۷) عبدالغنی (مکتوب نمبر ۴۶) تحقیق نہ ہوسکا کہ کون بزرگ تھے۔

(۲۸) میاں شیخ عیسیٰ متعلم (مکتوبات نمبر ۳۴ و ۵۵ و ۶۴) حضرت مفتی شیخ آدم دانشمند کے صاحبزادے اور بندگی میاں قدس سرہٗ کے سالے (برادر اہلیہ ثانیہ) اور شیخ مسعود الدین جعفر ثانی خلف ہفتم حضرت بندگی کے داماد تھے خانقاہ حضرت بندگی میں تعلیم پائی اور اپنے زمانہ کے عالم جید و بعد وفات پدر عالی قدر مفتی پرگنہ گوپامؤ ہوئے۔ جملہ سلاسل طریقت میں اپنے والد ماجد سے مجاز بیعت اور حسب نوشتہ مولوی امیر حسن سکنپوری سلسلہ طیفوریہ شطاریہ میں شیخ وجیہ الدین گجراتی کے بھی خلیفہ تھے مگر آپ کے فرزند ارجمند حضرت ملا وجیہ الدین صاحب کے خود نوشتہ سلاسل طریقت آبائی سے حضرت مفتی آدم صاحب کا خلیفہ شیخ گجراتی موصوف ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ صاحب تذکرہ کا۔ لیکن مقام تعجب ہے کہ یادداشت ہائے انساب تاریخ خاندان مفتیان گوپامؤ میں جو صحائف آسمانی سے کم درجہ نہیں رکھتے ایسے اہم واقعات کا کہیں ذکر نہیں ہے حالانکہ اُن کی وجہ تالیف یا شان نزول اہل خاندان کی واقفیت و آگاہی و معلومات افزائی تھی۔ حضرت صاحب تذکرہ جد مادری اجداد راقم سطور ماہ شعبان ۹۶۰ھ

عہد سلطنت جلال خاں ملقب بہ اسلام شاہ سور میں پیدا ہوئے تھے اور ۲۹ ذی الحجہ ۱۰۲۲ھ
عہد نور الدین محمد جہانگیر شاہ میں بعمر ۶۲ سال راحلہ پیمائے سفر آخرت ہوئے۔ مفتی جی انتظام اللہ
اکبرآبادی نے آپ کو شیخ وجیہ الدین گجراتیؒ کا تلمیذ رشید لکھا ہے جو بلا ثبوت اور غلط محض ہے
اسیطرح خلافت از حضرت بندگیؒ۔

(۲۵) **فتح ملک** (مکتوب نمبر ۴۴) بجز اسکے کہ ملا الہداد دانشمند گوپاموی کی بہن تھیں
اور کچھ حال نہیں معلوم ہوسکا۔

(۲۶) **میاں قادن صوفی** (دقیقۃ المقال نمبر ۴ و مکتوب نمبر ۱) نام نامی شاہ عبد القادر
شیخ بازید بن شیخ احمد بن محمد سعد قنوجی اوجھی مورث اعلی و بانی خاندان خطیبان گوپاموکے پوتے
اور حضرت بندگی قدس سرہ کے اطاعت شعار مطیع و منقاد مرید اور بہت بھولے و نخمر بزرگ
شیخ عبد الواحد و شیخ عبد اللہ عرف دولا سے میاں ممتحمین حضرت بندگی کے پردادا تھے شیخ موصوف
کے احفاد و نبائر میں شیخ محمد منعم اور اُن کے بیٹے شیخ محمد حیات بڑے ذی وجاہت و ذی علم
ہوئے ثانی الذکر کے بیٹے منشی غلام بندگی داماد مولوی محمد عظیم ستاری خشتی مخاطب بہ عظیم اللہ خان میر
منشی گورنر جنرل بڑے ذی اثر ذی استعداد ہوئے اُن کے بیٹے منشی عبد الحی نواسہ میر منشی
موصوف نے (۱) مولوی محمد اکرام مخاطب بہ اکرام اللہ خان ستاری خشتی قاضی القضات پٹنہ جو عہد
ایسٹ انڈیا کمپنی میں پینتیس سال عہدہ ہائے جلیلہ تحصیلداری ٹہر نواباں، کہنہ بریلی، بدایوں،
سہسوان و ہتھمی پیمائش بند و بست اول ملک آئین پر فائز رہے بعدہ ۱۸۳۲ء میں ڈپٹی کلکٹر
بدایوں و بجنور پھر میر منشی لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل ہوگئے کم و بیش اکیسال اس خدمت
کو انجام دیکر ۱۸۳۱ء میں ریزیڈنسی لکھنؤ کی کسی بڑی اسامی پر مامور ہوکر کلکتہ سے براہ دریا لکھنؤ
جاتے ہوئے رستہ میں بمقام سونبھی (ضلع وغیرہ نامعلوم) ۶ اکتوبر ۱۸۳۱ء کو دفعۃً کشتی ہی پر

فوت ہوگئے اور وہیں مدفون ہوئے جملہ کاغذات مال و اسباب ہمراہیوں نے دست برد کرلیا
ان کے بیٹے جدی منشی امیر احمد صاحب والد ماجد جدہ صاحبہ محترمہ مرحومہ و مغفورہ اپنے پدر بزرگوار
کی طرح بہت ق و نائق، عابد و زاہد حضرت حافظ سید شاہ محمد علی صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ
کے مریدین میں اس پایہ اور مرتبہ کے تھے کہ بہتوں کو خلیفہ ہونے کا گمان تھا عرصہ دراز تک حاکم افواج
لکھنؤ کپتان میگنس مخاطب بہ جان نثار خاں ہزبر جنگ کے میر منشی رہے جیسا کہ آغائی صاحب
کے ایک خط مندرجہ سطور ذیل سے معلوم ہوگا۔ کپتان مذکور کے ولایت واپس جانے یا فوت ہو
جانے کے بعد مولوی فرید الدین احمد خان بہادر گوپاموی چکلہ دار نے باصرار تمام اپنا میر منشی بنایا
۱۲۷۵ھ میں بمقام گوپامئو وفات ہوئی اور بسبب غلبہ عقیدت مخدوم لال میر موافق وصیت بیرون
درگاہ محاذی صدر دروازہ چبوترہ پر مدفون ہوئے مولوی غلام حسین خاں مرحوم خلف چکلہ دار صاحب
موصوف نے جعل اللہ الجنۃ مثواہ سے سنہ وفات اخذ کیا ہے۔ آپ کے دو
صاحبزادے تھے جدی حاجی منشی محمد حسن صاحب و جدی منشی احمد حسن صاحب عرف مولانا
میاں اول الذکر صاحب تا غدر ۱۸۵۷ء بماتحتی آغائی صاحب محالات فیض آباد و سلطان پور کے
تحصیلدار رہے علم طب میں کافی متبحر اور علم رمل میں کامل دسترس رکھتے تھے حاجی شیخ
احمد اللہ صاحب تعلقدار نگوور رئیس اعظم لاہرپور نواسہ منشی غلام بندگی صاحب موصوف گوپاموی
کی صاحبزادی سے عقد ہوا اور صرف ایک ہی بیٹے عموی منشی تجمل حسین صاحب (مرحوم) پیدا
ہوئے جو فارسی زبان کے بڑے ماہر اور ادیب تھے ریاست محمود آباد میں عرصہ تک تحصیلدار اور
منصرم رہے بالآخر اُن کے چھوٹے ماموں جدی حافظ محمد سراج الحق صاحب مرحوم نے اپنی
رفع تنہائی اور انتظام ریاست آبائی کے صلہ میں تقریباً ایک ثلث جائداد غیر منقولہ اُن کو
ہبہ کر کے لاہرپور بلالیا اس وقت سے یہ وہیں متوطن ہوگئے آپ کے صاحبزادگان میں سب کو

بڑے برادرم مولوی شاہ محمد حسین عرف محمد میاں صاحب تلمیذ جناب حافظ غلام محمد صاحب ذاکر گوپاموی و مدرس جناب نواب حاجی محمد ناظر حسین خانصاحب مرحوم، حضرت مرشدی مولانا شاہ محمد بہار الدین صاحب امروہی مہاجر مکی رحمانی مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہما کے خلیفہ متوفی ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۶۲ھ تھے - جناب عموی مولوی حاجی مسعود علی صاحب محوی فتحپوری بی اے علیگ ریٹائرڈ جج حیدرآباد دکن نے آپ کی وفات پر قطعہ تاریخ ذیل تحریر فرمایا ہے ؎

رہ کے جہان میں سب کچھ دور جہاں سے مگر　　کرتے رہے عمر بھر خدمتِ اہلِ جہاں
ذات تھی اُن کی بہت مغتنم اس عہد میں　　عاشقِ قرآن تھے بانی نور القرآں
شاق ہے اُن کا فراق اہلِ وطن کیلئے　　روتا ہے اُن کے لئے کُل ہی خانداں
حیف جدا ہو گئے حیف جدا ہو گئے　　شاہ محمد حسین عرف محمد میاں

افسوس ہے کہ برادر صاحب موصوف کی کوئی اولاد پسری زندہ نہیں رہی اور چھوٹے صاحبزادے عزیزم حاجی احمد حسین صاحب ہیں - آپ کے ایک ہی صاحبزادے نور چشم مولوی محمد امین متعلم درجہ فضیلت دار العلوم دیوبند تھے امید تھی کہ اُن سے قانون گویان لاہرپور و خاندان صوفی قادن صاحب گوپاموی رحمۃ اللہ علیہ کا نام باقی رہے گا مگر منظور الٰہی نہ ہوا ایک سال تک مرض دق میں مبتلا رہ کر بتاریخ ۲ ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ لاہرپور میں بعمر ۱۲ سال وفات پائی عموی مولوی حاجی مسعود علی صاحب محوی فتحپوری موصوف الصدر نے حسب ذیل قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے ؎

نازش دودمان محمد امین　　باہمہ دانش و متانت بود
بست سال این ودلیت یزدان　　در برمائے حصانت بود
چوں طلب کرد مال صاحب　　عذر در ازرہ دیانت بود
بازدادیم با "تمام اعزاز"　　۵۶۷　+　"ما امینان - این امانت بود"　۷۹۸

اب صرف عزیزی حاجی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ دونوں خاندانوں کی یادگار ہیں۔

جدی منشی احمد حسن صاحب بن منشی امیر احمد صاحب مرحوم فارسی کے منشی اور انساب قصبات کے بہترین واقف کار اور نساب تھے۔ آپ کی بابتہ میرزا محمد عباس صاحب کو انکی اسسٹنٹ کلکٹری ہردوئی کے زمانہ میں جو خط آغا علی صاحب نے لکھا تھا اسجگہ درج کیا جاتا ہے۔

"میرزا محمد عباس - حامل کتاب ہذا کے والد منشی امیر احمد مرحوم جو منشی تھے، جان نثار خان کپتان میگنس سر پرجنگ کے واقعی منشی صاحب مرحوم نہایت دیانتدار تھے اور ان کے حقوق میرے ذمہ بہت ہیں ان کے بیٹے "شیخ احمد حسن صاحب" مجھ سے درخواست خط سفارش کی تمھارے نام کی ہر چند میں جانتا ہوں کہ تمھارے اختیار میں نوکری نہیں ہے مگر جہاں تک تمھارے امکان میں ہو شیخ صاحب موصوف کی سفارش میں دریغ نہ کرنا ان کی کامیابی باعث میرے مزید مسرت کا ہوگا۔ المرقوم ۲۹ر جنوری ۱۸۸۴ء"

الغرض ۱۸۶۶ء سے ۱۸۸۶ء تک اضلاع ہردوئی، سیتاپور، لکھیمپور اور بارہ بنکی کے محکمہ کورٹ آف وارڈس وغیرہ میں ملازمت کرنے کے بعد اپنے ننہال لاہر پور میں خانہ نشین ہو گئے۔ وہیں بتاریخ ۸ر رجب ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء وفات پائی اور درگاہ حضرت شاہ علاء الدین جھینہ پوش میں مدفون ہوئے۔

(۳۱) **قطب الدین** (مکتوب نمبر ۶۱) | پتہ نشان اور کچھ حالات معلوم نہ ہو سکے۔

(۳۲) **قمر الدین** (مکتوبات نمبر ۶۱، ۶۴، ۷۱) | پسر شیخ جلالی بن شیخ نصرت اللہ چودھری ہمایونی بن شیخ امان اللہ بن شیخ قدرت اللہ بن شیخ رحیم اللہ۔

(۳۳) **کمال** (مکتوب نمبر ۶۳) | پتہ نشان اور حالات کچھ بھی معلوم نہ ہو سکے۔

(۳۴) **شیخ ماکھو** (تکملۃ الخوارق نمبر ۱۰۲) | جہانتک تحقیق ہو سکا ہے شیخ بھول کے صاحبزادے

حضرت بندگی قدس سرہ کے شاگرد و مرید اور متولی شیخ عبدالرحیم و متولی شیخ عبدالکریم کے بھائی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ گو کہ اس نکتۃ الخوارق کے راوی شیخ عبدالرحیم صاحب ہی ہیں مگر اُن کے الفاظ سے بھائی ہونا ظاہر نہیں ہوتا کیا عجب ہے کہ یہ مؤلف ملفوظ کے طرز تحریر کی وجہ سے ہو کیونکہ وہ عام فہم مضمون کو مغلق کر کے لکھنے کے عادی ہیں اس سے زیادہ حالات نہ معلوم ہو سکے۔

(۳۵) **قاضی مبارک** (نمبرات ۵ و ۱۱۰ نکتۃ الخوارق و مکتوبات نمبر ۱۴ تا ۱۹ و ۲۱ و ۲۳) ابن قاضی شہاب الدین مرید حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی بن قاضی علاء الدین بن قاضی حاتم بن قاضی کبیر بن قاضی مبارک اول رحمۃ اللہ علیہم۔ نواسہ قاضی میاں ساکن بسوبہ (بسواں) حضرت بندگی امیٹھوی قدس سرہ کے شاگرد رشید و جان نثار مرید اور اس درجہ متبع و منقاد تھے کہ بہتوں نے خلیفہ ہونے کا گمان کر کے اپنی کتابوں میں اُن کو خلیفہ لکھدیا آپ حضرت مخدوم شیخ سعدی بن قاضی محمد ابن قاضی من اللہ کاکوروی کے داماد اور ہندوستان کے اکابر علماء و مشاہیر فضلاء میں تھے اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد قاضی قصبہ و پرگنہ گوپامئو مقرر ہوئے اور اوائل عہد اکبری تک اس خدمت کو بکمال دیانت و امانت انجام دیتے رہے ملا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں آپ کے چشم دید حالات لکھے ہیں جو تاریخ گوپامئو میں نقل ہو چکے ہیں اسجگہ عبارت ترجمہ اردو کتاب مذکور مطبوعہ نولکشور پریس جو کسی قدر مختصر اور خلاصہ ہے درج کی جاتی ہے۔

"قاضی مبارک گوپاموی یہ بھی بڑے عالم تھے اور منصب قضا میں بڑی دیانت سے کام کرتے تھے۔ شیخ نظام الدین امیٹھی والے کی خدمت میں سب علوم انھوں نے حاصل کئے شیخ کو ابتدا سے اُن کے ساتھ ایک نظر خاص تھی اور اُن کی تعلیم بہت اچھی طرح کرتے تھے قاضی آخر عمر تک معزز اور مکرم رہے اسی حال میں انتقال کیا

قاضی کے شاگردوں میں اکثر طلبا دور دور سے آکر گوپامؤ میں رہتے تھے اور اُن کی خدمت میں کمال حاصل کرتے انھیں میں سے ایک مخدوم بدھ (بدہا) تھے جو اکثر درسی کتابوں کو پڑھایا کرتے تھے دوسرے سید محی ان کی بھی یہی کیفیت تھی سوائے ان کے اور بہت لوگ تھے ۔ص ۲۵۷ مطبوعہ مطبع نولکشور "

افسوس ہے کہ قاضی صاحب موصوف کی تاریخ وفات نہ دریافت ہوسکی اور نہ اب مدفن کا صحیح پتہ ہے آپ کی نسل میں منصب قضا نسلاً بعد نسل انتزاع سلطنت اودھ تک باقی رہا اور اولاد دانش و بینش اور علم و فضل کے ساتھ متصف رہی از انجملہ آپ کے صاحبزادے قاضی عبدالحلیم نبیرہ مخدوم سعدی صدیقی کاکوروی تھے یہ آپ کی وفات کے بعد قاضی قصبہ و پرگنہ گوپامؤ مقرر ہوئے جیسا کہ عہد جہانگیری میں مرقوم ہو چکا ان کے انتقال کے بعد قاضی عبدالغفار اور پھر قاضی محمد امین بن شیخ اللہ بخش بن قاضی عبدالحلیم اور اُن کی وفات کے بعد قاضی محمد مبارک ثالث شارح سلم بن محمد دائم کو سنہ ۹ جلوس محمد شاہی مطابق ۱۱۴۰ھ میں منصب قضاء آبائی ملا قاضی صاحب موخر الذکر اپنے فضلاء خاندان میں سے ملا قطب الدین شہیر بہ ملان قطب گوپاموی کے علاوہ میر سید زاہد صاحب ہروی کے تلمیذ رشید اور حضرت شاہ اکرام صاحب چشتی دہلوی مولف اقتباس الانوار کے مرید خاص اور حضرت شاہ علاء الدین بن حضرت شاہ الہدیہ احمد قلندر برادر زادہ سید العرفا حضرت شاہ مجتبیٰ عرف شاہ مجا قلندر لاہرپوری رحمہم اللہ تعالےٰ کے خلیفہ تھے آپ کا شمار ہندوستان کے جلیل القدر عظیم المرتبت اساتذہ میں ہے اور شرح سلم ملا محب اللہ بہاری ان کی وہ معرکتہ الآرا تصنیف ہے جو درس نظامی میں علم منطق کی آخری اور منتہی کتابوں میں سمجھی جاتی ہے اس پر خود مولف نے جو منہیات و تعلیقات اضافہ کئے ہیں اس کے علاوہ ہند و بیرون ہند کے تقریباً بیدرہ علماء و فضلاء نے حواشی و تعلیقات لکھے ہیں جن کی تفصیل و تشریح کی اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں

اس کتاب کی بابت حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب فریدی فاروقی الہ آبادی تحریر فرماتے ہیں

"قاضی کی شرح نہایت متین اور دقیق ہے اس کی عبارت کی پیچیدگیوں میں فہم کا باریاب ہونا آسان نہیں۔ اور یہی پیچیدگیاں ذہن کو دقت پسند بناتی ہیں خصوصاً اگر مولوی فضل حق صاحب کا حاشیہ بھی اسکے ساتھ پڑھایا جاوے

صلا۶۹ التنظیم نظام التعلم والتعلیم"

کتاب مذکورہ کے علاوہ قاضی صاحب موصوف نے میر زاہد ملا جلال اور میر زاہد شرح مواقف وغیرہ پر بھی حواشی لکھے اور منصب قضا کے علاوہ تمام عمر درس تدریس میں مشغول رہ کر ۵ شوال المکرم ۱۱۶۲ھ عہد احمد شاہ بادشاہ میں تقریباً بعمر ۶۹ سال بمقام دہلی وفات پائی تابوت گوپامؤ لاکر اپنے دادا کے مدرسہ میں دفن کیا گیا کتاب بحر ذخار مولفہ شاہ وجیہہ الدین اشرف قادری۔ آمد نامہ مولانا فضل امام خیرآبادی۔ تذکرہ علمائے ہند مولوی رحمان علی خان اور نزہتہ الخواطر استاذی مولانا حکیم سید عبد الحیؒ صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنو رح میں آپ کے اور آپ کے اجداد و امجاد قاضی مبارک صاحب اول وثانی کے تفصیلی حالات مرقوم ہیں۔ مفتی جی انتظام اللہ صاحب اکبرآبادی کا اپنی خاندانی وجاہت افزائی کے غلوئے ناتحسن میں آپ کو شاگرد ملا وجیہہ الدین صاحب شہابی گوپاموی لکھنا غلط اور بالکل غلط ہے کیونکہ آپ کی ولادت بعد وفات ملا صاحب موصوف ثابت ہوتی ہے یا ان کی حیات کے آخری دو ایک سال میں مفتی جی پر یہ شعر صادق آتا ہے؎

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند　　صاف گر باشد ندانم چوں کند

حضرت قاضی نے اپنی وفات کے وقت تلامذہ کی کثیر جماعت چھوڑی جنہوں نے مسند درس و تدریس کی رونق قائم رکھی اور اپنے استاد کے فیوض علمیہ کا شیوع عام کیا

آپ کے فرزندوں میں قاضی محمد امیر صاحب فاضل متبحر اپنے والد ماجد اور دیگر اساتذہ
خاندان کے شاگرد اور شاہ اکرم صاحب چشتی صابری کرمانی دہلوی کے مرید تھے عرصہ
تک نواب مظفر خان کے بخشی رہے اس کے بعد ۲۲ سنہ جلوس محمد شاہی مطابق ۱۱۴۱ھ
میں بعد وفات قاضی فضل اللہ پرگنہ پورنیہ صوبہ بنگال کے قاضی مقرر ہوئے تقریباً
گیارہ سال تک اس خدمت کی انجام دہی میں مصروف رہے بالآخر ۴ سنہ جلوس احمد شاہ
مطابق ۱۱۶۵ھ میں اپنے والد ماجد کی وفات پر منتقل قاضی پرگنہ گویامئو ہو گئے اور پھر تمام عمر
اسی خدمت کو انجام دیتے رہے - آپ نہایت طباع، ذہین، حاضر جواب حقایق و
معارف شناس، متوکل و متورع تھے ۱۲۱۴ھ میں بمقام گویامئو وفات پائی خاتم
الفقہا مادہ تاریخ ہے - چونکہ آپ کے صاحبزادے مولوی فضل اکرم آپ کی حیات
ہی میں فوت ہو گئے تھے اسلئے قاضی فیض احمد پسر مولوی فضل اکرم منصب قضا پرگنہ
گویامئو پر مامور ہوئے موصوف بڑے متدین اور ذی علم تھے مبلغ ایک سو چھیتر روپیہ سالیانہ
بنام رسوم عیدین جو قدیم الایام سے ملا کرتے تھے نواب غازی الدین حیدر شاہ اودھ نے
ذریعہ فرمان مورخہ بست و سیوم ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۶ھ ہمیشہ کے لئے بحال و برقرار
کئے نیز منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خان نے بذریعہ سیتا جو بدار منادی کرائی کہ نکاح
خوانی سوائے قاضی موصوف کے کوئی نہ کرے اور اگر کرے تو باجازت قاضی موصوف -
نیز یہ کہ اپنی رضا و رغبت سے جو کچھ بطور نکاح خوانی کوئی شخص قاضی موصوف کو دینا چاہے
تو قاضی موصوف لے لیا کریں - جبراً کسی رقم نکاح خوانی کے طالب نہ ہوں دونوں حکموں
کی خلاف ورزی سے مجرم سرکاری ہوں گے یہ نکاح خوانی کا معاملہ نواب ظہور الحق صاحب
کی برخاستی سے پیش آیا تھا ۱۲۶۳ھ میں قاضی صاحب موصوف کی وفات ہو جانے پر

قاضی محمد مبارک چہارم پسر اکبر جانشین پدر ہوئے مگر ۹ سال کے بعد ۱۲۷۲ھ / ۱۲۶۲ف میں اختتام
سلطنت اودھ کے ساتھ جب منصب قضا بھی قضا کر گیا تو یہ سکندرآباد چلے گئے۔

عہد ظل الٰہی و دین پناہی ختم ہونے کے بعد فرنگی ہما نے اپنے سایہ اقبال سے قاضیوں
کو بھی محروم نہ رکھا۔ قاضی محمد مبارک چہارم مذکور تو ایک سال تک استراحت و آرام فرما کر
۱۲۷۳ھ میں بمقام سکندرآباد سفر آخرت اختیار کر چکے تھے خاتم دودمان قضات قاضی احمد محمدی
ابن قاضی فیض احمد کے نام قرعہ فال نکلا۔ چنانچہ منجانب سرکار انگریز بہادر بذریعہ چٹھی
چیف سکریٹری صاحب گورنمنٹ صوبہ جات متحدہ مورخہ ۱۶؍ جولائی ۱۸۸۲ء نکاح خوانی
پرگنہ گوپامئو کے مجاز قرار پائے۔

قاضی صاحب موصوف جناب مولوی عبدالغفور خانصاحب شاہجہاں پور خلیفہ
و جانشین حضرت مولانا شاہ عبدالرحمٰن خاں صاحب گوپاموی شاہجہاں پوری
مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے ان کی حیات میں جناب مولوی حکیم عبدالقادر
خانصاحب (افسر الاطبا بھوپال) جناب مولوی صاحب مرحوم موصوف الصدر اور ان کے
صاحبزادے حکیم محمد عبدالقدیر خانصاحب کی گوپامئو میں آمد و رفت رہی جس سے حضرت بڑے
مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد اہالیان گوپامئو کے دلوں میں تازہ ہوتی رہتی تھی مگر
قاضی صاحب کی وفات سے یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

قاضی صاحب موصوف صنف ذکور میں یکہ و تنہا قضات گوپامئو کی نشانی تھے تقریباً
۱۹۱۱ء میں بحالت لاولدی مرحلہ پیمائے دارالبقا ہو جانے سے قاضیوں کا نام و نشان
ہمیشہ ہمیشہ کیلئے صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ منصب قضا نے بھی بضمن میراث جائداد منقولہ
و غیر منقولہ کے ساتھ دوسرے آشیانہ میں بسیرا لیا۔ اب صرف قاضی تالاب کے نام سے
کسی کو شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ ویرانہ کبھی قاضیوں کا بھی مسکن تھا۔

(۳۵) مظفر آغا (مکتوب نمبر ۶۴) | کچھ بھی حالات نہ معلوم ہو سکے۔

(۳۶) میرزا علیخان (مکتوب نمبر ۷) | ایضاً

(۳۷) شیخ محمود (مکتوبات نمبر ۵۲، ۵۵، ۵۶) | شیخ حاتم صوفی میواتی گوپاموی خلیفہ چہارم حضرت بندگی قدس سرہٗ کے بھائی تھے یہ بھی اپنے بھائی کے ساتھ گوپامئو آرہے اور زراعت کو ذریعہ معاشں بنایا حضرت بندگی قدس سرہٗ کے مرید تھے گوپامئو میں میواتیوں کا جو گھرانا تھا کیا عجب ہے کہ انھیں کی نسل سے ہو۔ اس سے زیادہ حالات معلوم نہ ہو سکے۔

(۳۸) شیخ محمود (مکتوب نمبر ۱۷) | یہ متولی شیخ عبد الرحیم صاحب کے بھائی بھی ہو سکتے ہیں اور بیٹے بھی کیونکہ بعض کاغذات سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ بھول صاحب کے ایک بیٹے کا نام شیخ محمود تھا اور متولی عبد الرحیم صاحب کے ایک بیٹے بھی شیخ محمود تھے درحقیقت اس جگہ کون مراد ہیں اس کا علم خدا ہی کو ہے چونکہ اس گھر کے تمام افراد حضرت بندگی قدس سرہٗ کے حلقہ بگوش تھے اسلئے قیاس یہ ہے کہ یہ بھی بیعت و ارادت سے شرفیاب ہوں گے۔

(۳۹) شیخ محمود نو مسلم (نکتۃ الخوارق نمبر ۱۰۲) | قصبہ امیٹھی میں ایک شخص حضرت بندگی قدس سرہٗ کے دست مبارک پر اسلام لایا تھا آپ نے اس کا نام شیخ محمود رکھا اور اس کی تربیت دینی شیخ ماکھو صاحب گوپاموی کے سپرد فرمائی چنانچہ اس کو بہت جلد نماز آگئی اور مسائل ضروریہ سے واقفیت و آگاہی تمام حاصل ہوگئی اور ایسا نمازی ہو گیا کہ حضرت موصوف کے ساتھ پنجوقتہ اول وقت نماز ادا کرنے کا عادی بن گیا جس سے حضرت بندگی کو بے حد مسرت تھی اسکے علاوہ کچھ حال نہیں معلوم ہو سکا۔

(۴۰) شیخ معظم (نکتۃ الخوارق نمبر ۳۲ و ۲۲) | گوپامئو کے رہنے والے اور حضرت بندگی قدس سرہٗ کے مخلص ارادتمند تھے۔ اس نام کے ایک گوپاموی بزرگ اسی زمانہ میں حضرت شیخ سعد الدین

عرف شیخ سعد مشہور بڑے مخدوم خیر آبادیؒ کے بھی خلیفہ ہوئے مگر خاندان اور جائے سکونت کہیں مذکور نہ ہونے سے نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ وہ ہی بزرگ ہیں یا کوئی دوسرے۔ گویا ٹونک کے ارباب تالیف و تصنیف نے بڑی تنگدلی سے کام لیا کہ اپنی شجرہ نویسی کے سامنے دوسرے خاندان والوں کو حقیر و بیگانہ سمجھ کر اُن سے مغائرت و پہلو تہی اختیار کی اور اپنے ہاتھ سے انمول جواہرات کھو بیٹھے

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۴۱) | شیخ معین الدین | (مکتوب نمبر ۱۶) | کچھ بھی حالات نہ معلوم ہو سکے |
| (۴۲) | نعمت اللہ | (مکتوب نمبر ۱۶) | ایضاً |
| (۴۳) | نظام صلح | (مکتوب نمبر ۱۷) | ایضاً |
| (۴۴) | نظام | (مکتوبات نمبر ۱۶ و ۴۶ و ۱۷ و ۲۷) | ایضاً |

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں ❊ اب جنکے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

# فصل دوم در ذکر اولیائے امت و صلحائے ملت

(۱) ابراہیم ادہم بادشاہ بلخ (مکتوب نمبر ۴۳) نام نامی ابو اسحاق ابراہیم بن ادہم بن منصور بلخی نسب گرامی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہونے کے علاوہ اپنے زمانہ کے صوفیائے کرام کے امام تھے بزمانہ امارت بلخ ایک روز شکار کو گئے اتفاقاً اپنے لشکر سے جدا ہو گئے ایک ہرن نظر آیا اس کا تعاقب کیا حضرت خداوند کریم جل مجدہٗ نے اس ہرن کو گویائی عطا فرما دی اس نے بڑی فصاحت کے ساتھ کہا الھذا خلقت و بھذا امرت (کیا تم کو اسی کام کے لیئے پیدا کیا گیا اور کیا تم اسی کام پر مامور کیئے گئے)؟ یہ سُن کر تھرا گئے اور فوراً توبہ کر کے امارت و حکومت کو خیرباد کہہ دیا حضرت فضیل بن عیاض اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہما جیسے اولیائے کاملین کی صحبت اختیار کر کے اللہ کے مخلص بندوں میں شامل ہو گئے آپ نے

مشائخ کثیر کو دیکھا اور ان سے استفادہ کیا اور یہ حال کر لیا کہ محنت و مشقت سے جو کچھ کماتے اسی سے قوت لایموت حاصل کرتے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مشائخ متقدمین سے ہوئے [۱] آپ کے محامد و مناقب اتنے کثیر ہیں کہ اُن کے لئے یہ صفحات تو کیا ایک دفتر ناکافی ہے در سنہ اثنے وستین ومائتہ کے قدوہ اولیا تاریخ اوست مدار سلسلہ چشتیان ابراہیم بن ادہم جہان فانی را وداع فرمود از ابنائے ملوک بلخ است [۲]

(۲) حضرت بہار الحق مخدوم شیخ خاصہ رحمتہ اللہ علیہ (قسم اول در احوال) آپ کا سلسلہ نسب بواسطہ سر حلقہ خانوادہ قلندران حضرت عبد اللہ علمبردار کی قدس سرہٗ العزیز سیدنا صالح علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے۔ نہایت خوشرو۔ سبز پوش، عربی الوضع جوان تھے وطن اصلی پاک پٹن تھا سولہ سال کی عمر میں ایک بار نماز فجر قضا ہو جانے سے اس درجہ خائف اور لرزاں ہوئے کہ بغیر اطلاع اعزا و اقربا گھر سے چل کھڑے ہوئے رفتہ رفتہ شیخ محمد بن عبد العزیز کی خدمت میں جونپور پہونچے اور اُن کے فیض و تربیت سے صاحب ارشاد و ہدایت ہو کر مشیخت سلسلہ عالیہ چشتیہ پر فائز ہوئے آپ کے بڑے بھائی مولانا سعد اللہ صاحب کو حضرت مخدوم کی جدائی بہت شاق تھی ہر آئندہ و روندہ سے اُن کا پتہ لگاتے رہتے حسن اتفاق سے ایک جونپوری مسافر آپ کے مہمان ہوئے حسب عادت مولانا نے اُن سے بھی ذکر کیا اُنھوں نے اُن کے قیام جونپور کا پتہ دیا بھائی کا زندہ سلامت ہونا معلوم کر کے بہ فرط شوق دیدار میں افتاں و خیزاں جونپور پہونچے اور بھائی کو کمالات ولایت سے آراستہ و پیراستہ دیکھکر باغ باغ ہو گئے اور باصرار تمام وطن لائے ؎

خوشا وقتے و خرم روزگارے ... کہ یارے برخورد از وصل یارے

---

[۱] ترجمہ و تلخیص از کشف المحجوب ملفوظ مخدوم شیخ علی ہجویری مشہور بہ داتا گنج بخش مطبوعہ بہادر پریس لاہور ۱۲

[۲] بسیط باسطی قلمی مؤلفہ شاہ عبد الباسط امیٹھوی ۱۲

بالآخر مولانا نے بھی اُن کے برکات صحبت سے راہ فقر و درویشی اختیار کر لی مخدوم صاحب چند روز وطن میں مقیم رہے اس کے بعد جذبۂ اصلاح و خدمت خلق ایسا دامنگیر ہوا کہ سیر کناں قصبہ سدھور توابع لکھنؤ پہونچے اس وقت یہاں مخدوم شیخ خواجگی بن شیخ علی دباز صاحب ارشاد تھے اُن کے فضائل سن کر ملاقات کو گئے اور شیخ کے اصرار پر مہمان ہو گئے اس شب اور پھر اس کے بعد والی شب کو تنہا شیخ نے اور تیسری شب کو شیخ صاحب کے ساتھ تمام اہل و عیال نے حضرت سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم رؤیا میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ :۔

" این شخص کہ بدکان شما آمدہ است بہتر است، تو دختر خود را بتزویج در آر "

صبح کو شیخ خواجگی نے مخدوم صاحب سے فرمایا کہ جب تک میں درس سے فارغ نہ ہولوں آپ یہیں بیٹھے رہیں" چنانچہ حضرت نشستند۔ الغرض حضرت خواجگی چون از درس فارغ شدند حضرت مخدوم خاصہ خدا را در گوشہ بردہ فرمودند کہ یکے کار خدا بکنید۔ حضرت فرمودند کہ یک کار چہ باشد دہ کار بہر خدا بکنیم۔ حضرت مخدوم شیخ خواجگی فرمودند کہ دختر فقیرے در نکاح خود آرید حضرت مخدوم خاصہ خدا فرمودند کہ من با طبع خود عہد کردہ ام کہ نکاح نکنم۔ حضرت شیخ خواجگی فرمودند کہ ہمدرین از نسل شما چندان اہل اللہ موجود می بینم کہ در شمار نمی آید شما نکاح بکنید۔ چون حضرت راضی گشتند حضرت شیخ دختر صالحہ خود را در نکاح ایشان دادند و در وقت عشا برنج و جغرات پختہ و عقد بستہ حوالہ کردند بعد از اندک زمانہ دختر لاولد وفات یافت حضرت شیخ خواجگی دختر دیگر خود را کہ بی بی ناسکی صالحہ وقت و پارسا باز در نکاح ایشان آوردند از ایشان چہار دختر و دو پسر تولد شدند بعد ازان پسر خورد ایشان متولد شد مسمی میاں عبد الرزاق۔ و ہر یکے از فرزندان حضرت ایشان صاحب صلاح آراستہ و نہایت تقوی پیراستہ بودند و اکثر ایشان عارف کامل، و اصل حق،

صاحب کشف و کرامات بودند (مناقب الاولیا حضرت ملا جیون امیٹھوی)

یہ بھی منقول ہے کہ جب شیخ خواجگی نے اپنی دختر کی شادی مخدوم خاصہ خدا کے ساتھ کردی تو اپنے سلسلہ چشتیہ میں مجاز بیعت اور خرقہ پوشی کر کے فرمایا "بروید در شہر لکھنؤ اقامت کنید" چنانچہ آپ بقصد لکھنؤ روانہ ہوگئے رستہ میں ایک شب سواد قصبہ امیٹھی میں اس جگہ جہاں اب حضرت مخدوم کا مزار ہے قیام کرنا پڑا چونکہ وہاں کی اصلاح ازبس ضروری دیکھی مستقل قیام کر دیا بکثرت لوگ تائب ہوئے اور بہتوں کو درجہ خلافت و منصب ارشاد وہدایت حاصل ہوا آپ کی اولاد احفاد میں سے بی بی مخدوم جہان عارفہ زمان صالحہ دوران بڑی صاحبزادی اور بی بی شیخ بجہ بدن پوتی (دختر مخدوم عبدالرزاق صاحب) یکے بعد دیگرے حضرت بندگی قدس سرہٗ کو منسوب ہوئیں از انجملہ اول الذکر کے بطن سے ۵ صاحبزادے اور ۲ صاحبزادیاں اور ثانی الذکر کے بطن سے ایک صاحبزادے شیخ مسعود الدین جعفر ثانی فرزند ہفتم اور دو دختر پیدا ہوئیں۔ یہ سب بزرگ حسب مکاشفہ مخدوم شیخ خواجگی صاحبؒ اہل اللہ اور اولیائے وقت ہوئے۔

جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو آپ کے دہن سے مشک کی اتنی تیز و تند خوشبو نکلنا شروع ہوئی کہ کئی روز تک سارا قصبہ معطر و مشکبار رہا۔ لوگ متعجب و متحیر تھے بعدہٗ بتاریخ ۱۷ ماہ ذی الحجہ سنہ ۹۲۲ھ وفات ہوئی کفن سبز رنگ کا دیا گیا اور امیٹھی میں مدفون ہوئے سبز کفن دینے کی علت غالباً سفید کپڑے کی مفقودی ہوگی۔

**(۳) حضرت میر سید جلال بخاری** (نکتۃ الخوارق نمبر ۴۱) نبیرہ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری مشہور بہ مخدوم جہانیان جہان گشت بن سید احمد کبیر مرید و خلیفہ پدر خود و شیخ رکن الدین ابو الفتح نبیرہ حضرت مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور حضرت مخدوم چراغ دہلی تھے

آپ کا نسب ۱۱ واسطوں سے امام محمد نقی رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے ولادت آپ کی ۷۰۷ھ میں ہوئی زمانہ شباب میں آپنے اکثر مقامات مقدسہ کے علاوہ تقریباً ربع مسکون کی سیاحت کی اور خلق کثیر کو راہ ہدایت اور صراط مستقیم پر لگایا آپ کے حالات سے کتب سیر مملو ہیں ۸۰ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۰ ماہ ذی الحجہ ۷۸۵ھ بمقام اوچ نواح ملتان میں وفات پائی۔ مزار پر انوار مشہور و معروف ہے۔

(۴) **شیخ جلال صوفی** (نکتۃ الخوارق نمبر ۶۵) اُن کے جسقدر حالات نکتۃ الخوارق مذکورہ میں درج ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم ہو سکنے بجز اس کے کہ یہ خیرآباد کے باشندے تھے مگر بعد میں گوپامئو آرہے اور حضرت بندگی کی صحبت و ارادت سے مستفیض و مستفید ہوئے۔

(۵) **خواجہ منصور حلاج** (دقیقۃ المقال نمبر ۳۴) ابو المغیث کنیت حسین بن منصور نام مشہور بحلاج۔ قوی الحال و بلند ہمت بزرگ تھے غلبہ حال و فرط جذب میں انا الحق کہا تھا اس کی پاداش میں پہلے ۹ سال و ۷ ماہ محبوس رکھے گئے بعدہ وزیر حامد نے علماء سے جبراً اُن کے قتل کا فتوی لیکر خلیفہ مقتدر باللہ سے باصرار منظوری کرالی ؎

چون قلم در دست غدارے فتاد — لاجرم منصور بردارے فتاد۔ اور

گفت منصورے انا الحق گشت مست — گفت فرعونے انا الحق گشت پست

رحمۃ اللہ آن انا را در وفا — لعنۃ اللہ این انا را در قفا (مولانا رومی)

پھر ۲۴ ماہ ذیقعدہ ۳۰۹ھ کو میدان جیلخانہ میں محمد بن عبد الصمد کوتوال نے پہلے ایکہزار تازیانے لگوائے جب اس کو بھی برداشت کر گئے تو پھر ہاتھ پیر علیحدہ علیحدہ قطع کر کے سر تن سے جدا کیا ؎

---

؎ القول المنصور فی ابن منصور مؤلفہ مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی ص ۱۰۳ و ۱۰۴ مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ

سر جدا کرد از تنم یارے کہ با ما یار بود　　قصہ کوتہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود (میرزا مظہر)

صوفیائے کرام میں ان کی بابت تین گروہ ہوئے ہیں۔ ایک گروہ شیخ منصور کو مجرم قرار دیتا ہے دوسرے گروہ کے نزدیک یہ بالکل بے قصور تھے تیسرا گروہ بالکل ساکت ہے نہ مجرم کہتا ہے نہ بے قصور۔ مگر راقم سطور کے اکابر جنہیں حضرت مرشدی و مولائی حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، حضرت قطب العالم مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی۔ اور حضرت بندگی نظام الدین یٰسین عثمانی امیٹھوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے محققین کی رائے میں وزیر حامد نے یہ فعل محض اپنے ظلم و ستم اور تعدی کی وجہ سے کیا حضرت منصور کا نعرہ انا الحق مستوجب قتل نہ تھا واللہ اعلم بالصواب ؎ ناحق الزام انا الحق کا ہے منصور کے سر، لب یہ مطرب کے جو نغمہ ہے وہی ساز میں ہے (مجذوبؒ)

(۶) **خدیجہ بدان** (مکتوبات نمبر ۸۴ و ۶۱) | یہ نام اولاً مخدوم خاصہ خدا صاحب نے اپنی چھوٹی صاحبزادی کا رکھا تھا جو بڑی عارفہ و کاشفہ تھیں مگر یہ صغر سنی میں فوت ہو گئیں اُن کی وفات کے بعد مخدوم عبد الرزاق صاحب خلف حضرت مخدوم خاصہ خدا نے اپنی صاحبزادی کا یہی نام رکھا بعد وفات حضرت بی بی مخدومہ جہاں اہلیہ اولیٰ حضرت بندگی و ہمشیرہ عبد الرزاق صاحب بندگی میاں صاحب موصوفؒ نے اُن سے نکاح کیا جن کے بطن سے شیخ مسعود الدین ملقب بہ جعفر ثانی پیدا ہوئے جن کا مختصر تذکرہ ع۳۰ میں مرقوم ہوگا۔ اس نام سے یہاں پر دختر مخدوم عبد الرزاق صاحب اہلیہ چہارم حضرت بندگی مراد ہیں۔ سنین ولادت و وفات معلوم نہیں ہو سکے۔

(۷) **زکریا** (نکتۃ الخوارق نمبر ۴۹ و مکتوب نمبر ۶۹) | شیخ زین العابدین بن شیخ عبد الجلیل خلف و خلیفہ اکبر حضرت بندگی کے صاحبزادے تھے حضرت موصوف کی حیات شریفہ میں پیدا ہوئے تھے اور آپ ہی نے یہ نام رکھا تھا۔

(۸) **السری السقطی** (بیان السلاسل و الخلفاء) | فرزند و سجادہ نشین اول کمال الدین شیخ محمد

خلف چہارم و جانشین حضرت بندگی قدس اللہ سرہما۔ و نواسہ حضرت مخدوم عبد الغنی فتحپوری اس وقت تک سلسلہ سجادگی اسی نسل میں ہے چنانچہ بحالت موجودہ شاہ محمد عارف عرف بندگی جمشید صاحب ابن شاہ نصیر الدین بن شاہ شمس الدین بن شاہ غلام محی الدین بن شاہ غلام غوث بن شیخ جنید ابن شیخ عبد الواحد بن شیخ شبلی بن شیخ سری السقطی سجادہ نشین ہیں اس سے زیادہ کچھ حالات معلوم ہو سکے۔

**(۹) حضرت شیخ سعد الدین خیر آبادی** (فصل اول در احوال) حضرت مخدوم شیخ سعد مشہور بہ بڑے مخدوم خیر آبادی قدس اللہ سرہٗ۔ نام نامی شیخ سعد الدین وطن اوناؤ۔ قاضی شیخ بڈھن حاکم قصبہ کے صاحبزادے[۱] اور نسلاً قدوائی تھے مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں[۲]

شیخ سعد الدین خیر آبادی قدس سرہٗ مرید شیخ مینا است بزرگ بود و حافظ شریعت و آداب طریقت ہمتے عالی داشت و موصوف بود بترک و تجرید و بر طریقہ پیر خود محصور و مشتاق بوجد و سماع بود در علم نحو و فقہ و اصول تصنیفات دارد مثل شرح مصباح و کافیہ وغیرہ و بر رسالہ مکیہ شرح نوشتہ است مسمی بمجمع السلوک و بر طرز خزانہ جلالی کہ از ملفوظات مخدوم جہانیاں است بسے از ملفوظات و حالات شیخ مینا دران درج کردہ۔ و وی در علوم ظاہر شاگرد مولانا اعظم است کہ از فقہاء و علمائے عصر بود ست و بپیروی شیخ مینا نیز کتاب عوارف المعارف پیش مولانا میخوانده شیخ سعد الدین را مریدان اہل کمال بسیار اند منجملہ الیشان شیخ صفی بزرگے صاحب ذوق و حالت و بر قدم پیر محصور و مجرد۔ دوم شیخ مبارک سندیلہ کہ با حسان شریعت و طریقت موصوف بود۔ وفات شیخ سعد الدین بقول صاحب تذکرۃ الاقطاب در سال ہشتصد و دو است۔"

---

[۱] عین الولایت مولفہ منشی ولایت علی خاں صفی پوری ۱۲ [۲] خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ ۴۰۱ مطبوعہ مطبع نول کشور ۱۲

اہل گوپامئو میں حضرت شیخ معظم بھی آپ کے خلیفہ تھے۔ آپ شاعر بھی تھے چنانچہ حقائق و معارف میں ڈوبی ہوئی آپ کی یہ غزل بہت مشہور ہے ؎

نشان بر تختہ ہستی نبود از عالم و آدم | کہ دل در مکتب عشق از تمنائے تو می بردم
برو ای عقل نامحرم کہ امشب با خیال او | چنان خوش خلوتے دارم کہ من ہم نیستم محرم
کہ دارد اینچنیں عیشے کہ در عشق تو من دارم | شرابم خون کبابم دل ندیمم درد نقلم غم
اگر پرسند تسعد از عشق او حاصل چہ داری | ملامت ہائے گوناگون جراحت ہائے بے مرہم

منبع الانساب صفحہ ۲۹۵

(۱۰) **شیخ صوفی شریف** ساکن کیرانہ جھنجھانہ (فصل ۴ اسماء مریدین | زمرہ مریدین حضرت بندگی میں حالات مرقوم ہو چکے۔

(۱۱) **بی بی عائشہ** (مکتوب نمبر ۴) | حضرت بندگی قدس سرہٗ کی تیسری صاحبزادی بطن بی بی مخدومہ جہاں علیہا الرحمۃ سے تھیں۔

(۱۲) **شیخ عبید اللہ** (وقیقۃ المقال نمبر ۹) | مخدوم عبد الرزاق امیٹھوی کے صاحبزادے بندگی جعفر کے ماموں اور مشائخ قصبہ امیٹھی سے تھے۔ بعد وفات مخدوم عبد الرزاق اُن کے جانشین ہوئے سلسلہ عیدروسیہ میں اپنے بڑے بھائی شیخ علیم اللہ سے مجاز تھے نہم شعبان ۱۰۳۶ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۳) **عبد الجبار** (مکتوبات نمبر ۴، ۶۳) | شیخ عبد الوہابؒ فرزند دوم حضرت بندگی قدس اللہ سرہٗ کے صاحبزادے اور ملا الہداد دانشمند گوپاموی کے نواسے تھے اور مشہور ہے کہ شاہ محمد علی مولف محبوب القلوب ملقب بہ میر نظامی کے والد ماجد تھے۔ مگر محبوب القلوب میں مؤلف نے اپنے جد کا نام عبد اللہ تحریر کیا ہے نہ کہ عبد الوہاب واللہ اعلم بالصواب

(۱۴) **عبد الباقی** (مکتوب نمبر ۴) | فرزند دوم شیخ عبد الوہاب خلف حضرت بندگیؒ و نیواسہ ثانی

ملا شیخ الہداد دانشمند گوپاموئی و برادر خورد شیخ عبدالجبار تھے۔

(۱۵) **شیخ عبدالجلیل** (قسم اول در احوال) | پسر اکبر حضرت بندگی قدس سرہٗ و نواسہ

حضرت مخدوم خاصہ خدا قدس اللہ سرہما جمیع کمالات ظاہری و باطنی کے جامع تھے مخدوم عبدالرزاق صاحب خلیفہ اول کے بعد دوسرے خلیفہ یہی ہوئے مگر حضرت بندگی کی حیات میں بتاریخ ۲۲ ربیع الاول سنہ نامعلوم کو وفات ہو گئی اور جو چادر حضرت بندگی کو بطور خرقہ ان کے شیخ نے بوقت خلافت عطا کی تھی وہ انھیں کو عطا ہو گئی تھی اسی کو ملا کر تکفین ہوئی۔ آپ کا سلسلہ اولاد صرف چار پشت تک رہا اسکے بعد منقطع ہو گیا۔

"پس از نہ ماہ (بعد وفات شیخ عبدالوہاب برادر خورد) بتاریخ سی ام ربیع الاول شب ماہ ربیع الثانی حضرت شیخ عبدالجلیل رحلت فرمود و وقت دفن ساختن خرقہ خلافت ردائے کہ حضرت شیخ معروف رحمۃ اللہ علیہ بحضرت الیشان عطا کردہ بود آنرا بر ذات خالف البرکات حضرت شیخ عبدالجلیل تسلیم و مرحمت شدہ با و دفن نمود چون بقبر داشتہ رجوع بخانہ آوردہ در اثنائی راہ فرمود کہ شیخ عبدالجلیل را مطلق خبر نشد جواب ردا رداد ہ حضرت شیخ عبدالجلیل از جمیع برادران خود بزرگ و اہل دانش و صاحب فطرت و قابلیت در ذات مجمع صفات بہمہ وجوہ در کسب و شغل ماہر محرم بنا بر علیہ ثمرہ امور خلافت بر الیشان مستحق و مقرر گشتہ (محبوب القلوب)

(۱۶) **شیخ عبدالحلیم** (مکتوب ۰) | حضرت بندگی قدس سرہٗ کے چھوٹے صاحبزادے

مخدوم عبدالرزاق کے بھلانجے، مخدوم خاصہ خدا کے نواسے از بطن بی بی مخدومہ جہان رحمۃ اللہ علیہم، علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے بتاریخ ۱۲۔ ذی الحجہ سنہ ۱۰۰۵ھ وفات پائی

اور ایک صاحبزادے شاہ عبد العلیم کو یادگار چھوڑا (الملفوظ)

(۱۷) **مخدوم عبد الرزاق** (قسم اول در احوال و دقیقۃ المقال نمبر ۹) ابن مخدوم بہار الحق خاصہ خدا امیٹھوی قدس سرہٗ مخدوم شیخ خواجگی سدہوری کے نواسے اور حضرت بندگی قدس سرہٗ کے شاگرد رشید و خلیفہ اول و سالے اور خسر سوم فضائل و کمالات علمیہ میں بمثیل اور حقائق و دقائق طریقت میں یکتا اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد اُن کے جانشین ہوئے جملہ سلاسل آبائی و سلاسل حضرت بندگی کے جامع اور مقامات و مکاشفات بلند و کرامات ارجمند کے ساتھ متصف مجالس حال و قال و مشاغل سماع در جہ سے محتاط تھے تقریباً ۳۲ سال تک حضرت بندگی کے فیض صحبت سے بہرہ مند ہوتے رہے۔ بیعت حضرت شیخ معروف جونپوری سے تھے مگر بہت سے مشائخ عصر مثلاً میر سید علی قوام جونپوری و شاہ عبد السلام قلندر جونپوری وغیرہ سے بھی استفادہ کیا، ۲ر ماہ ذی قعدہ ۱۰۰۰ھ کو عازم جنت الفردوس ہوئے اور چار صاحبزادیوں کے علاوہ پانچ صاحبزادے شیخ خلق اللہ، شیخ علیم اللہ، شیخ عبید اللہ، شیخ روح اللہ اور شیخ ابو تراب یادگار چھوڑے یہ سب علم و فضل اور صلاح و تقویٰ میں فرد تھے۔ مخدوم صاحب موصوف گوپامئو بھی تشریف لائے اور عرصہ تک قیام پذیر رہے بوقت وفات اہلیہ ثانیہ حضرت بندگی قدس سرہٗ دختر حضرت مفتی شیخ آدمؒ آپ وہیں تشریف فرما تھے۔ حضرت بندگی کیساتھ ہی امیٹھی واپس تشریف لائے

(۱۸) **شیخ عبد الغنی فتحپوری** (نکتۃ الخوارق نمبر ۱۲۹) نبیرہ حضرت مخدوم حسام الدین صدیقی فتحپوری۔ آپ بڑے زاہد و مرتاض عارف کامل حضرت شیخ معروف جونپوری کے شاگرد و خلیفہ، حضرت بندگی قدس سرہٗ و حضرت مفتی شیخ آدم دانشمند گوپاموی کے ہمدرس و پیر بھائی ہونے کے علاوہ شیخ محمد صاحب خلف و خلیفہ و جانشین حضرت بندگی کے خسر بھی تھے۔ حضرت بندگی آپ ہی کی ملاقات کیلئے کبھی کبھی فتحپور (ضلع بارہ بنکی) تشریف لے جایا کرتے اور حضرت مخدوم بھی

آپ کے لئے ہدایا و تحف ارسال کیا کرتے۔ شیخ عبد النبی صدر الصدور کو تعلقات شاہی اختیار کرنے کے سلسلہ میں حضرت بندگی کے ساتھ آپ نے بھی روکا تھا مگر انھوں نے کچھ توجہ نہ کی بواسطہ بزرگان خاندان تاتون گویان لاہرپور حضرت جدہ محترمہ مرحومہ کے اجداد مادری میں تھے سنہ وفات معلوم نہ ہو سکا مزار متبرک فتحپور میں ہے۔

(۱۹) الشیخ عبد النبی صدر (مکتوب نمبر ۶) نبیرہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس اللہ سرہ۔ سال دہم جلوس اکبری مطابق ۱۰۷۲ ۹۷۲ھ میں منصب جلیلہ صدر الصدوری مملکت ہند پر فائز ہوئے حضرت بندگیؒ مخدوم عبد الغنی فتحپوریؒ نے اپنے روابط خصوصی کی بنا پر آپ کو فقر و درویشی چھوڑ کر بادشاہی توسل و تعلق اختیار کرنے سے بہت روکا اور اس کے نشیب و فراز سمجھائے مگر آپ نے کچھ توجہ نہیں کی اور منصب صدارت قبول کر لیا مگر کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کی لادینی، علماء سے بدعقیدگی اور درباری سازشوں کی وجہ سے بہت ذلتیں اور رسوائیاں نیز قید و بند کے مصائب برداشت کرنا پڑے حتیٰ کہ اسی حالت میں وفات ہوئی۔ مولوی رحمان علی خان لکھتے ہیں۔

شیخ عبد النبی صدر گنگوہی بن شیخ احمد بن شیخ عبد القدوس گنگوہی تحصیل علم حدیث در حرمین شریفین نمودہ در سنہ نہصد سنہ اکبر بادشاہ صدر الصدور مقرر ساخت بعد چند عرصہ دقتیکہ بادشاہ را از علماء بیزاری پیدا شد بسلسلہ مخالفت مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری از وے منحرف گشتہ در سنہ نہصد ہشتاد و شش از منصب صدارت معزول نمودہ بمکہ مکرمہ فرستاد و بعد واپسی از مکہ مکرمہ اور امحبوس گردانید و بحالت حبس در ۹۹۲ھ رحلت نمود (ملخص تذکرہ علماء ہند ص ۱۳۴ مطبع نولکشور)

(۲۰) **شیخ عبدالوہاب** (نکتۃ الخوارق نمبر ۹) فرزند دوم حضرت بندگی قدس سرہٗ عالم باعمل وفاضل بے بدل صاحب زہد وتقویٰ تھے ملا شیخ اللہ داد دانشمند عثمانی گوپاموی کی صاحبزادی سے نکاح ہوا اور تین صاحبزادے شاہ عبدالجبار، شاہ عبدالباقی، اور شاہ حدیقۃ الدین کو چھوڑ کر بتاریخ ۹ رشعبان حیات والدین میں وفات پائی۔ محبوب القلوب میں ہے:-

"بتاریخ نہم شعبان خلف حضرت شیخ عبدالوہاب از ناسوت شہود یہ برزخ منتقل گشتہ و در مرض موت شعور بوجہ اکمل و اتم ماندہ۔ باوجود عین حرارت کہ از پہلو بہ پہلو میشد و در آنوقت حضرت ایشان از حضرت شیخ عبدالرزاق فرمود کہ مقامے کہ ماندہ بود الحال درین آن عبدالوہاب طے میکند (قسم اول)

(۲۱) **شیخ عبدالواسع** (ف احوال) فرزند سوم حضرت بندگی قدس سرہ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے ایک صاحبزادے شیخ عبداللہ کو چھوڑ کر حیات والدین میں ۲۱ رجب کو وفات ہوئی محبوب القلوب میں ہے" وچون بتاریخ بست ویکم ماہ رجب المرجب حضرت شیخ عبدالواسع بجوار رحمت حق پیوستہ و دران ایام حضرت مریم زمانی علیہما الرحمۃ بغایت بیمار باستماع خبر حادثہ فرمود کہ جنازہ فرزند دلبند بیارید حسب الامر آوردہ کفن از روئے ایشان کشودہ و تقبیل کردہ ناطق باین کلمات شدہ کہ شیخ عبدالواسع را در قبر داشتہ بگوئید کہ پسر مخدوم جہان است ہمیں قدر کفایت دارد فردا من ہم بشما لاحق شوم (قسم اول)

(۲۲) **شیخ علیم اللہ** (ف ا احوال) مخدوم عبدالرزاق بن مخدوم خاصہ خدا امیٹھوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے دوسرے صاحبزادے اپنے عہد کے اصحاب حال وفضلائے باکمال میں سے تھے۔

(۲۳) **شاہ فخرالدین** مکاتیب نمبر ا دم ۳ نقیب خان خطاب سید قاسم موسوی مشہدی

کے صاحبزادے اور عہد اکبری کے دوہزاری منصب دار تھے ۹۷۵ھ میں عارضی طور پر صدر الصدور
ممالک ہندوستان ہوئے جیسا کہ ایک فرمان اکبری مملوکہ راقم الحروف کے مہر سنہ اور عبارت
پیشانی تحتی طغرائی شاہی سے معلوم ہوتا ہے حضرت بندگی قدس سرہٗ سے اُن کے تعلقات
معتقدانہ تھے چنانچہ جدی شیخ عبدالوہاب خطیب گوپاموی کی سفارش بابتہ منصب خطابت
میں جو خط بادشاہ موصوف کی خدمت میں بھیجے تھے اسکے ساتھ اپنا تبرک بھی ارسال کیا تھا
عرصہ ہوا راقم سطور نے اُن کے حالات کی تحقیق و تفتیش میں ایک استفسار رسالہ معارف اعظم گڑھ
میں بھیجا تھا اس کے جواب سے تو میرے خیال کی پوری تائید نہ ہو سکی تھی البتہ مجھے دوسرا فرمان
محررہ ۹۷۶ھ آمی شیخ پیارے صاحب قانونگوی گوپامؤ ملا اس میں انھیں کے ہاتھ کا لکھا ہوا
نام کے ساتھ عہدہ صدر مرقوم ہے اس سنہ میں پرگنہ گوپامؤ انھیں کی جاگیر میں تھا اور انھوں
نے شیخ پیارے صاحب کی عہدہ قانونگوئی پرگنہ گوپامؤ پر بحالی کی سفارش کی تھی چنانچہ بوعدہ
سعی افزونی مال و زراعت و آبادی وغیرہ سفارش منظور ہوئی اور فرمان متذکرہ صادر ہوا
فرمان اول پر اُن کی جو مہر ثبت ہے اسمیں توکلت علی اللہ القوی عبدہ کا فخرالدین
ابن قاسم الموسوی ۹۷۵ھ کندہ ہے مزید حالات دستیاب نہیں ہو سکے یہ دونوں فرمان
موجود ہیں ۹۷۵ھ والا فرمان میرا مملوکہ ہے اور ۹۷۶ھ والا آمی شیخ پیارے صاحب سید جمیل احمد صاحب
گوپاموی کے پاس ہے -

(۲۴) **بی بی گشائین** (مکتوبات نمبر ۴۴ و ۱۶) کچھ تحقیق نہ ہو سکا کہ ان بیوی صاحبہ کا تعلق
خاندانی و نسبی کیا تھا اور کن بزرگ کی بیوی یا دختر تھیں -

(۲۵) **شیخ محمد** (قسم اول در احوال و مکتوب نمبر ۴۰) فرزند چہارم حضرت بندگی و داماد
مخدوم عبدالغنی فتحپوری قدس اللہ اسرارہم - جامع کمالات صوری و فضائل معنوی تھے آپ سے

بڑے ہر سہ بھائیوں کے حیات والدین میں فوت ہو جانے کے علاوہ باقی بھائیوں میں سب سے بڑے اور منصب خلافت کے اہل ہونے کی بنا پر حضرت بندگی نے اُن کو خلافت عطا کی اور اُن کی وفات کے بعد بھی سجادہ نشین ہوئے محبوب القلوب میں ہے :-

"و از فوت ہر سہ پسر کلاں کہ بساتانیت ظاہر و باطن آراستہ بودند چہار دیگر ماندند درین میان استحقاق خلافت کہ در نظر اہل بصیرت مقبول در آمدہ و در صدر حیات دو سال پیش از رحلت خرقہ خلافت و جامہ کرامت و ذخیرہ استقامت کہ سرمایہ حیات ابدی است در تصرف مخدوم زادہ برجادہ صاحب سجادہ حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ تفویض شدہ"

آپ نے چھ اولادیں چھوڑ کر وفات پائی اور برابر مرقد منور حضرت بندگی اندرون گنبد اپنے باغ میں مدفون ہوئے۔ سلسلہ سجادگی تا ایندم آپ ہی کی اولاد میں ہے۔

(۲۶) **شیخ محمد غوث** (فصل ۳، تدریس العلوم) تحقیق نہ ہو سکا کہ یہ بزرگ کس جگہ کے رہنے والے تھے اور اُن کے اوصاف ذاتی و صفاتی کیا تھے۔

(۲۷) **حضرت شیخ محمد معروف بن عبد الواسع جونپوری** (احوال، سلاسل، تدریس العلوم)

حضرت بندگی، مخدوم عبد الغنی، اور مفتی شیخ آدم دانشمند گوپاموی وغیرہم اکابر علماء و مشائخ کے استاد و پیر اور حضرت مولانا الہداد شارح کافیہ کے خلیفہ، عظمائے مشائخ ہندوستان سے تھے بحر ذخار میں ہے۔

"موج احوال نمبر ۵۱۵ - آں رئیس الابرار آں کاشف الاسرار، رئیس خلاق زمن مرجع اقطاب شیخ معروف جونپوری مرید بندگی شیخ الہداد جونپوری از محتشمان ایں طائفہ اکبر و متصوف، و اعلی موحد، شانے عالی و ترتبش

حکم کبریت احمر داشت، بندگی نظام الدین امیٹھی باوجود بیعت حضرت راجے سید حامد شاہ از تربیت و تلقین آن صاحب کمال بمرتبہ اقطابی رسید کدام ازان زیادہ تر خواہد بود کہ مثل قطب الاقطاب خلیفہ داشت و دیگر خلیفہ او شیخ احمد جونپوری عالم و کامل متوکل و متشرع و متبرک صاحب کرامت بود (احوال منتسبان شیخ سراج الدین عثمانی)

**(۲۸) حضرت بی بی مخدومہ جہان** (احوال در دقیقہ المقال نمبر ۳۴ وغیرہ) حضرت مخدوم خاصہ خدا امیٹھوی کی بڑی صاحبزادی و مخدوم شیخ خواجگی سدہوری کی نواسی مخدوم عبد الرزاق صاحب کی بڑی بہن اور حضرت بندگی قدس اللہ اسرارہم کی پہلی اہلیہ محترمہ، رابعہ دوران عارفہ زمان، ولیہ کاملہ تھیں۔ آپ کا مرتبہ نازداد لال کا تھا تصرفات و کرامات میں ہم پلہ حضرت بندگی تھیں۔ استاد الملک ملا شیخ احمد مشہور بہ ملا جیون امیٹھوی نے اپنے رسالہ "مناقب الاولیا" میں آپ کے حالات و کرامات اور خرق عادات و تصرفات بالتفصیل لکھے ہیں از انجملہ دو واقعے اسجگہ درج کئے جاتے ہیں۔

نقل است کہ روزے مخدومہ جہان تولید دختر مخدوم عبد الرزاق قدس سرہ برادر خود بمکان مادر و پدر خود تشریف بردند چون آن دختر را یکبار حقیقت خود گرفتند فرمودند "بیا سوت من" مستورا تیکہ دران جا حاضر بودند گفتند کہ این مخدومہ جہان چہ میفرمایند باین دختر برادرزادی خود کہ گرفتہ است او شنید فرمودند کہ من بر لوح محفوظ نوشتہ دیدیم بر زبان راندیم۔ آخر کار بعد وفات مخدومہ جہان چون ببلوغ رسید در نکاح حضرت بندگی آمد ہم مخدومہ مذکور اکثر اوقات بحالت جذب و ولولہ اشتیاق میفرمود سہ

بسیاد حق از خلق بگریختم ؛ چناں مست گشتم کہ حق ریختم

نقل است کہ در زمان شیر شاہ بادشاہ حضرت بندگی قدس سرہٗ حضرت شیخ عبدالرزاق
را از بعضے حوائج بعضے امور پیش بادشاہ فرستادند روزے حضرت بی بی از حرارت و
غصہ برافروختہ گشتہ فرمودند کہ برادر مارا کجا فرستادید حضرت ایشان را جواب دادند کہ
جانب دہلی فرستادم حضرت بی بی فرمودند کہ با تحت بادشاہ را در خلل می بینم و
گرمبادا برادر مارا در جنگ گاہ کسے بکشد من قصاص او از شما خواہم گرفت۔ اگر بلکہ بود
خود خواہند باز طلبند حضرت بندگی فی الفور گفتہ ایشان بجا آوردہ اند و باز طلبیدند الحمد
للہ۔ القصہ بعد از چند روز در آنجا محاربہ عظیم پیدا گردید و صدہا آدمی تہ تیغ
گردند الحق ؎ بود عارفاں راز ماضی و حال ؛ نمایاں ہمہ حال از ذو الجلال"
اپنے فرزند ارجمند شیخ عبدالواسع صاحب کی وفات کے ایک یوم بعد ۲۲ رجب المرجب سنہ
نامعلوم کو بسلسلہ علالت شدیدہ مرحلہ پیمائے جنت الفردوس ہوئیں۔

(۲۹) حضرت شیخ مسعود الدین جعفر ثانی قدس سرہٗ | چونکہ یہ نام نامی روایات محبوب القلوب
متعلقہ گویا موئیں کہیں مذکور نہیں ہوا اسلئے اصولاً اسکی توضیح بے محل تھی مگر محض اس خیال سے کہ
حضرت بندگی قدس سرہٗ کے تمام فرزندوں کا تذکرہ سطور بالا میں مرقوم ہو چکا ہے یہی ایک
صاحبزادے رہے جاتے ہیں جن کے بابرکت ذکر سے یہ اوراق خالی ہیں لہٰذا تمام فوائد کے علاوہ
بعد حضرت بندگی قرابت در شتہ ہائے اہل گویا موٗ آپ کی ذات والاصفات سے وابستہ رہجانے
کی بناء پر اضافہ ضروری متصور ہوا۔

موصوف الذکر حضرت بندگی کے ساتویں اور سب سے چھوٹے صاحبزادے، مخدوم
عبدالرزاق امیٹھوی کے نواسے تھے۔ جو حضرت بندگی کی ۳، یا ۴، سالہ عمر میں پیدا ہوئے
حضرت ہی نے چار برس کے ہو جانے پر نشرح پڑھائی اور پھر ابتدائی تعلیم دی۔ بعد وصال
حضرت ممدوح اپنے نانا مخدوم عبدالرزاق صاحب کی تعلیم و تربیت سے مرتبہ کمال کو پہونچے اور

وہ خرقہ زیب تن کیا جو حضرت بندگی نے مخدوم عبد الرزاق صاحب کے پاس امانتاً رکھوا دیا تھا جس زمانہ میں آپ حمل ہی میں تھے۔ ایک روز بحالت درس عوارف حضرت بندگی نے فرمایا کہ:۔

"امشب حکم شدہ کہ ترا پسرے دادہ ام اورا جعفر نام کن ہم جعفر صادق خواہم ساخت (قسم اول از احوال)"

اسی بناء پر آپ کا اسم گرامی جعفر ثانی رکھا گیا اور آپ بالکل اُن کے متبع و نمونۂ اسلاف ثابت ہوئے آپ کا نکاح شیخ عبد اللہ عثمانی ساکن اجودھیا کی صاحبزادی سے ہوا اور متعدد اولادیں پیدا ہوئیں از انجملہ یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں مفتی شیخ عیسٰی بن مفتی شیخ آدم صاحب دانشمند گوپاموی کو منسوب ہوئیں اور انھیں میں سے کسی کے بطن عفیف سے حضرت ملا وجیہہ الدین صاحب مع برادران و ہمشیرگان پیدا ہوئے مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ سب بھائی بہنیں ایک ہی بطن سے تھے یا علیحدہ علیحدہ بطنوں سے۔ ملا صاحب موصوف کو آپ نے اپنے حسن تربیت اور خوبی تعلیم سے مرتبہ کمال کو پہونچایا اور فاضل بے بدل بنایا راقم سطور کو بھی بواسطہ ہمشیرہ حضرت ملا صاحب جو ہردوئی قاضی شیخ عبد الحمید بن قاضی عبد الرحمٰن لہرے صاحب کو منسوب تھیں آپ کی اولاد دختری میں ہونے کا شرف و اعزاز حاصل ہے۔

حضرت شیخ نے تربیت باطنی کے علاوہ علوم ظاہری بھی اپنے نانا مخدوم عبد الرزاق صاحب امیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے بعد فراغ سلسلہ درس و تدریس کو رونق بخشی۔ صبح کو درس علوم بعدہٗ واردین و صادرین سے ملاقات۔ بعد ظہر اہل قصبہ سے اختلاط، اور بعد عصر درس عوارف پھر بعد عشاء پند و نصائح کا معمول تھا اس کے بعد تھوڑی سی استراحت فرما کر تمام شب مجاہدہ و ریاضت میں گذارتے۔ بادشاہ جہانگیر کی عطیہ دو صد بیگہ آراضی کے حاصلات سے اپنی اور اہل و عیال و طلباء و واردین و صادرین کی ضروریات معاش پوری کرتے۔

ولادت باسعادت تقریباً ۹۷۶ھ اور وفات حسرت آیات ۱۰۴۵ھ شب ۸ ربیع الاول

عہد شاہجہان بادشاہ میں واقع ہوئی۔ ملک خواجہ عبد السلام آپ کے مخلص وجان نثار مرید نے کتاب اخلاق جعفری آپ کے تفصیلی حالات میں لکھی تھی شاید اس کا صرف ایک ہی نسخہ دنیا میں رہا۔ اس کے امین یا مالک کے احتیاطی غلو نے کسی شخص کو اس سے مستفید نہیں ہونے دیا۔ بدیں وجہ اس کا عدم و وجود مساوی رہا یہ کتاب احقر نے اپنے زمانہ بے شعوری میں استادی جناب مولانا حکیم عبد الحئی صاحب ناظم ندوۃ العلماء رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں دیکھی تھی۔ مگر اس وقت سلیقہ استفادہ نہ تھا۔

(۳۰) امیر سید نور الحق معروف بہ راجے سید نور چشتی مانکپوری (تسم اول دراحوال) حضرت راجے سید حامد شاہ مانکپوری کے فرزند و خلیفہ رشید تھے۔ کمالات باطنی میں اپنے والد ماجد کے ہم رتبہ و صاحب برکت و کرامت ہوئے ہمیشہ سپاہیانہ لباس میں مستور الحال رہتے مزید حالات دستیاب نہ ہو سکے۔

(۳۱) شیخ یٰسین امیٹھوی (نکتۃ الخوارق ۱۲ و ۳۳ و ۴۵) حضرت شیخ عبد الجلیل خلف اکبر و خلیفہ اول حضرت بندگی قدس سرہ کے فرزند عارف کامل، و شیخ واصل تھے بروایت روضۃ الکرام مؤلفہ سید وصی الحسن بلگرامی سید احسن اللہ بن سید محمد صادق بلگرامی کو آپ سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ مؤلف ملفوظ محبوب القلوب شاہ محمد علی بن عبد الجبار کے چچا زاد چچا تھے۔ مزید حالات ورطہ گمنامی میں ہیں۔

## فصل سوم در ذکر امرائے دولت و نجبائے سلطنت

(۱) آغا الغ (نکتۃ الخوارق نمبر ۲۰) عہد اکبری کے امرائے جاگیر دار پرگنہ گوپامئو مقیم گوپامئو کا مقرب و مصاحب اور اُن کے سرانجام مہمات امور پر مامور تھا حضرت بندگی کی

بد دعا سے مقتول ہوا۔

(۲) ابراہیم خان ازبک (نکتۃ الخوارق نمبر۱۱) حضرت بندگی قدس سرہٗ کا معتقد و مرید اور اپنی قوم کا سردار، اکبری امیر دو ہزاری منصبدار اور سرہرپور کا جاگیردار تھا ۹۶۲ھ میں سکندر خاں پسر عدلی نبیرہ شیر شاہ سور کو جب کہ وہ جونپور پر حملہ آور ہوا تھا اس نے بڑی ہمت اور بہادری کے ساتھ شکست دی تھی مگر ۹۷۲ھ میں اس کا دماغ پھر گیا اور اپنی شامت اعمال سے خود باغی ہو گیا (اکبر نامہ و بدایونی)

(۳) بہادر خان ازبک شیبانی (نکتۃ الخوارق نمبر۱۱) برادر خان زمان علی قلی خاں عہد اکبری کا پنجہزاری منصب دار اور امیر، حضرت بندگی قدس سرہٗ کا معتقد و مرید تھا جس وقت بنارس و غازی پور کا جاگیردار تھا بادشاہ سے باغی ہوا۔ شاہی فوج سے مقابلہ کی حالت میں گھوڑے سے گر کر گرفتار ہو گیا اور پھر یکم ذی الحجہ ۹۷۴ھ کو قتل کر دیا گیا (بدایونی)، بعدہٗ دونوں بھائیوں کی جاگیریں منعم خان خانخانان کو عطا ہوئیں (اکبر نامہ)

(۴) نواب بیرم خان (نکتۃ الخوارق نمبر۱) خان خانان خطاب، حجابۃ الملک یعنی وزیر اعظم باختیارات کامل کا منصب تھا۔ اولاً عہد ہمایوں بادشاہ میں شاہزادہ محمد اکبر (اکبر بادشاہ) کا اتالیق مقرر ہوا بعد تخت نشینی اکبر، سلطنت کے تمام جزئی و کلی امور اس کے ہاتھ میں آ گئے اور پنجہزاری منصب ہوا۔ بڑے دبدبہ کا مگر انتہائی مغرور و جابر و ظالم امیر تھا یہانتک کہ بادشاہ کو بھی نظر میں نہ لاتا تھا۔ بالآخر تنگ آ کر بادشاہ نے کل اختیارات سلب کر لئے اور علم و نقارہ وغیرہ اس سے لیکر جملہ امور سلطنت کی بذات خود انجام دہی شروع کر دی پھر بھی متنبہ نہ ہوا اور بادشاہ سے باغی ہو کر کئی بار مقابلہ پر آیا مگر ہر دفعہ ہزیمت پائی آخر کار ہر طرف سے مایوس و ناامید ہو کر عفو تقصیر چاہی اور حرمین شریفین کا قصد کر کے گجرات کی طرف روانہ ہوا۔ مبارک خان

لوہانی افغان نے ۹۶۶ھ میں اسکو بدیں وجہ قتل کر دیا کہ عہد ہمایوں کی جنگ ماچھی واڑہ میں اسکی سرداری اور سعی سے مبارک خان کا باپ مارا گیا تھا۔ اس نے موقع پاکر اپنے باپ کا بدلہ لے لیا بیرم بہترین شاعر اور ذی علم تھا قاسم ارسلان نے اسکی تاریخ وفات لکھی ہے جو حسب ذیل ہے۔

بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام | در راہ شد از شہادتش کار تمام
در واقعہ ہاتفے پے تاریخش | گفتا کہ شہید شد محمد بیرام
۹۶۸

ترجمہ از تاریخ بدایونی صفحہ ۳۳

**(۵) تردی محمد خان (تکملۃ الخوارق نمبر ۱۰)** امرائے ہمایونی میں سے تھا پھر اکبر کا مصاحب رہا حضرت بندگی قدس سرہٗ سے بعید ارادت و عقیدت مندی تھی۔ اسی نے حضرت کا مقبرہ سنگ مرمر سفید کا تعمیر کرایا۔

**(۶) جلال خان افغان (تکملۃ الخوارق نمبر ۱)** اسلام خان بن شیر شاہ سور کی جانب سے پنجہزاری منصبدار اور قصبہ پالی تحصیل شاہ آباد ضلع ہردوئی میں متعین تھا۔ سرکار خیرآباد و سرکار قنوج دونوں اس کی جاگیر میں تھے اکثر حضرت بندگی قدس سرہٗ کی خدمت میں بمقام گوپامؤ حاضر ہوتا رہتا اسلام شاہ کی وفات کے بعد عادل شاہ کے نام کا خطبہ و سکہ تمام قلمرو ہند میں جاری ہو گیا مگر گوپامؤ میں حضرت بندگی نے اس کا نام خطبہ میں داخل نہیں ہونے دیا جلال خان کو اس کی اطلاع ہوئی تو بغرض تحقیق و تفتیش حال گوپامؤ آیا۔ اور حضرت سے دریافت کیا آپ یہ فرما کر "بر بالائے او خشت استادن و خطبہ بنام او خواندن چہ میشود اگر بر آسمان روید باسم عادل خطبہ بخوانید کہ بادشاہی او نیست" خاموش ہو گئے پھر قدرے توقف کے بعد غایت جلال سے جانب مغرب اشارہ کر کے فرمایا۔

"بچہ را از رشتگان تطہیر میکنند آنرا حکم بادشاہت است"

اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ کے بعد خبر ولادت اکبر بادشاہ معلوم ہوئی اور چند ہی سال میں ہمایوں بادشاہ نے دوبارہ ہندوستان فتح کرلیا۔

(۷) حاجی جان (نکتۃ الخوارق نمبر ۱) شیر شاہ سور کا غلام اور بڑا ہوشمند و بہادر شخص تھا۔ ہیموں کے قتل کے بعد اس نے علاقہ میوات والور وغیرہ میں بغاوت و خودسری اختیار کی مگر اکبری فوجوں سے تاب مقابلہ نہ لاکر دار الخیر اجمیر کی جانب مفرور ہوگیا اور اس نواح کے راجگان سے نبرد آزما رہا۔ حضرت بندگیؒ کا معتقد اور شاید مرید بھی تھا۔

(۸) خانجہان حسین قلیخان (نکتۃ الخوارق نمبر ۱۰۹) حضرت بندگی قدس سرہ کا معتقد اکبری امیر اور پنجہزاری منصبدار تھا عرصہ تک پنجاب کا حاکم اعلیٰ رہا ۹۸۳ھ میں خانخانان کے گور میں فوت ہو جانے سے اس کا قائمقام اور حکومت بنگالہ پر نامزد ہوا۔ ابتدائے ۹۸۶ھ میں فوت ہوگیا (بداونی)

(۹) دولت خان کاکر (نکتۃ الخوارق نمبر ۱۰۹) اکبری امیر اور حضرت بندگی قدس سرہ کا معتقد تھا اس سے زیادہ کچھ حال نہیں معلوم ہو سکا۔

(۱۰) سکندر خان ازبک (نکتۃ الخوارق نمبر ۱۱) حضرت بندگی قدس سرہ کا معتقد اور امرائے اکبری میں سے سہ ہزاری منصبدار تھا ۹۸۰ھ میں بادشاہ سے باغی ہوا مگر شاہی فوجوں سے تاب مقابلہ نہ پاکر جا بجا پناہ لیتا رہتا اور گاہے گاہے حاضر دربار ہوکر معافی مانگ لیتا۔ آخر میں پٹھانوں سے جا ملا ۹۷۰ھ میں بادشاہ خود اس کی سرزنش کیلئے لکھنؤ پہنچا اس نے بھاگ کر منعم خان حاکم جونپور کے پاس پناہ لی۔ منعم خان نے سمجھا بجھا کر بادشاہ کے پاس حاضر کردیا۔ عفو تقصیر کے ساتھ خلعت چارقب، شمشیر مرصع، اور اسپ مع زین مرصع و مطلا عطا ہوئی اور علاقہ سرکار اودھ جاگیر ہوا کچھ عرصہ کے بعد ۹۸۰ھ میں مرگیا (بداونی) اور سرکار اودھ محمد قلیخان برلاس کو عطا ہوئی

**(۱۱) سید حسین خان (نکتۃ الخوارق نمبر ۱۰۵)** حضرت بندگی قدس سرہٗ کا مرید، اکبری امیر صاحب منصب جاہ، اور لکھنؤ کا حاکم تھا ۹۷۰ھ میں بادشاہ نے تبدیل کر کے پرگنہ کانٹ گولا اور آگرہ کا جاگیردار کر دیا، میں اپنے ظلم و تشدد کی پاداش میں بمقابلہ فوج شاہی زخمی ہو کر آگرہ گیا اور فوت ہو گیا یہ واقعہ ۹۸۳ھ میں پیش آیا۔ (بداونی)

**(۱۲) میرزا صادق محمد خان (صادق خان) نکتۃ الخوارق ۱۱۲** پسر باقر ہروی اُمرائے اکبری میں چار ہزاری منصبدار ہم رتبہ نواب قلیج خان و ٹوڈرمل اور اکبر بادشاہ کی آمد امیٹھی کے وقت ہمرکاب شاہی تھا بعدہٗ ازبکوں کے مقابلہ میں دعائے فتحیابی کیلئے بھی اسکو حضرت بندگی کی خدمت میں بادشاہ نے بھیجا تھا۔ (تذکرہ نکتۃ الخوارق و تتمہ بزرگان جاوید دولت ص ۱۶ آئین اکبری جلد اول [illegible])

**(۱۳) خان زمان علی قلی خان (نکتۃ الخوارق نمبر ۱۱)** ابراہیم خان ازبک کا بھتیجا، اکبری امیر پنجہزاری منصبدار اور حضرت بندگی قدس سرہٗ کے معتقدین و مریدین میں سے تھا جلوس اکبری کے پہلے ہی سال خطاب خان زمان خان ملا اور چوتھے سال علاقہ لکھنؤ جاگیر ہوا پٹھانوں کے مقابلہ میں کئی بار فتوحات حاصل کیں مطمئن طبیعت اور بڑا بہادر شخص تھا۔ فتحمن بیگ کے غزو میں جبکہ یہ جونپور کا جاگیردار تھا بغاوت اختیار کی بادشاہ خود ان دونوں بھائیوں کی گوشمالی کیلئے گیا یکم ذی الحجہ جلوس دوازدہم مطابق ۹۷۴ھ کو فوج شاہی سے مقابلہ کیحالت میں گھوڑے سے گر پڑا اور نرسنگھ نامی فیل جنگی نے اپنے پیروں سے کچل کر ہڈیاں اور پسلیاں چور چور کر ڈالیں بعدہٗ سر کاٹ کر بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ یہ واقعہ موضع سکراول مضافات الہ آباد کا ہے اسی فتح کی خوشی میں بجائے سکراول کے موضع کا نام تبدیل کر کے فتحپور کر دیا (اکبرنامہ) اب یہ فتحپور ہسوہ یو۔پی کا مشہور ضلع ہے۔

**(۱۴) نواب قلیج محمد خان (قلیج خان) نکتۃ الخوارق ۱۲** بروایت شیخ عبداللہ اُمرائے

اکبری میں سے چار ہزاری منصبدار ہم پلہ ٹوڈرمل و صادق خان وغیرہ تھا۔ امیٹھی میں بادشاہ اکبر کی آمد کے وقت مع دیگر امراء کے ہمرکاب شاہی تھا۔ اسکے بعد بھی ازبکوں پر فتحیابی کی دعا کیلئے بادشاہ نے اسکو حضرت بندگی کی خدمت میں بھیجا تھا (نکتۃ الخوارق متذکرہ و تتمہ بزرگان جاوید دولت صفحہ ۱۶۰۔ آئین اکبری جلد اول)

(۱۵) قمر دیوانہ (قنبر دیوانہ) نکتۃ الخوارق نمبر ۱۱ | اگرچہ اس کا واقعہ متذکرہ نکتۃ الخوارق میں مرقوم ہے مگر چونکہ اس کے قتل کی بابت ملفوظ اور کتب تاریخ میں قدرے اختلاف ہے اسلئے ہم اس جگہ ترجمہ منتخب التواریخ ملا عبدالقادر بدایونی کا اقتباس درج کرنا مناسب خیال کرتے ہیں احتیاط اسی میں ہے۔ " ۹۶۲ھ میں ہمایوں بادشاہ نے دوبارہ بادشاہ ہوجانے کے بعد اکثر ملک کو جاگیروں میں تقسیم کردیا از انجملہ بدایوں قنبر دیوانے کو عطا کیا مگر قنبر نے نواحی سنبھل میں جو بیرٹھ کے ساتھ علی قلی خاں کی جاگیر میں تھا بہت سی جمعیت فراہم کرلی سنبھل وغیرہ کے علی قلیخاں کی جاگیر میں ہونے کے بارے میں دیوانہ کہتا تھا کہ وہ ہی مثل ہوئی کہ پیڑ کسی کا اور گانوں کسی کا۔ علی قلی خاں کے سنبھل پہونچنے سے پہلے ہی دیوانہ بدایوں پہونچا اور رکاٹ کولہ میں رکن خان پٹھان سے مقابلہ کرکے فتح پائی اور رملانوہ وغیرہ تک اپنا قبضہ کرلیا مگر اس کے بعد پٹھانوں سے شکست کھاکر کافی کشت و خون کے بعد بدایوں پہونچا اور حد سے زیادہ ظلم و تعدی اختیار کی ہر چند علی قلی نے اس کو اپنے پاس بلایا مگر نہ گیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں تجھ سے زیادہ بادشاہ کا مقرب ہوں اور میرا سراج شاہی سے ملا ہوا ہے تب علی قلی نے اُس پر فوجکشی کرکے بدایوں کا محاصرہ کرلیا۔ مگر وہ ظلم و ستم سے باز نہ آیا عورتیں، بیٹیاں، اور مال و اسباب جس کا چاہتا غصب کرلیتا بالآخر ایک کالا کنبل اوڑھ کر شہر سے بھاگ نکلا لوگ اس کو پکڑ کر علی قلی خان کے پاس لائے علی قلی

نے اس سے بہت نرم گفتگو کی اور اپنی اطاعت کے صلہ میں جان بخشی کا بھی وعدہ کیا مگر دیوانہ سخت گفتگو کرتا رہا اور کسی طرح نہ مانا تب علی قلی خان نے اسکو قتل کرادیا اور اپنی عرضی کے ساتھ اس کا سر ہمایوں کے پاس بھیجدیا ہمایوں کو اسکی بے عقلی سے نوبت بہ قتل پہونچنے کا بہت افسوس ہوا قبر اسکی بدایوں میں بہت مشہور ہے صفحہ ۱۹۵ مطبع نولکشور ۱۲

(۱۶) **میرزا حکیم** (نکتۃ الخوارق نمبر ۱۱) بادشاہ ہمایوں کا بھتیجا اور اکبر کا چچا زاد بھائی تھا پہلے سلطنت کا دعویدار رہا پھر ۹۸۹ھ میں بقصد تسخیر ہندوستان کابل سے چلکر دریائے اٹک پار کرکے لاہور پہونچ گیا متعدد امرائے اکبری مثل خان زماں علی قلی خان، بہادر خان، سکندر خان، ابراہیم خان وغیرہ اسکو اشتعال دلاتے اور وہ ہمیشہ اُن کے بھروسے پر خروج کرتا رہتا اسمرتبہ اکبر خود اس کے مقابلہ پر گیا میرزا نے شکست کھاکر راہ فرار اختیار کی اور اپنے قصوروں کی معافی بھی چاہی جملہ مغل بادشاہوں میں جرم پوشی اور خطا بخشی کی صفت بدرجہ اتم تھی اکبر بھی اس اعلیٰ صفت سے کام لیتا اور بالعموم امرا کی عفو تقصیرات کرتا رہتا اس نے میرزا کی خطا معاف کرکے کابل اسکے حوالے کردیا کچھ عرصہ کے بعد بوجہ کثرت شراب نوشی مبتلائے امراض مختلفہ ہوکر میرزا نے ۱۲ شعبان ۹۹۳ھ کو دنیائے فانی سے کوچ کیا۔

(۱۷) **ہیمون** (نکتۃ الخوارق نمبر ۱۲) از قوم بقال، قصبہ ریواڑی کا رہنے والا اور عدلی شاہ نبیرہ شیر شاہ سور کا مدار المہام و سپہ سالار تھا۔ چونکہ ابراہیم خان سور و سلطان محمد حاکم بنگالہ اور دوسرے پٹھان دعویداران سلطنت کو جنگ کرکے شکست دیچکا تھا بادشاہ ہمایوں کی خبر وفات سنکر منہ میں پانی بھر آیا اور ہندوستان کی بادشاہت کے خواب دیکھنے لگا نیز اکبر بادشاہ کی خورد سالی کو بھی اپنے لیے فال نیک سمجھا چنانچہ عدلی شاہ کو پٹنہ میں چھوڑ کر آگرہ و دہلی کی طرف کوچ کردیا اور آگرہ پہونچتے ہی اس پر قبضہ کرکے دہلی پہونچا امیر تردی بیگ اور دوسرے امرائے شاہی کو جنہوں نے اس کے حملے کی مقاومت کی تھی شکست دیدی۔ اکبر بادشاہ یہ خبر سنکر جالندھر سے اسکے استیصال و تمرد شکنی کے لئے دہلی روانہ ہوا حوالی پانی پت میں جنگ ہوئی ۲ محرم یوم پنجشنبہ ۹۶۴ھ کو ہیمون کی آنکھ میں ایسا تیر لگا کہ اس کے صدمہ سے ہیمون اپنے ہاتھی کے ہودے میں گر کر بیہوش ہوگیا اور فوج میں سراسیمگی پھیل گئی اکبری امرا میں سے شاہ قلی خاں نے اسکو مع فیل دہودہ نقرئی گرفتار کرکے بادشاہ کے سامنے حاضر کیا اور نواب بیرم خاں نے اسکو قتل کردیا (ماخوذ از تزک جہانگیری صفحہ و سیر المتاخرین جلد اول صفحہ ۱۶۷)

**تمام شد**

# صحتنامہ اغلاط کتاب "افاضات بندگی"

| صفحہ | سطر | صحیح | غلط |
|---|---|---|---|
| ۳ | ۱۲ | حضرت شیخ آدم دانشمند گوپاموی | حضرت شیخ آدم |
| ۳ | ۱۵ | حضرت شیخ احمد امیٹھوی | حضرت شیخ احمد |
| ۲۹ | ۹ | کافیہ وہدایہ است | کافیہ وہدایہ ست |
| ۴۲ | ۱۲-۱۳ | فیروزشاہ یا علاء الدین شاہ | فیروزشاہ علاء الدین شاہ |
| ۴۸ | ۴ | تاریخہائے وفات | تاریخ وفات |
| ۷۹ | ۱ | مسلم وکافر باہم | مسلم وکافرکر باہم |
| ۱۴۱ | ۱۲ | برادر کلاں حضرت ملا صاحب مامور ہوئے | برادر کلاں حضرت ملا صاحب اور پسر شیخ علیم اللہ |
| ۱۴۳ | ۱۵ | بتوداوم | بتوددم |
| ۱۴۶ | ۱۲ | لاولد گئے | لاولدے |
| ۱۴۸ | ۹ | اس نسل سے | اب س نسل سے |
| ۱۴۸ | ۱۲ | بی اے | اے |
| ۱۵۰ | ۱۴ | ماہ خورداد | ماخورداد |
| ۱۵۱ | ۵ | نامحمود ناکام | نامحمود ناکام |
| ۱۵۵ | ۱۴ | محمد مشائخ | محمود مشائخ |
| ۱۶۰ | ۳ | ستائیسویں ۲۷ | بیسویں ۲۰ |
| ۱۶۲ | ۱۵ | برواولس | پرنواس |
| ۱۶۷ | ۴ | شیخ | خ |
| ۱۷۹ | ۱ | ملقب | ملعب |
| ۱۸۱ | ۸ | وطن | وس |
| " | ۱۸ | صاحب مال | صاحب |
| ۱۸۸ | ۱۹ | شاہجہانپوری | شاہجہانپور |
| ۱۹۸ | ۱۷ | پیر بھائی | ہمدرس دپیر بھائی |

ناشر

مطبع رزاقی

پٹکاپور کانپور